تاریخ الامت

جلد ششم

علامہ اسلم جیراجپوری

ذخیرہ محمد [illegible]

شائع کردہ

ادارۂ طلوع اسلام۔ کراچی

(جاوید پریس میکلوڈ روڈ کراچی)

تعالیٰ

135483

تاریخ الامت کے پانچ حصے اس سے پہلے شائع کئے جا چکے ہیں۔ اب اس کا چھٹا حصہ پیش خدمت ہے۔ پہلا حصہ حضور رسالتمآب کی سیرت طیبہ پر مشتمل تھا۔ دوسرا خلافت راشدہ کے تذکار جلیلہ پر اور تیسرا خلافت بنی امیہ سے متعلق تھا۔ چوتھے اور پانچویں حصے خلافت عباسیہ سے متعلق تھے۔ چھٹے حصے میں تاریخ مصر ہے۔ اس کے بقایا حصے رفتہ رفتہ سامنے آتے جائیں گے۔

وبیدہ التوفیق۔

ناظم ادارۂ طلوع اسلام۔ کراچی

Marfat.com

فہرست مضامین

تاریخ الامت

حصہ ششم

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دیباچہ	۹	خاندان ۱- طینی	۱۷
تاریخ مصر	۱۲	خاندان ۲- منفی	۱۸
اقوام مصریہ	۱۳	" ۳- منفی	۱۹
دینی عقائد و رسوم	۱۴	" ۴- منفی	۲۰
ادوار تاریخی	۱۶	" ۵- صوائی	۲۲
در[illegible] قدیمہ	۱۷	" ۶- صوائی	۲۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
خاندان ۷-۸-۹-۱۰		۲۵- ایثوبی	۴۵
دولت، وسطیٰ	۲۴	۲۶- صادی	۴۸
۱۱- طیبی	″	۲۷- فارسی	۵۱
۱۲- طیبی	۲۵	۲۸- صادی	۵۵
۱۳- طیبی	۲۷	۲۹- سندلیسی	″
۱۴- سخاوی	″	۳۰- سمنودی	۵۶
۱۵- اداریسی عمالقہ	۲۸	۳۱- فارسی	۵۷
۱۶-۱۷ صانی عمالقہ	۲۹	۳۲- مقدونی	″
دولت اخیرہ	۳۱	۳۳- بطلیموسی	۵۸
۱۸- طیبی	″	۳۴- رومی	۶۳
۱۹- طیبی	۳۵	عہد اسلامی	۷۰
۲۰- رعمیسی	۴۰	خلافت راشدہ	۷۲
۲۱- کہنہ	۴۲	عمرو بن عاصؓ	″
۲۲- بسطی	۴۳	نہر امیر المومنین	۷۴
۲۳- تانیسی	۴۴	نہر سویز- سرزمین مصر	۷۵
۲۴- صاوی	۴۵	بندوبست اراضی	۷۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عبداللہ بن سعد	۷۹	دولت عباسیہ ثانیہ	۱۱۴
فتنۂ سبائی	۸۰	دولت اخشیدی	۱۱۶
قیس بن سعد	۸۱	انوجور ـ علی ـ کافور	۱۱۸-۱۱۹
عمرو بن عاص رضؓ باردوم	۸۴	احمد بن علی	۱۲۱
بنی امیہ	۸۵	دولت فاطمیہ	۱۲۳
دولت عباسیہ اولیٰ	۹۲	معز لدین اللہ	۱۲۵
دولت طولونیہ	۱۰۱	عزیز بدین اللہ	۱۳۰
حکومت مصر	۱۰۲	حاکم بامر اللہ	۱۳۲
دفینۂ غیبی	۱۰۳	ظاہر لاعزاز دین اللہ	۱۳۸
جامع طولونی	۱۰۴	مستنصر باللہ	۱۴۰
واقعۂ حمری	۱۰۵	معز الدولہ افریقیہ	۱۴۱-۱۴۲
موفق کی عداوت شام کی تاخت	۱۰۶	مشرق	۱۴۳
عباس کی بغاوت	۱۰۸	بساسیری ۔ قضیۂ حلب	۱۴۴
وفات	۱۰۹	وزارت ۔ افواج فاطمیہ	۱۴۶
خمارویہ	״	ناصر الدولہ	۱۴۸
جیش وہارون	۱۱۳	ایلدکز	۱۵۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بدرجمالی	۱۵۴	دولت ایوبی	۱۹۲
وفات مستنصر	۱۵۶	سلطان نورالدین زنگی	۱۹۳
جزیرۂ صقلیہ	〃	نجم الدین ایوب	۱۹۴
مستعلی باللہ	۱۵۸	صفات نورالدین	۱۹۵
حروب صلیبیہ	۱۶۰	سلطان صلاح الدین	۱۹۶
آمر باحکام اللہ	۱۶۷	صفات صلاح الدین	۱۹۸
حافظ لدین اللہ	۱۶۹	ملک عزیز	۲۰۱
ظافر بامر اللہ	۱۷۱	ملک منصور۔ ملک عادل	۲۰۲
فائز بنصر اللہ	۱۷۳	ملک کامل	۲۰۴
عاضد لدین اللہ	۱۷۵	عادل ثانی	۲۰۵
قتل صالح۔ مشہد حسینؓ	۱۷۶	ملک صالح۔ قاضی عزالدین	۲۰۶
شاور۔ ضرغام۔ شیرکوہ	۱۷۷	ملک معظم۔ شجرۃ الدر	۲۰۹
صلاح الدین	۱۷۸	دولت ممالیک بحریہ	۲۱۱
موتمن الخلافہ	۱۸۵	معز جاشنگیر	۲۱۲
خطبۂ عباسی	۱۸۶	ملک منصور نورالدین مظفر	۲۱۴
خلفاء فاطمیہ	۱۸۸	ملک ظاہر بیبرس	۲۱۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خلافت عباسی۔ فتوحات	۲۱۶
صفات بیبرس	۲۱۷
قضاۃ اربع	۲۱۹
امام نووی	۲۲۰
ملک سعید برکہ خاں	۲۲۲
ملک عادل سلامش	۔۔
منصور قلاؤن	۲۲۳
تاتاریوں میں اسلام	۲۲۵
ملک اشرف خلیل	۲۲۶
ملک ناصر محمد بار اول	۲۲۷
ملک عادل کتبغا	۲۲۸
منصور لاجین۔ ناصر بار	۔۔
دوم	۲۲۹
ملک مظفر بیبرس	۲۳۰
ناصر بار سوم	۲۳۱
اولاد ناصر	۲۳۲
منصور خامس۔ اشرف ثالث	۲۳۳
منصور سادس۔ صالح حاجی	۲۳۵
دولت ممالیک چرکسیہ	۲۳۶
ملک ظاہر برقوق	۲۳۸
ملک ناصر زین الدین	۲۴۰
ملک عادل۔ مستعین	۲۴۱
شیخ محمودی	۲۴۲
احمد محمودی۔ سیف الدین ططر	۔۔
محمد بن ططر	۲۴۳
ملک اشرف برسبائے	۔۔
ملک عزیز یوسف	۲۴۴
ظاہر جقمق	۲۴۵
ملک منصور عثمان۔ اشرف	۲۴۶
اینال	۔۔
مؤید احمد۔ ظاہر خوش قدم	۔۔
بلبائے۔ تمربوغا	۲۴۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ملک اشرف قایتبائے	٢٤٧	حاکم بامر اللہ ثانی۔ معتضد	٢٥٨
ملک ناصر محمد۔ اشرف قانصوہ	٢٤٩	باللہ اول۔ متوکل علی اللہ	٢٥٩
ظاہر قانصوہ	٢٥٠	اول مستعین باللہ	٢٦٠
قانصوہ جان بلاط طومان	″	معتضد باللہ ثانی	-
بائے اول۔ قانصوہ	″	مستکفی باللہ ثانی	٢٦١
غوری۔	″	قائم بامر اللہ	-
طومان بائے ثانی	٢٥٢	مستنجد باللہ	٢٦٢
خلفائے عباسیہ مصر	٢٥٤	متوکل علی اللہ ثانی	-
مستنصر باللہ	″	مستمسک باللہ	٢٦٣
حاکم بامر اللہ اول مستکفی	٢٥٥	متوکل علی اللہ ثالث	″
باللہ اول	٢٥٦	خلافت عباسیہ	٢٦٥
واثق باللہ	٢٥٧		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

زوال بغداد کے بعد خلافت عباسی مصر میں آکر قائم ہوئی۔ اس لئے وہاں کی مختصر تاریخ ابتداء سے بیان کردینی ضروری تھی۔ یہ پورا حصہ اسی میں صرف ہوا۔ اور طوفان نوح کے بعد سے ۹۲۳ھ تک کی جس میں وہاں سے خلافت منتقل ہو کر آل عثمان کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ مصر کی ایک اجمالی تاریخ اس میں لکھی گئی۔

مصر کے دور اسلامی کی تاریخ عہد بعہد کی حسب معمول مسلمانوں نے اچھی طرح محفوظ رکھی ہے۔ اور چونکہ دوسرے اسلامی مراکز کے مقابلہ میں وہاں کے کتب خانے زمانہ کی دست برد سے نسبتاً بچے رہے ہیں۔ اس وجہ سے تاریخ مصر کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ کمتر نایاب ہوئی ہیں۔ البتہ قدیم تاریخ کے معتبر مصادر موجود نہیں۔ کیونکہ پانچویں صدی قبل مسیحی سے پیشتر کی کوئی تصنیف

Marfat.com

اس موضوع پر نہیں ملتی۔ سب سے پہلے مصر کا کچھ حال جس شخص نے لکھا ہے وہ مشہور یونانی سیاح اور مورخ ہیروڈوٹس ہے جو ۴۵۵ ق م میں نیل کے سواحل سے گزرا تھا۔ اس کے دو صدی کے بعد ایک مصری کاہن سابتیوں نے جو مانیتو کے نام سے مشہور ہے اس ملک کی تاریخ لکھی۔ مگر وہ مفقود ہے صرف اس کے بعض بعض حصے جو یوسیفوس یہودی نے اپنی کتاب آثار الاسرائیلیہ یا آٹھویں صدی عیسوی کے ایک مورخ سنسلیکر نے اپنی تصنیف میں نقل کئے تھے ہم تک پہنچے ہیں۔ قدیم حکمراں خاندانوں کے ملوک کی فہرستیں مانیتو ہی کے حوالے سے بعض مسیحی مورخوں نے لکھی ہیں۔

۱۸۲۲ء میں نو سال کی لگاتار کوشش کے بعد فرانس کے مشہور اثری محقق شمپولین نے ہیروغلیفی کتابت کو حل کیا۔ جس سے آثار قدیمہ کے کتبے پڑھے جانے لگے اور پرانے ہیکلوں اور معبدوں اور ان کے ستون و دیوار و در کے نقوش سے بعض حالات منکشف ہوئے۔ میں نے اس حصہ کی تالیف میں یہ تمام معلومات اور اسلامی متداول کتب تاریخ کو سامنے رکھا۔

چونکہ میری یہ کتاب جیسا کہ میں پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں محض تعلیمی ہے نہ کہ علمی اور میں صرف ضروری معلومات دینے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ طلباء کے لئے اسلامی تاریخ آسان اور قریب الفہم ہو جائے۔ اسی لئے حسب معمول اختصار سے کام لیا اور مصر کی علمی ترقی کی تاریخ بھی چھوڑ دی۔ کیونکہ اس کے لئے

Marfat.com

یک جداگانہ مبسوط تصنیف درکار ہے۔

تاریخِ مصر کے بعض بعض امور بوجہ تعلق خلافت کے خلفاء بغداد کے بیان میں پہلے حصوں میں آچکے ہیں۔ اس حصہ میں بھی مجبوراً ان کو دہرانا پڑا لیکن جہاں تک ہوسکا کوشش یہی رہی کہ کم سے کم تکرار واقع ہو۔

یکم شعبان سنہ ۱۳۴۶ھ

محمد اسلم جیراجپوری

جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ قرول باغ۔ دہلی

Marfat.com

تاریخ الامت

حصہ ششم

تاریخ مصر

تاریخ مصر قبل از اسلام ۴۰۰۵ ق م سے شروع ہوتی ہے جبکہ مصر کے پہلے بادشاہ مینا نے اس ملک میں سلطنت قائم کی۔ یہ دو دور میں منقسم ہے۔

(۱) دورِ جاہلیت۔ جو ۴۰۰۵ ق۔م سے سنہ ۳۸۱ء تک ہے۔ اس میں تمام مصریہ اپنے قدیمی دین پر رہی۔

(۲) دورِ مسیحیت جب اہل مصر نے دینِ عیسوی اختیار کرنا شروع کیا۔ یہ ۳۸۱ء سے سنہ ۶۴۰ء یعنی فتح اسلامی تک ہے۔

Marfat.com

اقوام مصریہ

قدیم اہل مصر حام بن نوح کے بیٹے مصرایم کی اولاد تھے جو شام سے آکر جا بجا
...یں میں جا بجا قبیلے قبیلے آباد ہو گئے۔ یہ لوگ پانچ طبقوں میں منقسم تھے۔
طبقہ کاہنوں کا تھا جو دینی پیشوا تھے۔ ان کی کسی بات کی خلاف ورزی معبود کے
سے سرتابی کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ دوسرا طبقہ جنگی جماعت کا تھا جو دشمنوں کی
...ت کرتی تھی۔ باقی تین طبقے تاجروں۔ کاشتکاروں اور گلہ بانوں کے تھے۔
بجز کاہنوں اور طبقہ دوم کے کوئی دوسرا زمین کی ملکیت کا حق نہیں
...لتا تھا۔ چنانچہ اراضی کا بڑا حصہ کاہنوں کے قبضہ میں تھا اور کچھ جنگ آوروں کے
...تینوں طبقے اُن سے ٹھیکہ یا کرایہ پر زمینیں لے کر کھیتی کرتے تھے
زمانہ دراز کے بعد جب ان قبائل کی تعداد زیادہ ہو گئی اور انتظام کے لئے
...ضرورت نے مجبور کیا تو انہیں میں سے ایک شخص منا نامی جو جنگی جماعت کا سرغنہ
...بادشاہ بن گیا۔ اور اس نے مصر میں پہلی سلطنت قائم کی جو ایک زمانہ تک
...کی اولاد میں چلی آئی۔ پھر دوسرا خاندان غالب آگیا۔ اسی طرح سلسلہ بسلسلہ
...اکتیس خاندان حکمران ہوئے۔ جن میں سے اکثر اسی شہر کی نسبت سے موسوم ہیں
...جو ان کا پایہ تخت تھا

ان ۳۱ خاندانوں کے بعد یونانیوں نے آکر مصر پر قبضہ کر لیا۔ پھر اُن سے

Marfat.com

رومیوں نے لے کر اپنی سلطنت کا صوبہ بنا لیا۔

دینی عقائد و رسوم

قدیم اہل مصر کو متعدد دیوتاؤں اور ... کو مانتے اور ان کی پوجا کرتے تھے لیکن ان کے تمام معبود ... مرجع دو بڑے معبود تھے۔ ایک فتاح (خالق) جس کا بت مقام منف میں تھا۔ دوسرا رع (سورج) جس کی ... لقصر میں بنائی گئی تھی۔ یہ بھی درحقیقت ان کے عقیدہ میں خالق اکبر ہی کی ایک مظہری تمثال تھا۔ اس کے بعد جوں جوں بت تراشی میں ترقی ہوتی گئی معبودوں کے تنوع میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ پسامتیک اوّل (زمانہ ۲۶) کے زمانہ میں جب یونانی مصر میں آئے اور وہاں رہے تو انہوں نے علوم مصر ریاضی۔ ہیأت اور نجوم وغیرہ کے ساتھ وہاں کے علم الاصنام کو بھی سیکھا۔ اور مصری بتوں کو مع ان کے ناموں کے یونان میں لے گئے۔

قدمائے مصر کا یہ خیال تھا کہ دیوتا بعض بعض حیوانات کی شکل میں بھی جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ گائے۔ بلی۔ شہباز وغیرہ کو بھی پوجتے تھے۔

ان کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ موت کے بعد روح جسم کے ساتھ قبر میں رہتی ہے۔ اسی بنیاد پر وہ اپنے مردوں کو ممی بنانے تھے۔ انہوں نے ایسی دوائیں معلوم کر لی تھیں جن کی بدولت جسم غیر محدود زمانہ تک سڑنے سے

Marfat.com

فوظ رہ سکے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جسم اگر ضائع ہو گیا تو روح [illegible] کا نا
میں رہے گا اور وہ بھٹکتی پھرے گی اس لئے امیر و غریب سب ممی کا خاص اہتمام
رتے تھے۔ اور اس کو محفوظ تابوتوں اور صندوقوں میں بند کر کے تہہ خانوں میں
کھتے تھے۔ جن پر پختہ عمارتیں بنا دیتے تھے۔ چنانچہ مصر کے اہرام وہاں کے
دک اور سلاطین وغیرہ کے مقبرے ہیں۔

ان میں ایک خاص رسم یہ بھی تھی کہ ممی تیار ہو جانے کے بعد وہ مردہ کو
ایک چبوترہ پر لا کر رکھتے جہاں مذہبی حکام اور کاہن اور عام انسان آکر جمع
ہوتے پھر اعلان کیا جاتا کہ کسی کو اس کے اوپر کوئی دعویٰ ہو تو پیش کرے۔ جو وہ
بے گناہ نکلتا تو اس کو قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت ملتی۔ اس کے اقربا
اسی وقت اپنا ماتمی لباس اتار دیتے۔ اور اس کی برأت پر خوشی مناتے۔ اور جو
گنہگار ٹھہرتا تو دفن سے ممنوع قرار پاتا۔ مجبوراً اس کے ورثا اس کے تابوت کو لا کر
اپنے گھر میں رکھتے۔ جب اس قسم کے متعدد مردے کسی کے یہاں جمع ہو جاتے تو کاہ
ندوں کی خاطر سے ان کو کہیں دفن کرنے کی اجازت دے دیتا۔

اس آخری احتساب میں کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جاتی تھی چنانچہ
تو فو اور خضرع بادشاہوں کو بھی کاہنوں نے دفن سے روک دیا تھا۔

اس دستور کی وجہ سے ان کے اخلاق اچھے تھے کیونکہ اس آخری
فضیحت اور رسوائی کے خوف سے وہ معاملات کو صاف رکھتے اور سب کے ساتھ

نیک سلوک کرتے تھے۔

علمی لحاظ سے قدیم اہلِ مصر طب سے واقف تھے اور اکثر بیماریوں کی شناخت اور ان کی دوائیں جانتے تھے۔ ریاضی اور ہیاۃ سے بھی ان کو ذوق تھا چنانچہ دنیا میں سب سے پہلے سن شمسی ۱/۴ ۳۶۵ اور سن قمری ۳۵۴ دن کا انہوں نے ہی قرار دیا تھا۔ اور فن تعمیر میں تو اہرام اور عجیب و غریب ہیکل و معبد ایسی یادگاریں انہوں نے چھوڑی ہیں جن کو آج تک ساری دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ادوارِ تاریخی

مورخوں نے مصر جاہلیت کی تاریخ کو پانچ دور میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) دولت قدیمہ۔ ۵۰۰۴ سے ۳۰۶۴ ق۔م تک اس میں دس خاندان حکمران رہے جنھوں نے ۹۴۰ا سال تک حکومت کی۔

(۲) دولت وسطےٰ۔ ۳۰۶۴ سے ۱۷۰۳ ق۔م۔ گیارھویں خاندان سے سترھویں خاندان تک ۱۳۶۱ سال۔

(۳) دولت اخیرہ۔ ۱۷۰۳ سے ۳۳۲ ق۔م اٹھارویں خاندان سے اکتیسویں خاندان تک۔ مدت حکومت ۱۳۷۱ سال رہی۔

(۴) دولت یونانی۔ ۳۳۲ سے ۳۰ ق م تک ۳۰۲ سال

Marfat.com

حکومت رہی جس میں دو خاندان گزرے۔ (۵) دولت رومانی۔ ۳۰ ق م سے ۳۸۱ء تک ۴۱۱ سال جس میں رومیوں کا قبضہ رہا۔ اس کے بعد چھٹا دور حکومت ۳۸۱ء سے ۶۴۰ء یعنی فتح اسلامی تک ہے۔ اس میں بھی حکومت رومیوں ہی کے ہاتھ میں رہی۔ ان کل ادوار کی نہایت مختصر تاریخ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دولت قدیمہ۔ اس دولت کا زمانہ جیسا کہ ابھی لکھا جا چکا ۵۰۰۴ سے ۳۰۶۴ ق م تک ۱۹۴۰ سال ہے۔ جس میں دس خاندانوں کی حکومت رہی

(۱) طینی۔ (مدت حکومت ۲۰۵ سال۔ عدد ملوک ۹)

(۱) منا رنیس	۶۲ سال حکمراں رہا	(۵) ونفر ثانی	۳۰ سال حکمراں رہا
(۲) اتوتیس	۵۷ " " "	(۶) بنی اسانابیہ س	۲۰ " " "
(۳) کنکنیس	۳۱ " " "	(۷) میبیدوس	۲۶ " " "
(۴) ونفس اول	۲۳ " " "	(۸) سمن پتس	۱۹ " " "
(۹) بینخس	۲۴ سال حکمراں رہا		

منا۔ مصر کا اولین بادشاہ پہلے قبائل مصریہ کا سالار جنگ تھا۔ اور ان میں ہر دلعزیز تھا۔ کاہنوں کے استبداد سے تنگ آکر لوگوں کو ان کے خلاف اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور ان کو مصر سے نکال دیا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ چونکہ طینہ کے لوگ در پردہ کاہنوں کے طرفدار تھے اس لئے اس مقام کو چھوڑ کر نیا شہر منف آباد کیا اور اسی کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اور گرد خندق کھدوا کر چاروں طرف آمد و رفت کے لئے اس پر پل بنوا دیئے۔

دریائے نیل کو جو صحرائے لیبیا کی طرف بہتا تھا نہر کے ذریعہ سے مشرقی سمت میں جاری کیا۔ ملکی نظم و نسق کے قوانین وضع کئے۔ صحرائے لیبیا سے لڑ کر ان کو اپنا محکوم بنا لیا۔

متانے منف میں شاہی قصر تعمیر کرایا۔ اس کے عہد میں قحط بھی پھیلا اور وبا بھی جس سے بہت مخلوق مر گئی۔

ونفس اول نے مصر کا سب سے پہلا ہرم کوکمہ تعمیر کرایا۔

آخری تین بادشاہوں کے زمانوں میں فواحش کی گرم بازاری رہی اور جا بجا فتنے برپا ہوئے جس کی وجہ سے سلطنت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔

Marfat.com

(۲) منفی

(مدت حکومت ۳۰۲ سال - عدد ملوک ۹)

۱- بصاو (بوتوس)	۳۸ سال	(۵) استنس	۴۱ سال
۲- کاکاوو (کابہ خوس)	۳۹ ”	۶- خائرس	۷ ”
۳- بینوترس	۴۷ ”	۷- نفرخرس	۲۵ ”
۴- وہنس	۱۷ ”	۸- نفرکاسکر	۴۸ ”

۹- خوزیق ۳۰ سال

بصاو خاندان سابق کا رشتہ دار تھا۔

کاکاوو کے عہد میں حیوانات خاص کر گائے کی پرستش زیادہ ہو گئی۔

بینوترس نے یہ قانون بنایا کہ خاندان شاہی میں اولاد ذکور نہ ہونے کی صورت میں عورتوں کو بھی تخت سلطنت پر بیٹھنے کا حق ہو گا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ کا رشتہ دار ہوں۔ یہ عقیدہ اس کے بعد بھی ملوک مصر میں یونانیوں کے عہد تک چلا آیا۔

اب تک سارے مصری قبائل زیر اطاعت نہیں تھے۔ اس نے سب کو قبضہ میں لا کر ایک متفقہ قوم بنا دیا۔

استنس کو طب میں دخل تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خاندان اول کے بادشاہ تتا نے طب میں ایک کتاب لکھی تھی۔ استنس نے اس کی تکمیل کی۔

Marfat.com

(۳) منفی

(مدت حکومت ۲۱۴ سال عدد ملوک ۹)

(۱) تخرونس	۲۸ سال
(۲) نبکا	۱۹ "
(۳) ترہ پس	۷ "
(۴) سسوخرپس	۱۷ "
(۵) نبکارع	۱۹ "
(۶) نفرکارع	۴۲ "
(۷) سفورپس	۳۰ "
(۸)	۲۶ "
(۹) سنفرد	۲۶ "

تخرونس کے عہد میں اہل لیبیا نے بغاوت کی۔ وہ لشکر لے کر گیا چاندنی رات میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ اتفاقاً چاند گرہن میں آگیا۔ لیبیا والوں نے خیال کیا کہ ہم نے بادشاہ کی جو مخالفت کی ہے اس پر آسمانی غضب کا ظہور ہوا ہے۔ اس وجہ سے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

نبکا علم طب کا ماہر تھا۔ چنانچہ پہلی صدی عیسوی تک اس کے نوشتے لوگوں میں رائج تھے۔ فن کتابت اور سنگ تراشی کو بھی اس نے ترقی دی تھی۔

Marfat.com

آخری بادشاہ سنفرو نے عرب کے ایک پہاڑ سے تانبے کی ایک کان نکالی۔ جبر و پرشکر کشی کر کے وہاں کے قبائل کو مطیع بنایا اور متعدد قلعے اور عمارات تعمیر کرائیں۔

اس خاندان کے عہد میں طیبہ کی ساری رونق منتقل ہو کر منفسیں میں چلی آئی۔ اور ملک میں مال و دولت کی فراوانی ہوئی۔ بڑے بڑے ہیکل اور معبد تعمیر کیے گئے۔ ابوالہول کا عظیم الشان بت جو اہرام جیزہ کے پاس آج بھی قائم ہے اسی خاندان کے زمانہ میں بنا تھا۔ اس بت کا جسم شیر کا ہے اور سر انسان کا جس سے قوت اور عقل دونوں کے اجتماع کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) منفی

(مدت حکومت ۲۸۴ سال۔ عدد ملوک ۱۴)

ان چودہ میں سے صرف آٹھ کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔ ان میں سے بھی مشہور چار ہی ہیں۔ خوفو۔ خفرع۔ منکورع۔ اسکاف۔

خوفو (کیوپس) عمارت کا بڑا عاشق تھا۔ اسی نے مصر کا سب سے بڑا ہرم جو جیزہ میں ہے بنوایا۔ جس کی بلندی ۴۵۰ اور چوڑائی ۷۴۶ قدم ہے کہ اس میں ایک لاکھ آدمی روزانہ کام کرتے تھے اور پورے ۳۰ سال میں تیار ہوا۔ پہاڑ سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

خلیفہ مامون عباسی جب ۲۱۷ھ میں مصر میں گیا اور لوگوں سے سنا

Marfat.com

کہ ان عمارتوں میں قدماء ملوک کے خزانے مدفون ہیں تو اسی بڑے ہرم کو توڑوانا شروع کیا۔ ہزار دقت سے صرف ایک کونہ ٹوٹ سکا۔ اور وہ بہت پڑ گیا۔ اس لیے چھوڑ دیا۔

خوفو جنگ آور بھی تھا۔ اس نے عربی اور شامی قبائل سے جو شرقی سمت سے وہ مصر پر حملے کیا کرتے تھے متعدد لڑائیاں کیں اور ان کو شکستیں دیں۔ ۲۳ سال حکمراں رہا۔

خفرع نے دوسرا ہرم جو بڑے ہرم کے بالمقابل ہے بنوایا۔ اس کا ارتفاع ۴۷۴ اور عرض ۶۹ قدم ہے۔

منکورع عادل اور مہربان تھا۔ رعیت اس کو محبوب رکھتی تھی جیزہ کا تیسرا ہرم جو ۲۰۳ قدم بلند اور ۳۵۲ قدم عریض ہے۔ اس کا تعمیر کردہ ہے لیکن یہ اس کو مکمل نہیں کر سکا تھا۔ ملکہ نیتوکریس نے جو خاندان ششم کی آخری فرماں روا تھی اس کی تکمیل کرائی۔

منکورع کی نعش ایک سنگین تابوت میں برآمد ہوئی تھی۔ انگریز اس کو انگلستان لے جا رہے تھے راہ میں پرتگال کے ساحل پر جہاز ڈوب گیا۔ لیکن جبشہ اور چوبیں غلاف جو انسان کی شکل کا بنا ہوا تھا برآمد ہو گیا اور لندن کے میوزیم میں پہنچا

اسکاف اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا وہ ہندسہ سے آشنا تھا

اور آلات رصد کا شائق۔ ۹ سال حکمران رہا۔

(۵) اصواق

(مدت حکومت ۲۱۸ سال۔ عدد ملوک ۹)

۱۔	اسکاف	۲۸
۲۔	سحورع	۱۳
۳۔	ککا	....
۴۔	نفرخرس	۲۰
۵۔	شبس کارع	....
۶۔	رعنوسر	۱۱
۷۔	منکاحور	۹
۸۔	ددکارع	۴۴
۹۔	اوناسی	۳۳

اسکاف عادل تھا۔ سحورع نے اپنے عہد میں اس کے لئے ۵ ہرم بنوایا؛ بوصیر کے متصل خب کے نام سے مشہور ہے۔

نفرخرس کے زمانہ میں مصر میں علمی اور تمدنی ترقی ہوئی۔

ددکارع نے وادی مغارہ میں کئی کانیں دریافت کیں۔

135483

Marfat.com

(۶) اصوانی

(مدت حکومت ۲۰۳ سال۔ عدد ملوک ۶)

۱۔	آتی	۳۰
۲۔	مریرع (پیپی اوّل)	۵۳
۳۔	مرنرع اوّل	۴
۴۔	نیوپس (پیپی ثانی)	۱۰۰
۵۔	مرنرع ثانی	۱
۶۔	ملکہ نیتوکریس	۱۲

آتی کے زمانہ میں سواحل بحر پر تمانا ... سلطنت کھڑا ہو گیا لیکن جلد نبیٹ ہو مارا گیا

مریرع یعنی پیپی اوّل نے ایک طرف شام اور دوسری طرف نوبیا کو ...

مرنرع ... مصر میں جنگی کشتیاں تیار کی گئیں۔

پیپی ثانی کے زمانہ میں تیوزہ۔ نوبیا تک ... کانیں ... طوس ... قیمتی پتھر لعل، زمرد وغیرہ نکالے گئے۔

مرنرع ثانی اپنی حکومت کے دوسرے سال خود اپنے ہی امیروں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ اس کی بہن نیتوکریس نے جو اس کی بیوی بھی تھی تخت نشین ہونے کے بعد عوت کے بہانے سے قاتلوں کو بلا کر ایک تہ خانے میں ... ارد گرد

Marfat.com

پانی بھر رکھا تھا۔ دفعتاً اس کو کھلوا دیا۔ جس سے تہ خانہ پانی سے لبالب ہوگیا۔ اور وہ سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔ لوگ اس کے بھی دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کی فکر میں لگے۔ جب اس نے بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو آگ میں گر کر خودکشی کر لی حسن و جمال کی وجہ سے اس کا لقب گلرخ تھا۔

(۷) (۸) (۹) (۱۰)

مدتِ حکومت ۱۴۰ سال

ان چاروں خاندانوں کی کیفیت ایران کے بادشاہوں کی کوئی تفصیل نہیں معلوم ہوسکی۔ تاریخ سے اس قدر پتا لگتا ہے کہ ان میں سے پہلے دو خاندان منفس کے تھے۔ اور دوسرے دونوں ہرقلیو پولیس میں۔

دولت وسطیٰ

۲۰۶۲ سے ۷۰۳ ق م تک۔ ۱۳۶۱ سال۔ گیارھویں سے لیکر اٹھارویں تک، ۷ خاندانوں کی حکومت رہی۔

(۱۱) طیبی

(مدت حکومت ۴۳ سال)

دسویں خاندان کے بعد مصر میں مختلف حکومتیں قائم ہوگئیں۔ بحری سمت میں ملوک اہناس حکمراں تھے۔ انہیں کی طرف سے گیارھویں خاندان کا بانی انتف تھا

طیبہ کا والی تھا اُس نے اپنے رُعب اور سطوت کی وجہ سے استقلال حاصل کرلیا۔ بعد انتف عارابع نے جو اس خاندان کا نامی بادشاہ گزرا ہے اہناس پر لشکر کشی کر کے غلبہ حاصل کرلیا۔ نیز شمال میں بھی ایشیائی حدود پر قابض ہو گیا۔ اس کے عہد میں بڑی بڑی سربلند عمارتیں بنیں۔ چنانچہ اسی کے زمانہ کی ایک عمارت کے کھنڈر کے ملبہ سے یونانیوں نے اپنے عہد میں ایک پل تیار کیا تھا۔

اس کا جانشین منتوحتپ رابع تھا جس کا لقب نبخرع تھا۔ آخری بادشاہ سنخ کارع تھا جس نے ایک درباری حنو نامی سے مصر اور عرب کے راستہ کو درست کرایا۔ اس کام کو مریرع اوّل نے شروع کیا تھا لیکن پورا نہ کیا تھا۔ حنو نے اس میں پانچ منزلیں بنوائیں اور ہر ایک منزل پر کنواں کھدوایا۔ یہی راستہ یونانیوں اور رومانیوں کے عہد تک رہا۔

(۱۲) طیبی

(مدت حکومت ۲۱۳ سال۔ ملوک میں سے صرف آٹھ معلوم ہو سکے)

۱۔ انمار (امنحت) اوّل	۳۰
۲۔ ادسرتسن اوّل	.....
۳۔ امنم ثانی	۳۰
۴۔ ادسرتسن ثانی	۱۹
۵۔ ادسرتسن ثالث	۲۶

Marfat.com

۶- اسما ثالث ۴۲

۷- اسمار ابع ۹ سال ۲ ماہ

۸- ملکہ سبک نفرو رع ۱سال ۱۰ماہ ۲۴روز

اس بارھویں خاندان نے سارے ملک کو اپنے قبضہ میں کیا اور کوئی دوسری حکومت مصر میں باقی نہیں چھوڑی۔

پہلا بادشاہ اسما خاندان سابق کے بادشاہ منتوحتب کے ملازمین میں سے تھا۔ اس نے جب کل مصر پر حکومت قائم کر لی تو اہل لیبیا و نوبیا اور بعض ایشیائی قبائل منف کے مغرب میں حملہ آوری کے ارادہ سے مجتمع ہوئے۔ جا کر سب کو شکست دی جبشہ کے بھی ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ شجاع عاقل اور فرزانہ تھا۔

اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے **ادسرتسن** کو تخت پر بٹھا دیا۔ جس نے طیبہ کا ہیکل تعمیر کرایا۔ اور وہ ستون بنوایا جو مطریہ میں ہے اور جس پر یہ کتبہ ہے۔

بادشاہ منصور- ہر موجود کی حیات- بالائی اور نشیبی مصر کے سلطان- دونوں تاجوں کے مالک- خورشید کے فرزند- ادسرتسن: مطریہ کے معبودوں کے محبوب جو ہمیشہ زندہ رہے- اس نشان کو رسمی تیوہار کے آغاز میں اپنے نام سے اس جشن کی یادگار میں نصب فرمایا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ الفیوم میں جو ستون ہے وہ بھی اسی کا تعمیر کردہ ہے۔
ادسرتسن ثانی نے بھی اپنی کئی یادگاریں چھوڑی ہیں۔

Marfat.com

اوسرتسن ثالث دانشمند اور بہادر بادشاہ تھا۔ اس نے انقو بیا ر بڑ تعمر) اور اس کے آگے کے علاقہ کو بھی فتح کیا اور وادی حلفہ میں ملک کی حفاظت کے لئے دو قلعے بنوائے جواب قمنہ و سمنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مقام دہشور میں اس کا بنوایا ہوا ایک ہرم بھی ہے۔

امنمات ثالث نے اپنے عہد میں الفیوم میں ایک بہت بڑا تالاب کھدوایا تھا جس کا نام موریس رکھا۔ غرض یہ تھی کہ جب نیل کا فیضان کم ہو تو اس کے پانی سے آبپاشی کی جائے۔ اور زیادہ ہو تو اس کی نہروں کے ذریعہ سے بحیرۂ قارون میں گرا دیا جائے تاکہ ملک طغیانی کی آفت سے محفوظ رہے۔ اسی نے سب سے پہلے مقیاس نیل وضع کیا اور متعدد پل بنوائے۔

(۱۳) طیبی

(مدت حکومت ۴۵۰ سال)

اس خاندان میں مورخوں کے بیان کے مطابق ۷۶ بادشاہ ہوئے۔ لیکن ان میں سے کسی کے حالات نہیں مل سکے بجز اس کے کہ ان کے عہد میں شہر طیبہ کی زینت اور عظمت بڑھ گئی تھی جزیرہ ارجی میں دنقلہ کے قریب جو دو نوں بت ہیں وہ انہیں کے زمانہ میں بنے تھے۔

(۱۴) سخادی

(مدت حکومت ۴۸۴ سال)

اس خاندان کے بادشاہوں کی تعداد ۷۶ بیان کی جاتی ہے۔ ان کی بابت بھی کچھ معلومات نہیں ملتیں۔ شہر سخا ان کا پایہ تخت تھا۔

(۱۵) ادارلیسی عمالقہ

(مدت حکومت ۹۴۲ سال۔ عدد ملوک ۶)

سخادی خاندان کے خاتمہ پر کنعان۔ شام اور عرب کے قبائل ٹڈی دل کی طرح سویس سے گزر کر مصر میں آپہنچے۔ ان پر جو قبیلہ حکمراں تھا وہ توریت میں حیثیین اور عربی تواریخ میں عمالیق کے نام سے مشہور ہے۔ ان لوگوں نے مصر کے بڑے ہیکلوں اور عبادت خانوں کو ڈھادیا۔ شہروں میں آگ لگادی اور باشندوں کو تہ تیغ کرڈالا۔ پہلے مصر کے بحری حصہ پر قبضہ کیا۔ وطنی حکومت وہاں سے بھاگ کر صعید کی طرف چلی گئی اور طیبہ کو اپنا مستقر بنالیا۔ عمالقہ میں سے پہلا بادشاہ سلاطیس تھا اس نے مقام ادارلیس میں قلعہ بنایا اور دو لاکھ فوج مرتب کی جس کی بدولت وطنی سلطنت کو جو طیبہ میں تھی مغلوب کرلیا اور سارے مصر پر تسلط جمالیا۔

اس نے اپنے کو فرعون (بادشاہ اعظم) کہا جو اس کے بعد سلاطین مصر کا لقب ہوگیا۔

اسی خاندان کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تشریف لے گئے تھے۔ یہ متعین نہ ہوسکا کہ وہ کس بادشاہ کا زمانہ تھا۔

ملوک کی فہرست یہ ہے۔

Marfat.com

۱۔ سلاطیس	۱۹
۲۔ بنون	۴۴
۳۔ انجناس	۳۵ سال ۷ ماہ
۴۔ اباپی اوّل	۶۱
۵۔ یانا	۵۰ سال ایک ماہ
۶۔ اسیس	۴۹ سال دو ماہ

(۱۶ — ۱۷) صانی رعمالقہ)

یہ بھی عمالیق ہیں۔ ان دونوں خاندانوں میں سے کسی بادشاہ کا نام یا حال تاریخ میں محفوظ نہیں ہے۔ صرف ایک بادشاہ اباپی رعاکنن کا نام معلوم ہے جس کو مانیتھو نے ابوفیس اور عرب مورخوں نے ریان بن ولید لکھا ہے اسی کے عہد میں تاجروں کا قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر میں لایا تھا اور وزیر تطفیر کے ہاتھ جس کو قدیم مصری میں دوفر رہبۃ الشمس لکھتے ہیں بیچا تھا۔

حضرت یوسف جب قید سے رہا ہوئے اور بادشاہ مذکور نے ان کو اپنا وزیر مال مقرر کیا اس وقت ان کے سارے بھائی مع اپنے قبائل اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر میں آگئے۔ یہ ۷۰ نفوس تھے۔ حضرت یوسفؑ نے وادی غسان میں مقام عین شمس سے فرما ربیلوزیم تک بسنے کے لئے زمینیں عطا کیں۔

جن میں اسباط آباد ہو گئے۔

داخلۂ مصر کے سولھویں سال حضرت یعقوبؑ نے انتقال فرمایا۔ حضرت یوسفؑ خود مع ایک جماعت کے ان کی نعش کو جبل حبرون (مقام خلیل الرحمٰن) میں جو بیت المقدس سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے اور جہاں حضرت ابراہیم و اسحاق علیہم السلام کا مدفن ہے لے گئے اور دفن کر کے واپس آئے۔ دوسرے سال حضرت یوسفؑ نے انتقال فرمایا۔ ان کا جسد مصر ہی میں سپرد خاک رہا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر وہاں سے نکلے اس وقت اس تابوت کو بھی حضرت یوسفؑ کی وصیت کے مطابق اپنے ساتھ لائے اور ان کے آبائی مقبرے میں دفن کیا۔

عمالقہ شروع شروع میں جب مصر میں آئے تھے تو انھوں نے مصریوں کو مغلوب و مقہور کر کے غلام بنا لیا تھا۔ اور امور حکومت میں کسی قسم کا حصہ نہیں دیا تھا۔ لیکن کچھ زمانہ کے بعد اُن سے میل جول بڑھایا اور رشتے بھی کئے۔ پھر ان کو سلطنت میں عہدے اور مناصب بھی دینے لگے۔ مصریوں نے قوت اور موقع پاکر اپنے ایک امیر تاعا کی قیادت میں وطنی حکومت قائم کرلی۔ اور عمالقہ کے تسلط کو مصر کے اکثر حصوں سے اٹھا دیا۔ صرف ... ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ تاعا کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے دو جانشینوں نے منفس سے بھی ان کو نکالا۔ مجبور ہو کر وہ اپنے پرانے پایۂ تخت اوارس میں آکر قلعہ بند ہو گئے۔

Marfat.com

دولت اخیرہ

۱۷۰۳ سے ۳۳۲ ق۔م تک۔ ۱۳۷۱ سال۔ اٹھارویں خاندان سے تیسویں خاندان تک

(۱۸) طیبی

(مدت حکومت ۲۴۱ سال ۱۱ ملوک مشہور ہیں)

۱۔ احمس	۲۵
۲۔ امنوفلیس اول (امخوتپ)	۱۳
۳۔ تحوتمس اول	۲۱
۴۔ تحوتمس ثانی	۲۲
۵۔ ملکہ حتش بسو	۱۷
۶۔ تحوتمس ثالث	۴۸
۷۔ امنوفیس ثانی	۹
۸۔ تحوتمس رابع	۳۱
۹۔ امنوفیس ثالث	۶
۱۰۔ امنوفیس رابع (توت عنخ آمن)	۳۷
۱۱ حورمحب	۱۲

Marfat.com

احمس نے عمالیقی فوج کا جو قلعہ اوارس میں تھا محاصرہ کیا۔ وہ تنگ آکر نکل بھاگی۔ اس نے دریائے فرات تک تعاقب کر کے قتل کیا۔ اب تقریباً چھ سو سال کے بعد مصر اجنبی حکومت سے خالی ہوا۔ بقیہ عمالقہ جو وہاں رہ گئے تھے ملکی حکومت کے تابع ہو گئے

واپسی کے بعد اس کو نوبیا پر فوج کشی کرنی پڑی۔ کیونکہ وہاں کے لوگ باغی ہو گئے تھے۔ جب وہ قابو میں آگئے تو برقہ کی طرف بڑھا۔ اہل برقہ نے بلا جنگ اطاعت قبول کر لی۔

منف کا معبد فتاح اور کرنک کا آمون دونوں اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ جبل قرنہ میر دیر بحری سے اس کی ممی برآمد ہوئی ہے جو مصری عجائب خانہ میں موجود ہے۔

اس کے بیٹے امنوفیس اوّل نے شاہ برقہ کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ ان دونوں کی نعشیں بھی مصری عجائب خانہ میں ہیں۔

تحوتمس اوّل نے نوبیا کی طرف اپنی سلطنت بڑھائی۔ نیز فلسطین اور بابل پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کی بیوی خاص اس کی بہن مسماۃ اٰمیس تھی۔

تحوتمس ثانی نے سوواں کو جو ایک مستقل سلطنت تھی فتح کر کے مصر کی سلطنت میں شامل کر لیا۔

Marfat.com

ملکہ حقشی پسوا اپنے کم سن بھائی تحوتمس ثالث کی طرف سے حکومت کرتی تھی۔ اس عورت نے ارض مقدس کی طرف خود فوج لے جاکر اس کے جنوبی حصہ کو فتح کر لیا۔

تحوتمس ثالث حوصلہ مند اور شجاع تھا۔ اس نے ایک طرف فلسطین۔ شام۔ عراق۔ عجم۔ ایشیائے کوچک۔ آرمینیا۔ کردستان۔ الجزیرہ۔ عراق عرب۔ اور یمن کو فتح کیا اور دوسری طرف بحری بیڑہ سے تھرس۔ کریٹ۔ جزائر ہیل۔ یونان اور جنوبی اطالیہ کے ایک بڑے حصہ پر قابض ہو گیا۔ ان عظیم الشان فتوحات سے سلطنت مصر کی شوکت اور حشمت بڑھ گئی۔ اس کے بنائے ہوئے دو ستون مطریہ میں تھے۔ جو ملکہ قیلیو بطرا کے عہد میں اسکندریہ میں منتقل کئے گئے تھے۔ اب ان میں سے ایک لندن میں ہے ایک امریکہ میں۔

امنوفیس ثانی کے زمانہ میں اشوریوں نے بغاوت کی لیکن اُس نے جاکر فرو کیا۔

تحوتمس رابع کو سورج کی پرستش میں غلو تھا۔ اور ابو الہول کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ اس کے سامنے ایک پتھر پر اپنی مورت بھی بنوائی جس پر ایک کتبہ بھی لکھوایا ہے۔

امنوفیس ثالث کے عہد میں جابجا شورشیں برپا ہوئیں۔ لیکن اس نے سب پر غلبہ پالیا۔ اس کے عہد میں بہت سے ہیکل اور معبد تعمیر ہوئے۔ لقصر

Marfat.com

کے بالمقابل نیل کے مغربی ساحل پر اس کا تعمیر کیا ہوا ایک ہیکل ہے جو چھٹی صدی ہجری تک مصر کے آثار قدیمہ میں سب سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب بالکل مٹ گیا ہے۔ صرف دروازے پر کے دونوں بت باقی رہ گئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان میں سے ممنون نامی بت کے سنگ زریں سے پانی برسنے کے بعد آفتاب کی شعاع پڑنے سے ایک بلند آواز نکلتی تھی۔ شوق تحقیق میں لوگوں نے اس کو کھود ڈالا۔ اس وقت سے بند ہو گئی۔

امنوفیس رابع نے سارے ملک کو آفتاب کی پرستش کا حکم دیا۔ اور معبود آمون کی پوجا جو آشوریوں کا دیوتا تھا بند کرا دی۔ یہاں تک کہ اپنے پایہ تخت طیبہ کو بھی اسی وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہاں آمون کا معبد تھا۔ آفتاب پرستی میں اس قدر غلو اس میں اپنی ماں کی تعلیم سے پیدا ہوا تھا جس کا نام تائی تھا۔ اس کی بیوی کا نام نفرت اتن تھا۔ جس کے شکم سے سات بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔ تل عمارہ میں خود بادشاہ اور اس کی بیٹیوں کی مورتیں پتھر پر بنی ہوئی ہیں جو اس کے سامنے مغلوب آشوریوں کی نعشوں کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل رہی ہیں۔

اس بادشاہ اور اس کی ملکہ کی نعش مع طلائی تخت اور بے شمار خزائن و دفائن کے چوتھا سال ہے کہ تھبیس سے برآمد ہوئی ہے۔

چونکہ اس کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اس کے مرنے کے بعد تمام سلطنت

ار کی ایک جماعت کے ہاتھ میں رہی۔ آمون کی پرستش بند کر دینے سے بعض بعض
مقامات پر فتنے بھی برپا ہوئے جن کو اس خاندان کے آخری بادشاہ حورمحب نے
دبا دیا۔

(۱۹) طیبی

(مدت حکومت ۱۰۴ سال)

بادشاہوں میں سے صرف ۷ کے نام معلوم ہوئے ہیں۔

۱۔	رعمسیس اوّل	۲
۲۔	سیتی اوّل	۵۱
۳۔	رعمسیس ثانی	۶۷
۴۔	منفتاح اول	۱۲
۵۔	سیتی ثانی	۲۱
۶	امن مس	۵
۷۔	منفتاح ثانی	۷

رعمسیس اوّل حورمحب کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بادشاہ ہو جانے
کے بعد اس نے رقبہ فتح کیا۔

سیتی اوّل نے آرمینیا اور فلسطین پر فتوحات حاصل کیں۔ اسی نے
سب سے پہلے کوشش کی کہ دریائے نیل کو قلزم سے ملا دے۔

رعمسیس ثانی کو یونانی سیزوسٹرلیس کہتے ہیں۔ اس کا لقب رعمسیس اکبر ہے۔ مصر کے بادشاہوں میں سے اس سے زیادہ پرشکوہ کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ مصریوں کے دل میں اس کی عظمت اور محبت حد عبادت تک پہنچ گئی تھی اس نے شام اور برقہ کو فتح کیا اور کنعانیوں پر ایک لاکھ اسی ہزار فوج لے کر چڑھائی کی۔ ۱۴ سال تک ان سے لڑتا رہا۔ بالآخر مصالحت ہوئی اور چاندی کے پتر ولہ پر صلح نامہ لکھا گیا۔ جواب لندن کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ صلح کے بعد وہاں کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی جس سے تعلقات اس قدر خوشگوار ہو گئے کہ کنعانی معبود سوتیک (بعل) کی پرستش کی عام اجازت دے دی۔ اس نے کئی شہر آباد کئے۔ اور بہت سے ہیکل اور عبادت خانے تعمیر کرائے۔ پایہ تخت صان میں منتقل کیا۔ اس کی ممی جو لقصر سے نکلی ہے مصری عجائب خانہ میں موجود ہے۔ اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے خاموس کو حکومت سپرد کر دی تھی۔ لیکن وہ مر گیا اس وجہ سے اپنے تیسرے بیٹے منفتاح اول کو بادشاہ بنایا۔

منفتاح اول نے بھی طیبہ۔ منف اور عرابہ میں جو اس وقت زیر زمین مدفون ہے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔ اس کے زمانہ میں ایشیائے کوچک اور لیبیا والوں نے بحری سمت میں حملے کئے اور سواحل پر قابض ہو گئے۔ مگر اس نے حاکمان کو نکالا۔ اور مصریوں کو ان کے ظلم و ستم سے نجات دلائی

اہلِ تاریخ متفق ہیں کہ منفتاح اول ہی فرعون ہے جس کے زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہوئے، اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے۔ یہ اُن کا پیچھا کرتے ہوئے مع لشکر کے سمندر میں غرق ہوا۔ اس کا سن اُس وقت ۷۷ سال کا تھا۔[۱]

۱۹۰۷ء میں اس مدعیِ ربوبیت کی بھی نعش برآمد ہوگئی جو جیزہ کے انتیقہ خانہ خدیوی میں موجود ہے اور حسب آیۂ قرآنی۔

اَلْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ آیَۃً

آج ہم تیرے بدن کو نکال دیتے ہیں تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے نشانی بنے۔

---

[۱] فرعون موسیٰ کا عہد جلال الدین سیوطی وغیرہ کے بیان کے مطابق چار پانچ سو سال تک ممتد رہا ہے لیکن ان روایات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ مورخین مصر کے نزدیک اس کا زمانہ حکومت صرف ۲۰ سال تک ہی ہے۔ ۶۰ سال کی عمر میں وہ تخت پر بیٹھا تھا اور اپنے باپ رعمسیس اکبر کے عہد میں اس کا شریک تھا۔ اس لئے اس امر کا امکان تو ہے کہ حضرت موسیٰ کی پرورش اسی نے کی ہو۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ ان کا مربی خود رعمسیس اکبر رہا ہو۔ سورہ شعراء کی ایک آیت ہے جس میں فرعون حضرت موسیٰ کو مخاطب کرتا ہے اس کی تائید نکلتی ہے۔

اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا

کیا ہم (ہمارے گھرانے) نے اپنے اندر تجھ کو نہ پالا جبکہ تو بچہ تھا۔

دیکھنے والوں کے لیے مایۂ عبرت ہے۔

اس کے بعد اس کا بیٹا سیلتی ثانی تخت نشین ہوا[۱] - لیکن اکثر امرا اور فو

---

[۱] قرآن کریم میں ہے

فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ
كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

ہم نے فرعونیوں کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت والی جگہوں سے نکالا۔ یہی ہوا۔ اور ان کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔

بظاہر اس سے خیال گزرتا ہے کہ بنی اسرائیل سمندر سے نکلے اور فرعونیوں کے غرق ہو جانے کے بعد پھر پلٹ کر مصر میں گئے اور ان کے باغات اور محلات وغیرہ کے وارث ہوئے۔ چنانچہ امام حسن بصری نے اس کی تفسیر میں یہی کہا بھی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ تاریخ ان کے مصر میں واپس جانے کی مطلقاً شہادت نہیں دیتی۔ اور خود قرآن کے طرز بیان سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔ سورہ طٰہٰ میں ہے۔

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ
جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ

اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور طور ایمن کی جانب تم سے ملنے کا وعدہ کیا۔

Marfat.com

کے غرق ہو جانے سے مصر کی شوکت مضمحل ہو گئی تھی اس وجہ سے ہمسایہ سلطنتیں حملے کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ ان کی چیرہ دستی کے سبب سے بہت سے مصری تباہ اور برباد ہو گئے اور اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ آخر

بقیہ صفحہ ۳۸

چنانچہ فرعونیوں سے نجات پا کر یہ لوگ کوہ طور کی طرف آئے جہاں حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے الواح عطا کی گئیں۔ اس کے بعد ارض مقدس کی طرف بڑھے اور بوجہ نافرمانی کے تیہ میں بھٹکتے رہے۔ چالیس برس کے بعد وہاں کے شہروں پر قبضہ پایا۔ اس لئے درحقیقت ان جنات وعیون سے ارض مقدس ہی کے باغات اور چشمے مراد ہیں جو فرعونیوں کے قبضہ میں تھے۔ جس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي
كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ

اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے
تمہارے (مقسوم) میں لکھ دیا ہے۔

اور تصریح اس آیت میں

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ
الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا الآیہ

وارث بنایا ہم نے اس قوم کو جو کمزور بنائی جا رہی تھی اس سرزمین کے مشرق و
مغرب کا جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے

میں منفتاح ثانی کے زمانہ میں فینقیہ کے ایک امیر اریزد و نامی نے مصر پر تغلب حاصل کرلیا۔

(۲۰) رعمیسی۔

(مدت حکومت ۱۷۰ سال۔ عدد ملوک ۱۳)

اریزد و کے غلبہ کے بعد رعمسیس اکبر کی اولاد میں سے ایک شخص سیتخنت نامی اٹھا جس نے اہل حمیت مصریوں کی ایک جماعت کو لے کر اس کو نکالا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ سوائے اس پہلے بادشاہ کے اس خاندان کے جملہ بادشاہوں کا لقب رعمسیس رہا۔ سیتخنت کے بعد رعمسیس ثالث ہوا۔ جس نے مصر کے اندرونی انتظامات درست کئے۔ پھر ایشیائے کوچک پر حملہ کرکے فتح حاصل کی۔ اور لیبیا پر بھی قابض ہوا جنگ سے واپسی پر اس کے بھائی ارماس نے جو غیر حاضری میں اس کا قائم مقام رہا تھا اس کی دعوت کا سامان کیا۔ جب وہ معہ اپنی بیوی کے قصر شاہی میں بیٹھا تو ارماس نے اس میں آگ لگوادی تاکہ وہ جل جائے اور بادشاہت مجھے ملے۔ لیکن وہ بچ گیا اور اس نے ارماس اور اس کے ساتھیوں کو جو اس سازش میں شریک تھے واجبی سزا دی۔

آلو کی عظیم الشان سرائے اسی کی تعمیر کردہ ہے جس کی دیواروں پر اس کے حروب و فتوحات کی تصاویر بنی ہوئی ہیں۔ لقصر کے ہیکل کی مرمت بھی اسی نے کرائی تھی۔ ۳۰ سال سلطنت کی۔ اس کا تابوت فرانسیسی لے گئے جو پیرس کے

Marfat.com

عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔

رعمسیس رابع کے تخت نشین ہوتے ہی ایشیائے کوچک والوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ بہزار مشکل اس نے یہ بغاوت فرو کی اور اس کی یادگار ایک پتھر پر منقوش کرائی۔ جس پر اپنے معبود اوزوریس کی بہت مدح لکھی۔ کرنک کے معبدوں کے ستونوں اور دیواروں پر جو نقوش ہیں وہ بھی اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔

پانچواں رعمسیس شاہی خاندان سے نہ تھا بلکہ غاصبانہ قابض ہو گیا تھا اسی وجہ سے رعمسیس سادس نے اس کے تمام کے تمام آثار محو کرا دیئے۔ بیابان کے قدیم شاہی گورستان کی دیواروں پر عجیب وغریب نقوش اور اشکال جو وقائع فلکی اور امور اعتقادی کے مرموز اشارات ہیں۔ رعمسیس سادس ہی کے بنوائے ہوئے ہیں۔

رعمسیس ہفتم۔ ہشتم۔ نہم اور دہم چاروں کے کچھ حالات نہیں ملے۔ بجز اس کے کہ ان کے زمانوں میں مصر برابر روبہ تنزل رہا۔

رعمسیس یازدہم نے اس کی شوکت پھر بڑھائی۔ خونسو کے ہیکل پر اس کا جو کتبہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شام اور نوبیا کو اس نے فتح کر لیا تھا۔

رعمسیس دوازدہم نے بلاد حبشہ تک قبضہ بڑھایا۔ طیبہ کے ہیکل کی چھوٹی چھوٹی مورتیں اسی کے عہد میں رکھی گئی تھیں

رعمسیس سیزدہم کم حوصلہ اور خانہ نشین تھا۔ اس کے عہد میں حرحود

Marfat.com

نے جو آمون کے معبد کے کاہنوں کا سرغنہ تھا مصر پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔

(۲۱) کہنہ

(مدت حکومت ۱۳۰ سال۔ عدد ملوک ۷)

ترحور نے تخت پر قبضہ کرتے ہی رعمسیس خاندان کے جملہ افراد کو ملک بدر کردیا۔ اہل مصر کو رنج ہوا۔ مگر اس کے رعب کی وجہ سے کچھ نہ کرسکے۔ لیکن اس کے بعد جب بسیخنی کاہن اس کا جانشین ہوا تو ملک میں فتنہ برپا ہوا۔ جس کو وہ اپنی زندگی بھر رفع نہ کرسکا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا مینوزم تخت پر آیا۔ اس وقت شورش اور بڑھ گئی۔ بینوزم نے اپنے بیٹے منخیرع کو ایک فوج گراں دے کر طیبہ کی طرف روانہ کیا کہ بغاوت کو فرو کرے۔ وہ خود وہاں کا مستقل رئیس بن بیٹھا۔ اسی زمانہ میں مصر کے بالائی حصہ میں ایک شخص سمندس نامی نے جداگانہ حکومت قائم کرلی جس سے ابتری دن بدن بڑھتی گئی اور بالائی اور نشیبی دونوں حصوں کی سلطنتیں سالہا سال تک ایک دوسرے سے برسر پیکار رہیں۔ اس خلفشار کو دیکھ کر اشور کے بادشاہ نمرود نے فوج کشی کردی۔ اور کل مصر پر قبضہ کرلیا۔ وہیں اس نے وفات پائی۔ اور عرابہ میں مدفون ہوا۔

اس کے بیٹے نے شہر بسطہ کو پایہ تخت قرار دیا۔ اور وہیں مع فوجوں کے سکونت گزیں ہوا۔ مصر میں بابل و اشور کی تہذیب اسی خاندان کے ذریعہ سے پہنچی۔

Marfat.com

(۲۲) لبسطی نمرودی

(مدت حکومت ۱۷۰ سال۔ عدد ملوک ۹)

۱۔ ششنق اول	۲۱
۲۔ اوسورکوں اول	۱۵
۳۔ تاکلوت اوّل	...
۴۔ اوسورکوں ثانی	...
۵۔ ششنق ثانی	....
۶۔ تاکلوت ثانی	۱۳
۷۔ ششنق ثالث	.....
۸۔ بیابائی میاموں	.....
۹۔ ششنق رابع	.....

ششنق اول پسر نمرود جس کو توریت میں شیشاق کہا ہے بڑا جابر اور قاہر تھا۔ عرابہ میں جب اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور وہاں دیکھا کہ خدام نے اس کے مدفن کا مال و متاع لے لیا ہے تو ایک طرف سے ان کو قتل کر ڈالا۔ اور مصر میں سخت قوانین جاری کئے۔ حضرت سلیمانؑ کے انتقال کے پانچویں سال فلسطین پر چڑھائی کی اور بیت المقدس کو فتح کر کے مسجد اقصٰی کے سارے خزانے اور ساز و سامان لوٹ لیے۔ سلیمانی طلائی زرہیں قصر

Marfat.com

شاہی سے نکلوالیں۔ پھر بنی اسرائیل کے شہروں پر فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے بدون جنگ اطاعت اختیار کرلی۔

ان فتوحات کے بعد مصر میں آکر کرنک کے ہیکل کی چار دیواری پر اپنی مورت بنوائی۔ سر پر شاہی تاج۔ ہاتھ میں مصری تلوار۔ اور سامنے حضرت سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کی تصویر جن کی گردن میں رسی پڑی ہوئی تھی۔

ششنق رابع کے زمانہ میں مصر میں طوائف الملوکی پھیل گئی اور چھوٹی چھوٹی متعدد ریاستیں قائم ہوگئیں۔ آخر میں بنو باستیس نامی ایک رئیس نے اپنی قوت بڑھا کر سارے ملک پر قبضہ کرلیا۔

(۲۳) تانیسی

(مدت حکومت ۸۹ سال۔ عدد ملوک ۴)

۱۔ بنو باستیس	۴۰
۲۔ ادسورخو	۹
۳۔ بساموت	۱۰
۴۔ زت	۳۰

زت کے زمانہ میں مصر کی قوت اس قدر کمزور ہوگئی کہ ایک مجہول النسب شخص تفنخت بادشاہ بن بیٹھا۔

(۲۴) صاوی

(مدت حکومت ...... عدد ملوک ۵)

۱۔ تفنخت	....
۲۔ بوخوریس (باکوریس) وح کارع	۷
۳۔ استیفیناتس	۷
۴۔ نخبسو	۶
۵۔ ونکاؤ اول	۸

اس خاندان کے ساتھ ملوک برقہ مسلسل جنگ کرتے رہے۔ چنانچہ بوخوریس کو انہوں نے زندہ آگ میں جلا دیا تھا۔ آخر سباقون بادشاہ برقہ نے ونکاؤ اول پر غلبہ حاصل کرکے مصر کی سلطنت لے لی۔

(۲۵) ایثوپی (ملوک برقہ)

(مدت حکومت ۵۳ سال عدد ملوک ۵)

۱۔ سبّاقون (شباکا)	۱۲
۲۔ سبیخوں (شاباتاق)	۱۲
۳۔ طہراق	۲۵
۴۔ اوردامین	۱
۵۔ نوات میامون	۳

سباقون نے مصر پر قبضہ کرتے ہی نہروں اور پلوں کو درست کرایا ہیکلوں اور معبدوں کی مرمتیں کیں۔ سزائے قتل کو قید بامشقت میں تبدیل کر دیا۔ اس وجہ سے اہل مصر اس سے خوش ہو گئے۔ اور محبت کرنے لگے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے اشور پر فوج کشی کی تیاری کی۔ فلسطین کے حکمراں حانون اسرائیلیوں کے سردار ہوشیع اور یہوذا کے رئیس حزقیا کو بھی مخفی طور پر اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ لیکن اس کی اطلاع اشور کے بادشاہ سلامنصر کو ہو گئی۔ اس نے چالاکی سے حانون کو قید کر لیا جس سے ان لوگوں کے منصوبے پورے نہ ہو سکے۔ جب اطمینان ہو گیا تو چھوڑ دیا۔

سلامنصر کی موت کے بعد اس کے بیٹے سرجون کے تخت نشین ہوتے ہی ان لوگوں نے پھر اتفاق کر کے اشور پر چڑھائی کر دی۔ مگر شکست کھائی۔ حانون گرفتار ہو گیا اور سباقون بھاگ کر مصر پہنچا۔ وہاں اس ہزیمت سے اس کی ایسی ہوا خیزی ہو چکی تھی کہ مصریوں نے اطاعت سے انحراف کیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے جس کی وجہ سے اس کو برقہ جانا پڑا۔ اہل مصر نے چوبیسویں خاندان کے بادشاہ استفیناتس کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے شاہ اشور کی خدمت میں تحف و ہدایا بھیجے اور خوشخبری لکھی کہ ہم نے سباقون کو اس ملک سے نکال دیا۔

سباقون کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے سبخون نے ایک جرار لشکر

Marfat.com

بتیب دے کر مصر پر چڑھائی کی۔ اور فتح کر لیا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد
ے کے ایک ہم قوم طہراق نامی نے اس کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔
اشور کے بادشاہ اشور اخی الدین نے طہراق پر فوج کشی کی۔ اور مصر
فتح کر کے منف اور طیبہ کے ہیکلوں اور عبادت خانوں کو لوٹ لیا اور وہ سارا
ذخیرہ اپنے ملک میں بھیج دیا۔ طہراق بھاگ گیا۔ شاہ اشور نے جملہ عمال مصر کو
بحال رکھا اور اپنا ایک نائب نخناؤ نامی چھوڑ کر نینوا کو واپس چلا آیا۔
راق پھر ایک جمعیت لے کر پہنچا اور نخناؤ کو نکال کر مصر پر قابض ہو گیا۔
اشور اخی الدین واپسی کے بعد ایک مزمن مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔
سلئے اپنے آپ کو مجبور پا کر اپنے بیٹے اشور بانیبال کو بادشاہ بنا دیا۔ اس نے مصر پہنچ کر
طہراق کو شکست دی اور ایک نائب چھوڑ کر نینوا کو واپس آیا۔ طہراق نے پھر
قبضہ کر لیا۔ اشور بانیبال نے دوبارہ جا کر اس کو نکالا۔ اور ان مصری امراء کو
بھی سزائیں دیں جو اس کے ساتھ سازباز رکھتے تھے۔ لیکن اس سے کچھ نفع
ہوا۔ کیونکہ جوں ہی وہ اپنے ملک کو واپس ہوا طہراق پھر تخت پر آ گیا۔ اس
کے بعد اشوری فوجیں جاتی رہیں اور سلسلہ وار جنگ ہوتی رہی۔
طہراق کے بعد اس کا جانشین اور داماد امین ہوا۔ جو اس کا داماد تھا۔ اشوری
اس کے ساتھ بھی لڑتے رہے۔ مجبور ہو کر وہ برقہ بھاگ گیا۔ ادھر اندرونی اختلال
کی وجہ سے اشوریوں نے بھی اپنی فوجیں مصر سے واپس بلا لیں۔ میدان خالی پا کر

Marfat.com

برقہ کے ایک رئیس نوات میامون نے مصر پر قبضہ کر لیا جو تین سال کے بعد مرگیا۔ اس وقت مصریوں نے تمام اہلِ برقہ کو نکال دیا۔ اب طوائف الملوکی کا دور رہا اور چھوٹی چھوٹی بارہ ریاستیں قائم ہو گئیں۔ ان میں سے ایک رئیس بسامتیک نے یونانی بحری غارت گروں کو اپنے ساتھ ملا کر اُن کی مدد سے سارے مصر پر اپنی بادشاہت قائم کر لی۔ شہر صا کو پایۂ تخت قرار دیا۔

(۲۶) صناوی

(مدّت حکومت ۱۳۰ سال عدد ملوک ۶)

۱۔ بسامتیک اوّل	۵۳
۲۔ نکاؤ ثانی	۱۷
۳۔ بسامتیک ثانی	۵
۴۔ وح ایبرع رایریبیبہ	......
۵۔ احمس (امازیس ثانی)	۴۴
۶۔ بسامتیک ثالث	......

بسامتیک کو چونکہ یونانیوں کی مدد سے سلطنت حاصل ہوئی تھی اس لئے ان کے ساتھ خاص رعایت ملحوظ رکھی۔ سواحل بحر کی طرف سے بسنے کے لئے ان کو زمین عطا کی۔ فوج میں بھرتی کیا۔ اور بڑے بڑے مناصب دیئے

Marfat.com

ان یونانیوں نے اپنی اولاد کو مصر میں تعلیم دلوانی شروع کی۔ زمانۂ مابعد میں سولن۔ فیثاغورس۔ افلاطون اور اودکس وغیرہ بہت سے یونانی مشاہیر انہیں مصری درسگاہوں سے نکلے جو مصری علوم اور ان کے اصنام کو ان کے ناموں کے یونان میں لے گئے۔

اہل مصر ان یونانیوں سے جو ان کے ملک میں اجنبی تھے سخت ناراض تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ اس معاملہ میں ان کی کچھ نہیں سنتا تو غصہ سے تقریباً ڈھائی لاکھ مصری سپاہی اپنے گھربار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے ان کو عزت کے ساتھ لیا اور بسنے کے لیئے زمین دی۔

ان کے چلے جانے سے مصر ملکی افواج سے خالی ہوگیا اور صرف غیر ملکی یونانی سپاہی وہاں رہ گئے۔ اب سامتیک نے اپنی غلطی محسوس کی اور اس کو بہت قلق ہوا۔

اس کے بیٹے نکاؤ کے عہد میں بحری بیڑہ میں اضافہ کیا گیا۔ اس نے شام پر حملہ کر کے یہوذا کے رئیس یوشیا کو قتل کیا۔ والی اشور بخت نصر کو جب حملہ کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً پہنچ کر اس کو شکست دی جس کی وجہ سے وہ بھاگ کر مصر واپس آگیا۔

انیسویں خاندان کے بادشاہ سیتی اول نے دریائے نیل کو قلزم سے

Marfat.com

سلانے کا کام جو نامکمل چھوڑا تھا اس کو نکاؤ نے پورا کیا۔ اور مقام بسطہ کے
جنوب میں نیل سے ایک نہر کاٹ کر قلزم میں لاکر گرا دی۔

وح ایرع نے اپنے عہد میں بخت نصر کو شکست دی۔ اس سے اس کے
دل میں تکبر پیدا ہو گیا۔ اہل مصر اس کی وجہ سے اس سے بیزار ہو گئے۔ اسی درمیان
لیبیا اور یونان میں جنگ شروع ہوئی اہل لیبیا نے اس سے امداد چاہی۔ اس نے
یونانی فوج کو یونانیوں کے مقابلہ میں بھیجنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ اس لئے
مصری فوج کو جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ ازراہ تحقیر
کو ہلاکت کے لئے بھیجتا ہے جانے سے انکار کیا۔ اور بغاوت کر دی۔ وح ایرع
نے ان کو سمجھانے کے لئے ایک معتمد احمس کو بھیجا۔ فوج نے اسی کو بادشاہ
بنالیا۔ جس پر وہ بھی راضی ہو گیا۔ ان کو ساتھ لے کر قصر شاہی پر حملہ کیا۔ یونا
فوج نے مدافعت کی جس کی تعداد تیس ہزار تھی مگر شکست کھائی۔ وح ایرع گر
ہوا۔ احمس اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہتا تھا مگر فوج نے زندہ نہ چھوڑا

احمس نے اپنی دانائی اور حسن سیاست سے اندرونی انتظام ا
درست کیا کہ ملک خوشحال ہو گیا۔ اس نے پرانے شاہی خاندان میں بسامتیک
اول کی پوتی سے شادی کی۔ نیز یونانیوں کی دل دہی کے لئے ان کے رئیس
ارکیزیلادس کی بیٹی سے بھی۔ اور دونوں فریقوں کو خوش رکھا۔

اس کا بیٹا بسامتیک ثالث جو بسامتیک اول کی پوتی کے شکم

سے تھا۔ چھ مہینے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایرانی بادشاہ قمبیز نے مصر پر چڑھائی کی فریقین کا مقابلہ فرما میں ہوا۔ قمبیز نے چالاکی سے فوج کے آگے ان حیوانات کو رکھا تھا جن کو اہل مصر مقدس مانتے تھے۔ اس وجہ سے مصری تیر وغیرہ نہ چلا سکے صرف یونانیوں نے مقابلہ کیا مگر وہ بہت جلد شکست کھا گئے۔ سماتیک گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔

(۲۷) فارسی

(مدت حکومت ۱۲۹ سال ۔ عدد ملوک ۷)

۱۔ قمبیز	۵
۲۔ دارا اوّل	۳۶
۳۔ شیارش اوّل	۲۱
۴۔ ارتخشارشا اوّل	۳۸
۵۔ شیارش ثانی	ایک ماہ پندرہ روز
۶۔ سوغدیانوس	۶ ماہ
۷۔ دارا ثانی	۱۹ سال

قمبیز کہ بہمن پسر اسفندیار ہے جس نے ایرانی مورخوں کے بیان کے مطابق ہفت اقلیم کو مسخر کر ڈالا تھا۔ ابو الفداء نے اسی کو کورش قرار دیا ہے۔ جس کا ذکر توریت میں ہے۔ لیکن اکثر مورخ کورش اسفندیار کو لکھتے ہیں

اور یہی قرین قیاس ہے۔ کیونکہ تمبیز کا زمانہ کورش کے بعد پڑتا ہے۔

ملوک کی یہ فہرست جو ہم نے مصری تاریخوں سے نقل کی ہے تمام ایرانی تاریخوں کے خلاف ہے۔ حمزہ اصفہانی اور دوسرے معتبر مورخین عجم لکھتے ہیں کہ بہمن کی جانشین اس کی بیٹی ہمائے چہرہ زاد ہوئی جو اس کی بیوی بھی تھی اور بوقت اس کی وفات کے باردار بھی تھی۔ اس کے شکم سے دارا اول جس کو داریوش اعظم کہتے ہیں پیدا ہوا۔ اور تیس سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا بیٹا دارا ثانی تھا جس کے عہد میں سکندر مقدونی نے ایران فتح کر لیا۔ اسکے مطابق بہمن کا عہد ۱۲۰ سال تھا۔ ہمائے چہرہ زاد ۳۰ دارائے اول کا ۱۲۔ اور دارا ثانی کا ۱۹ سال۔ درحقیقت اس موقع پر مصری مورخوں نے ایرانی بادشاہوں اور ان کے بابل کے نائبوں کے ناموں کو جو مصر کے ہم سرحد تھے باہم مخلوط کر دیا ہے۔

تمبیز نے جب مصر کو فتح کر لیا تو اس کے رعب و شوکت کو دیکھ کر لیبیہ والوں نے بھی بلا جنگ اطاعت قبول کر لی۔

اب تمبیز نے ایک بحری فوج قرطاجنہ (تونس) فتح کرنے کے لئے روانہ کی جس میں فینیقی سپاہی تھے۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بوجہ قرابت اور رشتہ داریوں کے ان کے ساتھ لڑنا پسند نہ کیا۔

دوسری فوج جس کی تعداد پچاس ہزار تھی واح سیوہ (واحہ آمون

کی طرف بھیجی۔ اوران کو حکم دیا کہ جاکر مشتری کا ہیکل منہدم کر دیں۔ یہ لوگ بھول کر صحارے میں پڑ گئے۔ وہاں کے باد سموم سے بچنے کے لیئے بحر رمل کی طرف گئے جس میں سب کے سب غرق ہو گئے۔

تیسری فوج خود لے کر ہر تھ پر چڑھائی کی۔ لیکن راستہ نہ ملا اور بے آب و گیاہ ریگستانوں میں جا پڑے۔ جہاں سب کے سب تباہ ہو گئے۔ صرف قمبیز ایک مختصر جماعت کے ساتھ مشکل سے جانبر ہو سکا۔

ان پیہم ناکامیوں کا اس کے اوپر یہ اثر پڑا کہ جہاں وہ عادل۔ مدبر اور فرزانہ تھا۔ وہاں ظالم۔ مغلوب الغضب اور بد تدبیر ہو گیا۔ مصریوں کے دیوتاؤں کی اہانت کی۔ ان کے قدیمی گورستانوں کے ذخائر لوٹ لیئے۔ عجمیوں کو زندہ گڑ ولنے لگا۔ اپنے وزیر فرساسپ کو ایران میں بھیج کر اپنے بھائی سمردیس کو قتل کرایا۔ اپنی بہن کو جو اس کی بیوی بھی تھی جان سے مار ڈالا۔ اور اسی قسم کی دیگر حرکات اس سے سرزد ہونے لگیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دماغ مختل ہو گیا۔

اس کے بعد دارا اول تخت نشین ہوا۔ اس نے مصریوں کی دلجوئی کی۔ اور ان کے معبودوں اور عبادت خانوں کی جن کو قمبیز نے نقصان پہنچایا تھا مرمت کرائی۔ جب فتاح کے معبد میں داخل ہوا تو رعمسیس اکبر کے بت کی تعظیم کی اور کاہنوں سے کہا کہ میرا بھی ایک بت اس کے برابر نصب کر دو۔

انہوں نے انکار کیا اور بولے کہ نہ تم نے اس قدر فتوحات کی ہیں نہ اس کے برابر تمہارا درجہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے میں آرزو رکھتا ہوں کہ اُس کے رتبہ کو پہنچ جاؤں۔

دارا اگرچہ عادل اور مہربان تھا لیکن اہل مصر اجنبی حکومت سے بیزار تھے چنانچہ بغاوت کر بیٹھے اور ایک شخص خبیش نامی کو بادشاہ بنا لیا۔ دارا چاہتا تھا کہ دو لشکر تیار کرے۔ ایک کو مصر پر بھیجے ایک کو یونان پر۔ لیکن اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا شیارش اول لشکر لے کر مصر کی طرف آیا۔ خبیش مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ گیا۔ پھر اس کا پتہ نہ چلا۔

شیارش پست حوصلہ تھا۔ اس کے زمانہ میں کردوں نے بغاوت کی یونانیوں نے ایرانی بیڑہ کو تباہ کر دیا۔ اور یہ کچھ نہ کر سکا۔ اس کے عہد میں ایران کی قوت کمزور ہو گئی۔

جب ارتخشتا تخت نشین ہوا اس وقت قدیم مصری شاہی خاندان کے ایک شخص ارمانوس نے اس کے مصری نائب اخمنیس کو قتل کر ڈالا اور خود اپنے سر پر تاج رکھا۔ ایرانیوں نے آکر دوبارہ مصر فتح کیا۔

شیارش ثانی کو صرف ۴۵ دن حکومت کرتے گزرے تھے کہ اس کے بیٹے سوغدیانوس نے اس کو قتل کر کے تخت حاصل کیا۔ لیکن باپ کے

Marfat.com

انی کے دستور کے مطابق چھ مہینے کے بعد دارا ثانی کے ہاتھوں سے وہ بھی مارا گیا
س کے زمانہ میں ایران میں اختلال واقع ہو گیا۔ اس وجہ سے مصریوں نے موقع
پاکر اپنی حکومت قائم کرلی اور ایک سردار امیر تیس کو بادشاہ بنایا۔

(۲۸) صاوی

اس خاندان میں صرف یہی ایک بادشاہ امیر تیس ہوا جو سات سال
ک رہا اس مدت میں اس نے مصر کے ان معبدوں اور معبودوں کی مرمت
رائی جو ایرانیوں کے عہد میں خراب ہو گئے تھے۔ اس کے بعد نفرتیس متغلب
ہو گیا۔

(۲۹) منڈیسی

(مدت حکومت ۱۲ سال - عدد ملوک ۴)

۱- نفرتیس اول	۶
۲- اخوریس	۱۳
۳- بساموتیس	۱
۴- نفرتیس ثانی	۴ ماہ

نفرتیس اول نے اسپارٹا کے بادشاہ کے ساتھ ایرانیوں سے جنگ
کرنے کے لیے عہدنامہ کیا۔ اس نے فوجوں اور سامان سے بھری ہوئی کشتیاں
روانہ کیں مگر ایرانیوں نے ان کو غرق کردیا۔

Marfat.com

اخوریس نے یونانی سپہ سالار خاریس کی ماتحتی میں ایک عظیم الشان فوج تیار کی۔ ایرانی لشکر مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر ناکام واپس گیا۔

اس کے عہد میں مصری علوم وفنون بہت ترقی پر تھے۔ خود یونانیوں نے بھی وہاں درسگاہیں قائم کی تھیں۔ افلاطون وغیرہ حکمار یونان نے اسی زمانہ مصر آکر عین شمس منف اور طیبہ کے کاہنوں سے علوم حاصل کئے۔

(۳۰) سمنودی

(مدت حکومت ۳۰ سال۔ عدد ملوک ۳)

۱۔ نکتانیوس اول	۱۸
۲۔ تاخو	۲
۳۔ نکتانیوس ثانی	۱۸

نکتانیوس اول کے زمانہ میں ایرانیوں نے پھر مصر پر حملہ کیا۔ لیکن مصری فوجوں نے جن کی قیادت کار آزمودہ یونانی سپہ داروں کے ہاتھوں میں تھی شکست دے کران کو پسپا کر دیا۔

اس بادشاہ کے کتبے کرنک اور خونسو کے ہیکلوں میں موجود ہیں۔

تاخو نے اٹھارہ ہزار مصریوں اور دس ہزار یونانیوں کا لشکر ترتیب دیا اور جنگی کشتیاں تیار کرا کے ایرانیوں پر جو فینیقیہ میں حکمراں تھا چڑھائی کی۔

Marfat.com

اہلِ ملک نے اس جنگ کو غیر مفید سمجھ کر اس کو معزول کر دیا۔ اور نکتانیوس ثانی کو بادشاہ بنایا۔ اس کے زمانہ میں اخوس شاہ ایران نے مصر کو فتح کر لیا۔

(۳۱) فارسی

(مدت حکومت ۸ سال۔ عدد ملوک ۳)

اوخوس ظالم و سفاک تھا۔ کسی نے زہر دے کر اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ارسیس تخت پر آیا۔ دو سال حکمراں رہا۔ اس کی جگہ دارا ثالث[۱] نے لی جو اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس کے زمانہ میں سکندر کا ظہور ہوا جس نے شام اور مصر کو فتح کر لیا۔ یونانی ۳۳۲ ق م سے ۳۰ ق م تک قابض رہے۔ دو خاندان حکمراں ہوئے۔ مقدونی اور بطلیموسی۔

(۳۲) مقدونی

(۹ سال)

سکندر مقدونیہ کے فرماں روا فلیپس کا بیٹا اور مشہور یونانی حکیم ارسطاطالیس کا شاگرد تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں تخت نشیں ہوا۔ ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے ایک فوج گراں لئے ہوئے درِ دانیال سے اتر کر پیش قدمی کی۔ اناطولیہ میں دریائے غرانیکوس پر مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ کے

---

[۱] ایرانی تاریخوں میں دارائے ثالث کا وجود نہیں۔ سکندر دارائے ثانی کے عہد میں آیا تھا۔

Marfat.com

بعد ایرانیوں نے ہزیمت اٹھائی۔ سکندر وہاں سے قبضہ کرتا ہوا مصر آیا۔ یہاں ہر شے کو اس نے بدستور رہنے دیا۔ نہ بندوبست ملکی میں کسی قسم کا تغیر کیا نہ معاملات دینی میں اپنے ایک ہندس دینو قراطس سے ساحل بحر پر ایک شہر تعمیر کرایا جس کا نام اسکندریہ رکھا۔ اس کے بعد معبد آمون کی زیارت کو گیا۔ اسی سفر میں طرابلس غرب پر بھی بلا جنگ کے قبضہ کر لیا۔ جب واپس آیا تو مصر میں آقلیو نیدس کو اپنا نائب مقرر کر کے ایران کی طرف چلا۔ دارا نے پوری قوت سے مقابلہ کیا۔ لیکن دریائے فرات کے ساحل پر شکست کھائی۔ اور اپنے امیروں کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ سکندر نے ایران اور پھر ہندوستان فتح کیا۔ واپسی میں بابل پر قبضہ کر کے چاہتا تھا کہ اسی کو اپنا پایۂ تخت بنائے مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اس کا جثہ مصر میں لا کر اس کے تعمیر کردہ شہر میں دفن کیا گیا۔

(۳۳) بطلیموسی البطالسہ

(مدت حکومت ۲۹۳ سال۔ عدد ملوک ۱۴)

۱۔	بطلیموس اول	(سوتر)	۳۹
۲۔	" دوم	(فیلا ولفوس)	۴۰
۳	" سوم	(افرجیت اول)	۲۵
۴	" چہارم	(فیلو باطور)	۱۷
۵	" پنجم	(ابیفان)	۲۴

Marfat.com

۶۔ بطلیموس ششم (فیلو ماتر)	۳۵
۷۔ 〃 ہفتم (افرجیت ثانی)	۲۹
۸۔ 〃 ہشتم (سوتر ثانی)	۱۷
۹۔ 〃 نہم	......
۱۰۔ 〃 دہم (سکندر ثانی)	۸
۱۱۔ 〃 یازدہم (اولتیس)	۲۹
۱۲۔ 〃 دوازدہم (دلونیسیوس)	۵
۱۳۔ 〃 سیزدہم	۲
۱۴۔ ملکہ قلیوبطرا	۲۲

بطلیموس اوّل سکندر کی طرف سے بابل میں نائب تھا۔ سکندر کی موت کے بعد جب مقدونیہ کی قوت نانگی نزاعوں سے مضمحل ہوگئی اس وقت اس نے مصر میں آکر بالاستقلال اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور اسکندریہ کو پایۂ تخت بنایا۔ پھر تونس اور مصری سرحد کے متصل بلاد عربیہ نیز جزیرۂ قبرص اور جزائر بحر ابیض پر قابض ہوا۔ اسکندریہ میں جہازوں کی رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان منارہ تعمیر کرایا۔ اور ایک مدرسہ اور کتب خانہ بھی قائم کیا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں میں یہ شہر علوم و معارف اور ثروت و تجارت میں نامور ہو گیا۔

بطلیموس ثانی نے جو بطلیموس اوّل کا بیٹا تھا۔ اپنے عہد میں توریت کا ترجمہ

عبرانی سے یونانی میں کرایا جس کے لئے ستر یہودی علماء جمع کئے گئے تھے۔ اسی کے حکم سے مانیتھو کاہن نے مصر کی تاریخ لکھی تھی۔ اس نے ہر سویز کی بھی تجدید و ترمیم کی۔

بطلیموس سوم نے نوبیا کو فتح کیا۔ پھر شام پر قبضہ کرتا ہوا دریائے فرات سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اور ایرانیوں سے وہ تمام ذخیرے جو مصر کے ہیکلوں اور معبدوں سے قمبیز کے زمانہ میں گئے تھے واپس لایا اور ان کے مجاوروں کے حوالہ کر دیا۔

اس کے بیٹے بطلیموس چہارم نے ادفو کا ہیکل جو نقصر اور اصوان کے درمیان واقع ہے تعمیر کرایا۔ یہ ظالم اور عیش پرست تھا۔ اس کا بیٹا بطلیموس پنجم بھی لہو و لعب اور عیش و عشرت میں رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا کم سن لڑکا بطلیموس ششم تخت نشین ہوا۔ اس کی ماں اس کی طرف سے سلطنت کا کام کرتی تھی۔ اسی زمانہ میں شامیوں نے آکر مصر پر تسلط کر لیا مگر چوتھے سال نکال دیئے گئے۔

بطلیموس ہفتم ظالم اور بے تدبیر تھا۔ لیکن علم کا ذوق رکھتا تھا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس نے ۲۴ کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں سے بیشتر علم الحیوانات میں تھیں۔

دسویں بطلیموس کے بعد اس خاندان میں کوئی شخص حکومت کے قابل نہ رہا۔ اس وجہ سے یونانیوں نے اپنی قوم کے ایک امیر اولتیس کو بادشاہ بنا لیا۔ یہ شخص موسیقی کا عاشق تھا اور سلطنت کے مہمات سے غافل۔ اس کے عہد میں

Marfat.com

حکومت میں اضطراب رہا

بارھویں بطلیموس کی بیوی اس کی بہن قیلیو بطرا تھی۔ جو چاہتی تھی کہ حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے۔ وزرا نے اس کو مصر سے نکال دیا۔ وہ شام میں چلی گئی۔ جولیوس قیصر نے اس کی مدد کی اور مصر کو فتح کر کے اس کے بھائی کو دریائے نیل میں غرق کرا دیا۔

قیلیو بطرا نے اب اپنے دوسرے بھائی بطلیموس سیزدہم کے ساتھ شادی کی۔ مگر اس کو چھوڑ کر پھر قیصر مذکور کے پاس چلی گئی۔ وہاں سے دو سال کے بعد واپس آکر اس کو بھی زہر دے کر مار ڈالا۔ اور خود حکمراں ہو گئی۔

اس زمانہ میں دو رومی امیر انتونیوس اور اوکتافیوس۔ بروٹس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے۔ قیلیو بطرا نے بروٹس کی بحری بیڑہ سے مدد کی۔ اس سے پہلے اس کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہو چکا تھا۔ جس کا نام اس کے باپ قیصر کی نسبت سے قیصرون رکھا گیا تھا۔ اور اسی کے نام سے یہ حکومت کرتی تھی۔ اس وجہ سے انتونیوس نے اس کو بروٹس کی امداد کا مجرم گردان کر محاکمے کے لئے طرسوس میں طلب کیا۔

یہ ملکہ حسین اور عیار تھی۔ آراستہ و پیراستہ ہو کر ایسی زیب و زینت سے وہاں پہنچی کہ انتونیوس فریفتہ ہو گیا۔ اور جو کچھ اس نے چاہا وہی لکھ دیا۔ پھر اس کے ساتھ شادی کر لی اور مصر چلا آیا۔ اور اپنی پہلی بیوی کو جو اس کے شریک کار

Marfat.com

اوکٹا فیوس کی بیٹی تھی چھوڑ دیا۔ قیلیوبطرا کو قیصر کی بیوی اور قیصرون کی ماں ہونے کی وجہ سے شہنشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اس نے اس پر بھی بس نہ کیا اور اپنا لقب ایزلیس (جدید معبود) رکھا۔

رومی مجلس نے واقعات سے اطلاع پاکر ۳۲ ق م میں مصر پر لشکر کشی کی اور اوکٹا نیوس کو بیڑہ دے کر روانہ کیا۔ انتونیوس نے مقابلہ کے لئے پانچ سو جنگی جہاز تیار کئے ملکہ قیلیوبطرا بھی ۶۰ کشتیوں کا بیڑہ لے کر اس کے ساتھ گئی۔ مگر اوکٹا فیوس کی قوت زبردست دیکھ کر مخفی طور پر اس کے ساتھ سازباز کر لیا۔ اور واپس چلی آئی۔ انتونیوس نے جب اس کے جہازوں کو دیکھا کہ سمندر کی موجیں چیرتے ہوئے مصر کی سمت جا رہے ہیں تو وہ بھی پیچھے پیچھے اسکندریہ میں آیا۔ اس کا بیڑہ شکست کھا گیا۔ ملکہ نے یہ سمجھ کر کہ اب وہ اس کی حمایت سے قاصر ہے اپنے آپ کو مخفی کر لیا اور خودکشی کی افواہ اڑا دی۔ اس کشتۂ عشق کو اب زندگی کا کیا لطف تھا۔ اس نے بھی خودکشی کر ڈالی۔ مرتے وقت اس فریب پر مطلع ہوا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

قیلیوبطرا نے اوکٹا فیوس کو بھی اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر موت کا فرمان اس کو سنا دیا گیا جس میں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ مرنے کے لئے جو صورت چاہے اختیار کرے۔ اس نے غیر کے ہاتھوں قتل ہونے کے بجائے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے ہاتھ سے زہر

Marfat.com

پیالہ پی کر جان دیدے۔ جس سے ۱۵ راگست ۳۰ق۔م میں اس کا اور اس کے ساتھ مصر سے یونانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

(۴۳) رومی

(مدت حکومت ۶۷۰ سال ق۔م سے ۶۴۰ء تک)

رومی فاتح اوکتافیوس نے جو قیصر اگسٹس کے لقب سے مشہور ہوا سکندر اعظم کی طرح اہل مصر کے دین رسوم اور امور حکومت میں کسی قسم کا تغیر نہیں کیا اس کے عہد سے ملک مصر رومی سلطنت کا ایک صوبہ ہو گیا۔ اور دربار روما کی طرف سے یہاں کے والی مقرر ہونے لگے۔ ان میں سے جن کے نام معلوم ہو سکے ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ قورنیلوس غالوس	.....
۲۔ بطرنیوس	۸
۳۔ طیباریوس	۳۲
۴۔ غانیوس	۴
۵۔ قلیودیوس	۱۴
۶۔ نثارزن	۱۴
۷۔ طیطوس	۷
۸۔ ددمطیانوس	۱۵

۹۔ اذریانوس ۲۱

۱۰۔ توسوردس ۱۳

۱۱۔ وقلطیانوس ۲۱

قورنیلوس نے پہلے آکر مصری حکومت کا نظام درست کیا۔ اور رعایا کی رفاہیت کی کوشش کی لیکن بعد میں متکبر ہو گیا اور شاہانہ سطوت کے ساتھ مصریوں پر سختی کرنے لگا۔ اپنے بڑے بڑے بت ترشوا کر عام مناظر پر نصب کرائے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کسی سیاسی جرم پر دربار روم نے اس کو معزول کر دیا۔ جس کی وجہ سے اس نے خودکشی کر لی۔

بطرنیوس نے اگسٹس کے حکم سے بلاد عرب پر فوج کشی کی۔ اول اول کچھ فتوحات ہوئیں لیکن آخر میں عرب کی جو کسی کی حکومت برداشت نہیں کرتے متواتر تاخت و تاراج سے بہت نقصان اٹھا کر واپس آنا پڑا۔ اس کی غیبت میں موقع پاکر ادھر سوڈانیوں نے اپنے سردار قنداقہ کی بیعت میں مصر پر چڑھائی کر کے اصوان اور اس کے توابع پر قبضہ کر لیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے ان کو نکالا۔

قیصر اگسٹس کے عہد حکومت کے تیسویں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی جس کے ۱۴ سال بعد اس نے وفات پائی۔

طیباریوس نے اپنے زمانہ میں شام کا مشہور شہر طیباریہ آباد کرایا تھا۔

Marfat.com

تلیودیوس کے زمانہ میں نصرانیت کے مشہور داعی شمعون قید کئے گئے تھے جو سہا ہونے پر انطاکیہ ہوتے ہوئے روم پہنچے۔ وہاں قیصر کی بیگم نے اس دین کو اختیار کر لیا۔

قارون (نیرون) نے اپنے زمانہ میں بولس اور پطرس داعیان مسیحیت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد طیطوس آیا۔ اس نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور یہودیوں کی ایک جماعت کو پکڑ کر قید کیا اور بیچ ڈالا۔

دومطیانوس نے بھی یہود پر سختیاں کیں۔ اذریانوس کے عہد میں حکیم بطلیموس نقابس نے کتاب مجسطی لکھی۔ اور قومودوس کا ہم عصر جالینوس تھا۔ اس کے زمانہ میں مصر میں کثرت کے ساتھ نصرانیت کی اشاعت ہوئی۔ دقلطیانوس نے عیسائیت کا نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کیا اور بہت سے مصریوں کو ذبح کر ڈالا۔ چنانچہ اہل مصر نے اپنا سن قبطی انہیں شہداء کی یادگار میں اسی زمانہ سے مقرر کیا ہے۔ یہی مصر کا آخری بت پرست حاکم تھا اس کے بعد مسیحی دور شروع ہوا جس کے ولاۃ رومی نصاری رہے۔

رومیوں نے اہل مصر کو حکومت میں بہت دبا رکھا تھا اور ان کی ہر چیز۔ زمین۔ باغ۔ مویشی۔ اثاث البیت۔ یہاں تک کہ راستہ سے گزرنے والے زندوں اور قبرستان میں جانے والے مردوں پر بھی محصول لگایا تھا جس کی وجہ سے وہ محتاج ہو گئے۔ اور ان کی علمی۔ ادبی اور تاریخی شان مٹ گئی۔

اس کے علاوہ مصر میں دین مسیحی پہونچنے کے بعد جب باشندے اس کو اختیار کرنے لگے تو رومیوں نے جو اس وقت بُت پرست تھے ان پر بہت سختیاں کیں۔ ۳۱۲ء میں قسطنطین اعظم نے اپنی تخت نشینی کے پہلے سال جب مسیحی دین کو اختیار کر لیا اور اسی کو سلطنت کا مذہب قرار دیا تو اہلِ مصر کو کسی قدر پناہ ملی۔ لیکن ۳۷۸ء میں قیصر تھیودوسیس نے زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی فرمان جاری کر دیا کہ سلطنت کے تمام باشندے عیسائی بنا لیے جائیں اس حکم کی بنیاد پر مصری بت پرستوں کی عبادت گاہیں ڈھا دی گئیں۔ اور اُن پر وہ مظالم کیے گئے جو اُن سے پہلے مصری عیسائیوں پر بھی نہیں ہوئے تھے۔

اسی درمیان میں نصاریٰ میں تفرقہ واقع ہو گیا اور یعقوبی اور ملکی دو فریق ہو گئے۔

یعقوبیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کے اندر الوہیت اور بشریت دونوں مجتمع ہوئیں پہلے وہ نفس لاہوتی تھے۔ بعد میں ناسوتی ہوئے۔ پھر اپنی اصلی حالت پر عود کر گئے۔

ملکی کہتے تھے کہ ابن غیر مخلوق ہے وہ ازل سے باپ سے مولود اور اس کا جوہر اور نور ہے۔ وہی اس انسان کے ساتھ جو مریم کے شکم سے پیدا ہوا متحد ہو کر ایک بن گیا جس کا نام مسیح رکھا گیا۔

یہ اختلاف چونکہ جوہری اور خود حقیقت مسیح کے متعلق تھا اس ذہبی

دونوں فرقوں میں سخت نزاع قائم ہوئی۔ اس کے فیصلہ کے لئے قیصر مرقیانوس نے پاپائے روم کے مشورہ سے مقام خلقدونیہ میں سیحی علماء کا مجمع کیا۔ انہوں نے بحث و مناظرہ کے بعد یہ طے کیا کہ دیو سقورس اسکندریہ کا بطریق جو یعقوبی عقیدہ کا بانی ہے غلطی پر ہے۔ لہذا اپنے منصب سے معزول کیا جائے اور ہر قسم کی مراعات اس سے نکال لی جائیں۔ جو شخص اس کے عقیدہ کو اختیار کرے۔۔۔۔۔ ہے۔

اہل مصر تمام تر یعقوبی تھے اور رومی سب کے سب ملکی۔ اس وجہ ۔۔۔ پر سختیاں کرنے لگے۔ لیکن وہ مقابلہ کے لئے پختگی کے ساتھ آمادہ ہوگئے اور آخرکار بہت جھگڑوں کے بعد ایک یعقوبی بطریق کی کرسی انہوں نے قائم کرلی۔ مگر رومی حکام بوجہ تعصب مذہبی کے برابر ان پر ظلم و ستم توڑتے رہے۔ اس وجہ سے اہل مصر نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی حیثیت سے بھی رومیوں سے الگ اور ان کی حکومت سے سخت بیزار ہوگئے اور ان کی زبان رسم اور لباس وغیرہ ۔۔۔ ہو گیا۔

۳۹۵ء میں رومی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مغربی حصہ کا تخت رومۃ الکبریٰ رہا اور مشرقی کا قسطنطنیہ قرار پایا جس کے ماتحت شام اور مصر تھے۔ اس کی سرحدیں چونکہ ایران سے ملی ہوئی تھیں اس وجہ سے ایران کے ساتھ لڑائیاں رہتی تھیں۔

سنہ ۶۱۰ء میں جب ہرقل قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھا تو اس کی غفلت
اور عیش پرستی کو دیکھ کر ایرانیوں نے سنہ ۶۱۶ء میں چڑھائی کر دی۔ اور شام
فلسطین لیتے ہوئے مصر پر بڑھے۔ رومی سپہ سالار نیکیتا اس مقابلے
عاجز رہا۔ اور مصر سے چلا گیا۔ ایرانی وہاں قابض ہو گئے۔ انہوں نے اہل مصر
کے مذہب میں دست اندازی نہیں کی اور ان کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس وجہ سے اس
مشرقی دوست کے سایہ میں ان کو امن نصیب ہوا۔ اور انہوں نے اپنے ہر دل عزیز
پیشوا بنیامین کو مصر کے بطریق کی کرسی پر لا کر بٹھایا۔ جس کی تمام ملک میں
خوشی منائی گئی۔

لیکن یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی۔ کیونکہ ہرقل نے خواب
غفلت سے بیدار ہو کر سنہ ۶۲۲ء میں تیاری کر کے ایرانیوں پر حملہ کیا۔ اور ا
کو شام اور فلسطین سے نکال کر سنہ ۶۲۶ء میں مصر بھی واپس لے لیا۔ اور جو
انتقام میں مصریوں پر سختیاں شروع کیں۔ بنیامین اس کے خوف سے واد
نطرون کی طرف بھاگ کر روپوش ہو گیا۔ اس کا بھائی مینا گرفتار ہوا۔
نے اس کو مجبور کیا کہ خلقدونی فیصلہ کو تسلیم کرے۔ اس نے انکار کیا۔ ا
پر مشعل سے اس کے چہرہ کو یہاں تک جلایا کہ اس کی پیشانی سے زمین
چربی ٹپکنے لگی۔ مگر وہ اپنے قول پر قائم رہا۔ رومیوں نے ایک ایک کر
اس کے دانت اکھاڑ دیے۔ اس پر بھی وہ اپنے عقیدہ سے نہیں پھرا۔ پھر

Marfat.com

ریت کے تھیلے میں ڈال کر ساحل پر لے گئے اور تین بار کہا کہ خلقدونی عقیدہ
و مان لے تو جان بخشی کر دی جائے گی۔ جب اس نے نہیں مانا تو سمندر میں
غرق کر دیا گیا۔ اہل مصر ان سختیوں سے نالاں تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح
رومی یہاں سے نکل جائیں۔

ہرقل نے ایک قبطی نژاد رئیس مقوقس کو قسطنطنیہ میں اپنے پاس
رکھ کر تربیت دیا تھا جو بخلاف اپنی قوم کے ملکی فرقہ کا تھا اور یعقوبیوں سے
تعصب رکھتا تھا۔ قیصر نے مصریوں کی مذہبی سیاست کے لئے اس کو وہاں
کا والی بنا دیا۔ کچھ دنوں کے بعد رومیوں کے مظالم دیکھ کر وہ بھی یعقوبی
اور اپنی قوم کا طرفدار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس میں اور رومی افواج کے افسر
جرنیل میں جو سخت متعصب ملکی تھا مخالفت ہو گئی۔ اسی کے عہد ۶۲۹ء میں نامہ
نبوی عظیم القبط کے نام حاطب بن ابی بلتعہ لے کر مصر گئے تھے۔ وہ اسلام
نہیں لایا۔ مگر ایک خچر جس کا نام دلدل تھا اور دو لونڈیاں مع دیگر تحفے
ہدایا کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجیں۔ ان میں سے ایک ماریہ قبطیہ
تھیں جن کے بطن سے آنحضرت کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے اس طرح پہلی بار
جدید رشتہ اہل مصر کا رسول عربی کے ساتھ قائم ہو گیا۔

Marfat.com

عہد اسلامی

سنہ ۱۸ھ مطابق سنہ ۶۳۹ء میں مصر پر اسلامی حملہ ہوا۔ اور دو سال کے اند
حضرت عمرو بن عاص نے مصر اور اس کے ساتھ برقہ اور طرابلس کو بھی فتح کر لیا
اس وقت سے آج تک یہ ملک مسلمانوں کے زیر نگیں ہے

مورخین نے عہد اسلامی کو بارہ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

۱-	خلافت راشدہ	۱۸ھ سے سنہ ۴۱ھ تک	مطابق سنہ ۶۳۹ء سے سنہ ۶۶۱ء تک
۲-	بنی امیہ	۱۳۲	۷۵۰
۳-	عباسی بار اول	۲۵۷	۸۷۰
۴-	طولونی	۲۹۲	۹۰۵
۵-	عباسی بار دوم	۳۲۳	۹۳۴
۶-	اخشیدی	۳۵۸	۹۶۹
۷-	فاطمی	۵۶۷	۱۱۷۱

۸-	ایوبی	۶۴۸	۱۲۵۰
۹-	ممالیک بحری	۷۸۴	۱۳۸۲
۱۰-	ممالیک چرکسی (برجی)	۹۲۳	۱۵۱۷
۱۱-	عثمانی	۱۲۱۶	۱۸۰۱
۱۲	خدیوی (محمد علی)	۱۲۱۶	۱۸۰۱

Marfat.com

خلافت راشدہ

سنہ ۱۸ھ سے سنہ ۴۱ھ تک

عمرو بن عاصؓ

تاریخ الامت حصہ دوم میں ہم فتح مصر کی کیفیت مجملاً اور سیرت عمرو بن عاصؓ میں مفصلاً لکھ چکے ہیں اس لئے اس موقع پر اس کو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔

خلافت راشدہ میں اس کے سب سے پہلے والی خود فاتح مصر حضرت عمرو بن عاصؓ تھے۔ انھوں نے مصر کا انتظام اسلامی عدل وانصاف کے اصول پر کیا۔ ہر قسم کے ظلم وستم جو زمانۂ سابق سے وہاں کی رعایا پر ہوتے تھے مٹا دیئے۔ باشندوں کی دلجمعی کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ دینی امور میں ان کو پوری آزادی بخشی۔ جان۔ مال۔ جائداد۔ اولاد اور عزت وحرمت وغیرہ ہر چیز کی حفاظت کا اطمینان دلایا۔ ان کے ہر دل عزیز پیشوا بنیامین کو جو تیرہ سال سے

Marfat.com

ومیوں کے ڈر سے مخفی تھا امان نامہ لکھوا کر بلوایا۔ اور اسکندریہ میں بطریق کی کرسی بحال کی۔ نیز اس نے کنیسہ کے متعلق جو جو درخواستیں کیں ان کو منظور فرمایا۔

ملکی نظم و نسق کے لیے چن چن کر کارکن اور لائق لوگوں کو رکھا۔ مقدمات کے فیصلوں کے لئے جابجا قضاۃ مقرر کئے۔ خراج کی تحصیل خود قبطیوں کے سپرد کی اور دفتر بھی انہی کی زبان میں رہنے دیا۔

ان کی نگاہ میں یعقوبی۔ ملکی۔ یہودی۔ نصرانی۔ مشرک اور ستارہ پرست سب یکساں تھے۔ اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے جس کی وجہ سے اہل ملک اُن کے احسان کے گرویدہ ہو گئے اور انہی مسلمانوں کے حسن سلوک اور مساوات کو دیکھ کر جوق جوق دین اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ عربی اخلاق۔ عربی لباس بلکہ عربی زبان اختیار کرنے لگے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانۂ مابعد میں مصر اسلامی علوم اور تہذیب کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔ اور زوال بغداد کے بعد تو حقیقۃً منارۂ اسلامی کا ظہور اسی سے ہوا۔[1]

---

[1] ہیرودٹس مورخ نے لکھا ہے کہ مصر میں دو ہزار شہر ہیں۔ اور ڈیوڈورس نے اپنے زمانہ میں اس کی مردم شماری ۳۰ لاکھ اور یوسیفوس نے ۷۵ لاکھ لکھی ہے۔ عہد اسلامی میں یہ تعداد دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی لیکن خلفائے فاطمیہ اور ممالیک کے زمانہ میں اندرونی فتنوں۔ شورشوں بلاؤں۔ وباؤں اور قحطوں اور سب سے بڑھ کر بدنظمیوں کی وجہ سے گھٹ کر صرف تیس لاکھ رہ گئی تھی

عمرو بن عاص نے خلیفہ ثانی کے حکم سے شہر فسطاط کو آباد کر کے دار
قرار دیا اور ایک جامع بھی تعمیر کرائی جو آج تک ان کی یادگار ہے۔

نہر امیر المومنین

قبضۂ مصر کے پہلے ہی سال عرب میں سخت قحط پڑا جو عام الرمادہ
نام سے مشہور ہے اس لئے انہوں نے مصر سے عرب میں غلہ کی تجارت کے
ایک نہر دریائے نیل سے نکال کر قلزم میں ملا دی۔ یہ وہ نہر تھی جس کو سیسوسترس
اول (خاندان ۱۹) نے کھدوانا شروع کیا تھا اور نکاؤ (خاندان ۲۶) نے
اس کی تکمیل کی تھی۔ لیکن رومیوں کی غفلت سے خراب ہو گئی تھی عمرو بن عاص
نے فسطاط کے کنارہ سے اس کو کھدوانا شروع کیا اور عین شمس اور وادی
طمیلات سے لا کر شہر قلزم کے متصل بحیرہ میں گرا دیا۔ اس کا طول ۸۰ میل تھا
اور صرف چھ مہینے میں تیار ہو گئی تھی۔ پہلے ہی سال اس کے ذریعہ سے سا
ہزار اردب غلہ مصر سے عرب میں آیا۔ اسی وقت سے تجارتی کشتیاں مصر سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) لاکھ رہ گئی۔ خدیوی عہد سے پھر ترقی پر ہے۔ اب وہاں کی آبادی تقریباً
ڈیڑھ کروڑ ہے جس میں سے کم و بیش ایک ملین غیر مسلم ہیں۔ اسی میں قبطی بھی شامل ہیں
اور آفاقی بھی۔ اور باقی کل مسلمان۔

Marfat.com

عرب میں آنے جانے لگیں۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے بعد امیوں کی غفلت سے اس کی مرمت نہ ہوئی جس کی وجہ سے اس میں ریت اٹ گیا۔ یہاں تک کہ بالکل بند ہو گئی۔ اس کے نشانات کہیں کہیں باقی تھے۔ مگر ۱۴۵ھ میں منصور عباسی نے ان کو بھی اٹنے کا حکم دے دیا۔

نہر سوئیز

عمرو بن عاص نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ بحیرہ روم و قلزم کو بھی ملا دیں۔ فرما کے متصل ان دونوں میں صرف ۷۰ میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ وہیں سے نہر نکالنی چاہی تھی لیکن حضرت عمر نے اس خیال سے منع کر دیا کہ رومی اس کے ذریعے عرب پر حملہ کرنے لگیں گے۔ کیونکہ اس وقت بحری قوت عرب کے پاس نہ تھی اور وہ پانی میں رومیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

سرزمین مصر

عمرو بن عاص نے سرزمین مصر کی کیفیت کے متعلق دربار خلافت میں جو تحریر بھیجی تھی جواب تک علم و ادب میں مشہور ہے۔ فرانسیسی ادیب موسیو ادلکاوف نے تو اس کو دنیا کی زبانوں میں بلاغت کا ایک حیرت انگیز نمونہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ معمورۂ عالم کے جملہ مدارس میں اس کو پڑھانا چاہیے تاکہ طلبا کو اشیا کے حقائق بیان کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔ گبن اور اوکلے نے بھی اپنی تاریخوں میں اس کے ترجمے درج کئے ہیں۔

Marfat.com

یہ پورا خط النجوم الزاہرہ فی اخبار المصر والقاہرہ میں ثبت ہے۔ ہم اس کو اُردو میں نقل کرتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ترجمہ میں اصل کی لطافت نہیں دکھائی جا سکتی صرف مفہوم کا اظہار ہو سکتا ہے۔

مصر کی زمین سیر حاصل اور باردر درختوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس کا طول ایک ماہ اور عرض دس روز کی مسافت ہے۔ اس کے وسط میں سے وہ دریا گزرتا ہے جس کی خرام سحری فرخ فرجام اور روانی شام مبارک انجام ہے۔ اس کے فیضان میں ہر ماہ کی طرح کبھی زیادتی ہو جاتی ہے اور کبھی کمی۔

جس وقت چڑھتا ہے اور اُس کی موجیں سر اٹھاتی ہیں اسی وقت تمام نہریں اور چشمے لبالب ہو جاتے ہیں اور باشندوں کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک بجز کشتیوں کے گزرنے کی کوئی سبیل نہیں رہتی پھر جب اس کا جوش پورا ہو جاتا ہے تو پلٹا کھاتا ہے اور تیزی کے ساتھ اُتر کر اپنی حد پر آجاتا ہے۔ اس وقت کاشتکار اس کے ساحلوں کے فراز اور دامنوں کے نشیب میں نکل پڑتے ہیں دانے بوتے ہیں۔ اور خرمن کے آرزومند ہوتے ہیں۔

جب دانے جمے اور کھیتیاں اُگیں۔ اور نیچے زمین کی نمی اور اوپر بارش کی تری سے پرورش پا کر ان میں نشو ونما اور بالیدگی ہوئی تو ہرے بھرے

کھیت لہلہانے لگتے ہیں اور زمین کی دولت اس کے شکم سے اس کی پشت پر آجاتی ہے

امیر المومنین! میں اس زمین کا کیا حال لکھوں۔ ابھی گوہر سپید ہے۔ ابھی عنبر سیاہ۔ اور ابھی زمرد سبز۔ یہ قدرت الٰہی کے کرشمے ہیں جس نے اس میں یہ صلاحیت رکھ دی ہے اور باشندوں کی معیشت کے لئے اس کو ایسا بنا دیا ہے۔

یہاں کا خراج پیداوار سے قبل وصول نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ محاصل کا کم سے کم ایک ثلث یہاں کی نہروں اور پلوں کی تعمیر و ترمیم میں صرف کیا جائے۔ کیونکہ اس سے آبادی بڑھے گی اور ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

حضرت عمرؓ اس کو پڑھ کر شگفتہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ ابنِ عاص نے تو گویا مصر کی زمین میری آنکھوں کے سامنے رکھ دی۔

بندوبست اراضی

فراعنہ کے عہد میں مصر میں چار سالہ بندوبست کا دستور تھا۔ تشخیص لگان کے لئے وہ چند سالوں کی پیداوار کا اوسط نکال لیتے تھے۔ اور خراج نقد و جنس دونوں میں وصول کرتے تھے بلکہ ان محاصل کے علاوہ فوج کے اخراجات کے لئے کثیر مقدار میں غلہ بھی لیتے تھے۔ لیکن مصر ایک ایسا ملک ہے جس کی زراعت کا مدار نیل کے فیضان پر ہے۔

اور اس میں اکثر تفاوت رہتا ہے جس سے پیداوار میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ہر سال آب نیل کی کمی یا زیادتی کے مطابق خراج کی تعیین قرین انصاف تھی۔ اس بنا پر انہوں نے خلیفہ سے استصواب کر کے ان کے حکم کے مطابق مقام حلوان میں مقیاس نیل بنوایا جو اب تک بھی باقی ہے[1]۔ اسی پیمانے سے پیداوار کا اندازہ پوچھ کر انہیں سے لگان کا تخمینہ لیتے۔ اسی حساب سے ہر جگہ کی تحصیل ہوتی۔ جہاں جہاں کنیسے اور حمام ہوتے ان کے اخراجات نیز مسلمانوں کی ضیافت کے صرفے منہا کر دیئے جاتے۔ کاشتکاروں ہی کی شرح لگان کی مقدار سے پیشہ وروں سے بھی خراج لیا جاتا۔ رومیوں کے عہد میں دوسرے محاصل جو رعایا سے وصول کئے جاتے تھے یک قلم موقوف کر دیئے گئے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہاجرہ کے قدیم رشتہ سے جو حضرت اسمٰعیل اور عدنانی عربوں کی ماں تھیں مصریوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اس وجہ سے بندوبست اراضی میں خصوصیت کے ساتھ نرمی برتی گئی اور شرح لگان کم سے کم رکھی گئی یعنی زیادہ سے زیادہ فی جریب ایک دینار یا تین اردب غلہ۔

مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے جدید رشتہ کا بھی لحاظ رکھا۔ اور قریہ حفن کو جو توابع انصنا میں ہے اور جہاں کی رہنے والی حضرت ماریہ قبطیہ سریہ رسول تھیں خراج سے بری کر دیا۔

اس سالانہ بندوبست کی وجہ سے ہر سال کی وصولی کی کوئی رقم متعین نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ عدم پیداوار کی وجہ سے کبھی بھی بہت سے پرگنوں اور دیہاتوں کا

---

[1] بعض مورخ لکھتے ہیں کہ اسامہ ثالث خاندان ؟ کے عہد میں جو مقیاس بنایا گیا تھا عمرو بن عاص نے اس کی تجدید کی تھی۔

Marfat.com

خراج معاف کر دینا پڑتا تھا۔ اس لئے رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی وصولی میں کمی ناگزیر تھی۔ چنانچہ سال اول میں تمام ملک مصر سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ دینار وصول ہوئے بجائیکہ سال ماسبق میں مقوقس نے دو کروڑ دینار وصول کئے تھے۔

لیکن باوجود اس نرمی کے زمانہ مابعد میں کبھی اس قدر وصولی نہیں ہوئی صرف حضرت عثمانؓ کے عہد میں ایک سال عبداللہ بن سعد نے دو کروڑ دینار وصول کئے تھے یہ معاویہؓ کے سلیقۂ انتظام میں کس کوشک ہے۔ مگر ان کے زمانہ میں بھی تحصیل ۹۰ لاکھ سے نہیں بڑھی۔ ان کے بعد بنی اُمیہ اور بنی عباس تو چالیس بلکہ تیس ہی لاکھ وصول کرتے رہے۔ خلفائے فاطمیہ نے اپنے عہد میں شرح لگان بھی بہ نسبت سابق کے دُگنی کر دی تھی۔ مگر پھر بھی ۴۴ لاکھ سے زائد نہ وصول کر سکے۔

عبداللہ بن سعد

سنہ ۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے عبداللہ بن سعدؓ اپنے رضاعی بھائی کو افریقہ کا میر حرب مقرر کیا۔ اور عمرو بن عاص کو بدستور والی مصر رہنے دیا۔ اسی درمیان میں اسکندریہ کے رومی جن کی تعداد ڈھائی لاکھ تھی اور جو مسلمانوں سے عہدنامہ کر چکے تھے قیصر کے اشارہ اور بعض قبطی رئیسوں کے مشورہ سے بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ قیصر قسطنطین پسر ہرقل نے قسطنطنیہ سے ایک عظیم الشان جنگی بیڑہ ان کی امداد کے لئے بھیجا۔ جس کا امیر منویل خصی تھا یہ ساری جمعیت اسکندریہ سے نکل کر آگے بڑھی۔ عمرو بن عاص خبر پاتے ہی آ

ہوئے۔ تمام نقیوس میں مقابلہ ہوا۔ بر و بحر دونوں میں جنگ ہوئی۔ رومیوں نے شکست کھائی۔ عمرو بن عاص نے تعاقب کیا اور سرعت کے ساتھ پہنچ کر اسکندریہ میں گھس گئے وہاں کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ منویل بھی مارا گیا۔ اور رومی مغلوب ہو گئے۔ حضرت عثمان نے چاہا کہ انہیں کو امیر حرب مقرر کریں اور ابن سعد کو ان کی جگہ مصر کا والی بنا دیں۔ مگر وہ راضی نہیں ہوئے اس مخالفت کی بنیاد پر ان کو معزول کر دیا۔ اور ابن سعد کو امارت حربی کے ساتھ ولایت مصر کا بھی فرمان لکھ دیا۔

ابن سعد نے چالیس ہزار فوج تیار کی اور شمالی افریقہ۔ تیونس۔ الجزائر مراکش اور طنجہ فتح کر لیا۔ ۳۱ھ میں اہل نوبیل نے عہد شکنی کی۔ ان کے ساتھ جنگ کی۔ اور دنقلہ میں ان کی جمعیت کو محصور کر لیا۔ مجبور ہو کر ان کے سردار اقلیدروس نے صلح کی درخواست کی جس کو منظور کر لیا۔

فتنۂ سبائی

۳۳ھ میں جب حضرت عثمان اور ان کے والیوں کے متعلق سبائی جماعت نے ہر طرف شکایات پھیلائیں اس وقت انہوں نے تمام صوبوں کے والیوں کو مشورہ کے لئے حج کے موقع پر طلب کیا۔ ابن سعد بھی گئے۔ اور اپنی جگہ عقبہ بن عامر کو چھوڑ گئے محمد بن ابی حذیفہ نے جو مصر میں حضرت عثمانؓ کے مخالفوں میں سے تھے سبائیوں کی ایک جماعت فراہم کر کے عقبہ کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو انہوں نے سعد بن وقاص فاتح قادسیہ کو ان کے سمجھانے کے لئے بھیجا۔

Marfat.com

مگر انہوں نے ان کی باقاعدہ مالی ملکہ اعانت کی۔ جب عبداللہ بن ابی سعد واپس آئے تو ان کو مصر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ وہ مجبوراً عسقلان کو چلے گئے۔

اس کے بعد ... جماعت کے لوگ مصر، کوفہ اور بصرہ سے مدینہ پہنچے اور خلیفہ ثالث کو قتل کر ڈالا۔ اس قتل کی خبر جب مصر میں پہنچی تو شیعہ عثمان نے ایک جھنڈا کھڑا کیا کہ اُن کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ یہ علم معاویہ بن حدیج کے ہاتھ میں تھا جس کے ساتھ خارجہ بن حذافہ، مسلمہ بن مخلد اور بسر بن ارطاۃ تھے۔ یہ لوگ اپنی جمعیت کو لے کر صعید کی طرف بڑھے۔ ابن ابی حذیفہ نے ان کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جس نے جا کر شکست دی۔ معاویہ بن حدیج برقہ کی طرف نکل گئے۔ پھر اسکندریہ کی جانب آئے۔ ابن ابی حذیفہ نے دوبارہ فوج بھیجی۔ ۳۶ھ میں فریقین کا مقابلہ بمقام خرتبا میں ہوا جس میں شیعہ عثمان غالب رہے۔ وہیں انہوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔

قیس بن سعد

ادھر حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت دی۔ انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رئیس الانصار کے بیٹے قیس کو جو نہایت باعزم اور فرزانہ تھے مصر کا والی مقرر کیا جس نے ... اہل مصر کو قابو میں کر لیا۔ لیکن اہل خرتبا ان ... پر راضی نہ ہوئے۔ کیونکہ وہ نہ صرف جس کی امانت ... حضرت علیؓ کی خلافت کو بھی بوجہ حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے کے ناجائز

Marfat.com

سمجھتے تھے۔ قیس نے ان کو نہیں چھیڑا۔ اور کہلا بھیجا کہ میں تم کو بیعت پر مجبور نہیں کرتا۔ نہ تمہارے وظیفے بند کروں گا بشرطیکہ امن کے ساتھ رہو۔

جب امیر معاویہ حضرت عثمان کے خون کے مطالبہ کے لیے کھڑے ہوئے اس وقت ان کو مصر میں قیس کی موجودگی سے خطرہ محسوس ہوا کہ ایک طرف سے اگر عراقی فوجیں آگئیں اور دوسری طرف سے مصری تو ہم بیچ میں پڑ جائیں گے۔ اس وجہ سے بہت کوشش کی کہ قیس کو اپنا طرفدار بنا لیں۔ جب اس میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ قیس کو برا نہ کہو وہ در پردہ ہمارا حامی ہے۔ اس کے خطوط ہمارے پاس آتے رہتے ہیں۔ تم دیکھتے نہیں کہ اس نے اہل خرتبا کے ساتھ نہ کوئی سختی کی نہ اُن کے عطیے رد کیے۔ یہ خبر محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر بن ابی طالب وغیرہ نے شام سے حضرت علی کو لکھ بھیجی۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں اور عبداللہ بن جعفر کو بلا کر یہ بات سنائی اور کہا کہ میرا گمان قیس کی طرف ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگرچہ نہ ہو لیکن پھر بھی اس شک کی حالت میں ان کو معزول کر دینا چاہیے۔

اسی درمیان میں قیس کا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے مصر کی بیعت اور خرتبا والوں کی کیفیت لکھی تھی اور یہ بھی ظاہر کر دیا تھا کہ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ قیس کے اس فعل سے طرفداری کا شبہ ہوتا ہے لہٰذا حکم دیجیے کہ ان کے ساتھ جنگ کریں۔ حضرت علی نے یہی لکھا

Marfat.com

ہر قیس نے جواب دیا کہ اہل خرتبا کی تعداد دس ہزار ہے جن میں سے زیادہ تر
بان واشراف مصر ہیں۔ میں نے جس طریقہ پر ان کو رکھ چھوڑا ہے یہی مناسب ہے،
ل کی صورت میں ایک فتنۂ عام برپا ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک تو خود وہ لوگ
نیستان کے شیر ہیں دوسرے معاویہ ان کی امداد کریں گے۔

حضرت علی نے یہ عذر قبول نہیں کیا اور قیس کو معزول کرکے محمد بن ابوبکر کو جوان
ربیب تھے ولایت مصر کا فرمان بھیجا۔ انہوں نے جاکر اہل خرتبا کو لکھا کہ تم لوگ
کرو ورنہ مصر سے نکل جاؤ۔ وہ مقابلہ کے لئے تیار ہوئے اسی اثنا میں جنگ
فین شروع ہو گئی۔ جس کے نتیجہ کے انتظار میں دونوں فریق خاموش بیٹھے رہے۔

اہل خرتبا کو جب صفین سے حضرت علی کی واپسی اور تحکیم کا حال معلوم ہوا
وہ مقابلہ کے لئے نکل آئے۔ اور محمد بن ابوبکر کو شکست پر شکست دینے لگے۔
رت علی نے اشتر کو جو والئ جزیرہ تھے مصر کی ولایت پر روانہ کیا۔ لیکن راستہ
ں قلزم میں پہنچ کر وہ انتقال کر گئے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ کے
رہ سے شہر قلزم کے مقدم نے شربت میں زہر پلا دیا تھا۔ لیکن یہ الزام بھی
ہی بے ثبوت ہے جیسا امام حسنؓ کو ان کی بیوی جعدہ سے زہر دلوانے کا

امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کا امیر مقرر کرکے چھ ہزار فوج کے
ساتھ روانہ کیا۔ اور اہل خرتبا کو لکھا کہ دل میں ہراس نہ لانا میں امداد بھیجتا ہوں۔
عمرو بن عاص نے پہنچ کر محمد بن ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ مصر سے چلے جاؤ۔

Marfat.com

ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ہاتھ سے تم کو کوئی صدمہ پہنچے ۔ لیکن وہ فوج لے کر مقابلہ میں آئے اور مارے گئے۔

داخلہ عمرو بن عاص بار دوم

عمرو بن عاص پورے بارہ سال کے بعد ۳۸ھ میں پھر اپنے آباد کردہ شہر فسطاط میں داخل ہوئے۔ مصریوں کو جو شورشوں اور جنگوں کی وجہ سے مصیبت میں تھے خوشی اور طمانیت حاصل ہو گئی۔

عمرو بن عاص نے مفاسد کی اصلاح کی۔ اور سارے انتظامات از سر نو درست کئے۔ فوجوں کو مرتب کر کے شریک بن سمی کی قیادت میں بربر کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ انہوں نے ان کو مغلوب کیا اور مصالحت کر کے چلے آئے۔ بربر نے پھر عہد شکنی کی۔ عمرو بن عاص نے عقبہ بن نافع کو بھیجا۔ انہوں نے جا کر شکست دی پھر زواره کی طرف بڑھے اور فتح کر کے اس وقت واپس آئے جب عمرو بن عاص سکرات موت میں تھے۔

بنی امیہ

سنہ ۴۱ھ سے سنہ ۱۳۲ھ تک

عمرو بن عاص نے سنہ ۴۳ھ میں عید الفطر کی شب کو فسطاط میں وفات پائی تمام مصر میں ان کا ماتم ہوا۔

بعض یورپین مورخوں نے اسکندریہ کے کتب خانے جلانے کا الزام ان کے اوپر لگایا ہے۔ لیکن جس وقت یہ معاملہ بحث پر آیا تو خود یورپ کے محقق مورخوں مثلاً گبن۔ بٹلر۔ سدیو اور گستاؤ لیبان وغیرہ نے اس الزام کو غلط قرار دیا۔ اور اس کے تسلیم کرنے سے قطعی انکار کیا۔ کیونکہ یہ کتب خانہ قیصر جولیس کے زمانہ میں سنہ ۴۸ء میں جل چکا تھا۔ پھر کتابیں جمع کی گئیں وہ اسقف توفیل کے حکم سے سنہ ۳۹۱ء میں جلا دی گئیں۔ اسلامی فتح کے وقت اس کا وجود ہی ثابت نہیں ہے۔ مولانا شبلی مرحوم نے بھی اس الزام کی مدلل تردید کی ہے۔

Marfat.com

عمرو بن عاص کی جگہ پر امیر معاویہ نے ان کے بیٹے عبد اللہ کو مقرر کیا۔ پھر
بعض مصلحتوں کی بنا پر اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا۔
سلکھ میں وہ انتقال کر گئے۔ ان کی جگہ عقبہ بن عامر کو ملی جن میں ہر قسم کے فضائل
تھے مگر سیاست اور تدبیر نہ تھی۔ اس وجہ سے چند مہینوں کے بعد معزول ہوئے
ان کے بعد مسلمہ بن مخلد کو ولایت کا فرمان ملا۔ مسجدوں میں منارے
سب سے پہلے انہوں نے ہی بنوائے۔

سنہ۵۳ھ میں رومیوں نے بحری فوج مقام برلس میں اتار دی۔ مسلمہ
مدافعت کی اس جنگ میں عمرو بن عاص کے غلام وردان جو نامور مجاہد تھے بہت
مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گئے

سنہ۶۰ھ میں امیر معاویہ نے وفات پائی اور یزید خلیفہ ہوا۔ اس نے
عقبہ بن نافع کو افریقہ کا امیر حرب مقرر کیا اور مسلمہ کو بدستور مصر کا والی رہنے دیا
انہوں نے اہل مصر سے یزید کی خلافت کی بیعت لی۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے
انکار کیا۔ مسلمہ نے کہا کہ جماعت کا ساتھ اگر چھوڑو گے تو گھر میں آگ لگا دوں گا
اس لئے راضی ہو گئے۔

۲۵ رجب سنہ۶۴ھ میں جب مکہ میں عبد اللہ بن زبیر خلیفہ ہو گئے تو انہوں
نے سعید کو برطرف کر کے اپنے خاص معتمد عبد الرحمان بن عتبہ کو بھیجا۔ اس نے
مصر پہنچ کر ان کی خلافت کی بیعت لی اور بنی امیہ کے حامیوں کو وہاں سے

Marfat.com

نکال دیا۔

مرج راہط کی جنگ کے بعد جس میں بنی امیہ نے فتح پائی تھی مروان اپنی فوجیں لیے ہوئے مصر کی طرف گیا۔ عبدالرحمان نے نفدیہ میں شکست کھائی اور چلا گیا۔

مروان وہاں دو مہینے رہا۔ اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو والی بنا کر واپسی کا ارادہ کیا۔ اس نوعمر لڑکے نے کہا کہ میں اس ملک میں اکیلا کس طرح رہوں گا جہاں نہ میرا کوئی بھائی ہے نہ عزیز۔ مروان نے کہا کہ سلوک اور احسان کرو گے تو سب تمہارے بھائی ہو جائیں گے۔ چلتے وقت اس کو تقوے۔ عدل نماز باجماعت اور عہد کی پابندی۔ عجلت سے احتراز اور عقلاء کی مشاورت کی وصیتیں کر کے رخصت ہوا۔

۶۵ھ میں مروان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کے حکم سے عبدالعزیز نے فسطاط کا بڑا پل بنوایا اور جامع عمرو بن عاص کی جو منہدم ہو گئی تھی مرمت کی۔ اب تک قبطی کاہنوں پر سرکاری لگان نہ تھا اس نے ان سے بھی وصول کرنا شروع کیا۔

عبدالعزیز بیس سال تک مصر کا والی رہا۔ سخی۔ حلیم۔ دانشمند اور خوش خلق تھا۔ سب لوگ اس سے خوش رہے۔ ۸۵ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ پر عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا۔

Marfat.com

اسی سال عبدالملک بھی گزر گیا- اور ولید خلیفہ ہوا- اس نے عبداللہ کو برقرار
رکھا-

مصر کا دفتر اب تک قبطی زبان اور قبطیوں کے ہاتھ میں تھا- سرد فتر
جس کا نام اثناسیؔ تھا اعتماد کے کافی وجوہ نہ تھے- اس لئے عبداللہ نے حمص
ایک کاتب ابن یربوع فزاری سے سارا دفتر عربی میں منتقل کرا دیا- جو آج تک
چلا جاتا ہے-

۸۶ھ میں عبداللہ دمشق میں چلا آیا- اس کا قائم مقام ..... عبدالرحمٰن
بن عمرو تھا- جس کے زمانہ میں اہل مصر شدید اور ابرے قحط کی مصیبت میں مبتلا
رہے-

۹۰ھ میں قرۃ بن شریک والی ہوا- یہ نہایت سخت گیر تھا اور مصریوں
کے اعتقادات و معابد کی تحقیر کیا کرتا تھا- جس کی وجہ سے وہ آزردہ رہتے تھے-
۹۶ھ میں فسطاط میں انتقال کر گیا- اس کی جگہ پر عبدالملک بن رفاعہ
آیا-

اسی سنہ میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان بن عبدالملک خلیفہ
ہوا- اس کے حکم سے ابن رفاعہ نے مقام روضہ میں مقیاس النیل بنوایا- اس زمانہ
میں خراج مصر پر اسامہ بن یزید تھا جو نہایت ظالم تھا- اس نے رہبانوں کے
ہر وارد و صادر پر دس دینار محصول لگا رکھا تھا-

Marfat.com

بیان کیا گیا ہے کہ ایک تنگ دست عورت اپنے بیٹے کو ساتھ لئے ہوئے دریا سے گزرنا چاہتی تھی اس کے لئے ایک دینار درکار تھا جو اس وقت تک نہیں مل سکتا تھا جب تک کہ دونوں کے دس دس دینار ادا کر دیئے جائیں اس نے کسی نہ کسی طرح یہ رقم ادا کی اور دونوں کشتی میں بیٹھے۔ وسط دریا میں لڑکا پانی میں [illegible] ایک طرف جھکا تھا کہ اس کو مگر سب کی آنکھوں کے سامنے [illegible] کھینچ لے گیا۔ وہ مصیبت زدہ عورت روتی ہوئی کنارے پہنچی۔ وہاں اس سے دوبارہ [illegible] لیا گیا جو اس کے پاس نہ تھا کیونکہ وہ لڑکے کی جیب میں [illegible] گیا۔ ہر چند اس نے گریہ و زاری کی اور [illegible] مسافروں نے بھی کہا۔ لیکن اس وقت تک نہیں چھوڑی گئی جب تک کہ [illegible] دس دینار ادا کر دیئے۔

صالح کی ان سختیوں سے لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے کہ اسی درمیان میں سلیمان بن عبدالملک کا انتقال ہو گیا اور عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر آ گئے۔ انہوں نے فوراً ایوب بن شرحبیل کو مصر کا امیر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ صالح کے گلے میں طوق۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں [illegible] کر میرے پاس بھیج دو۔ اس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ [illegible]

ایوب نہایت متقی۔ عادل اور رحم دل [illegible] مصری سپہ سالار حیان بن شریح کے مزاج میں سختی تھی۔ وہ ان لوگوں سے بھی جزیہ طلب کرتا تھا جو مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے اس کو تنبیہ کا فرمان بھیجا۔ پھر کوڑے بھی لگوائے۔

سنہ۱۰۱ھ میں یزید بن عبد الملک کی خلافت شروع ہوئی۔ اس نے کچھ دنوں
ہی کو بحال رکھا۔ پھر اس کی جگہ بشر بن صفوان کو مقرر کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد
کو افریقیہ کی طرف بھیج دیا اور حنظلہ بن صفوان کو امارت بخشی اس نے خلیفہ مذکور کے
سے باقی ماندہ بتوں اور مورتوں کو توڑ دیا۔

سنہ۱۰۴ھ میں حنظلہ کے بجائے خلیفہ کا بھائی محمد بن عبد الملک آیا۔
میں جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے محمد مذکور کو واپس بلا لیا اور محمد بن یوسف کو امار
دی۔ اس کے عہد میں سنہ ۔۔ھ میں قبطیوں نے بغاوت کی جس کی وجہ سے اسے استعفیٰ
دینا پڑا۔ اس کی جگہ حفص بن ولید امیر ہوا۔ لیکن ایک سال بھی نہ رہنے پایا تھا
عبد الملک بن رفاعہ دوبارہ اپنی امارت کا فرمان خلافت سے لے کر پہنچا۔ اور اسی سا
مر گیا۔ اس کی جگہ اس کے بھائی ولید بن رفاعہ کو ملی۔ اس نے ۹ سال تک
نہایت خوبی کے ساتھ کام کیا اور سنہ ۔۔ھ میں گزر گیا۔ اس وقت عبد الرحمن بن
خالد فہمی والی ہوا۔ دوسرے سال وہ بھی انتقال کر گیا۔ اب دوبارہ حنظلہ بن صفو
آیا۔ اور چھ سال تک رہا۔ اس کے ظلم سے لوگ تنگ تھے۔ خلیفہ سے بھی شکایت
اس نے پھر اس کو افریقیہ بھیج دیا اور حفص بن ولید کو جو پہلے ہی امیر رہ چکا تھا والی بنا د

سنہ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید کی خلافت کا آغاز ہوا۔ اس نے حفص کو برطرف
کر کے عیسیٰ بن عطار کو مقرر کیا۔ مگر اس کی بد تدبیری کی وجہ سے ملک میں ابتری پھیلی اس
سے حفص سہ بارہ امیر ہوا۔

Marfat.com

سنہ ۱۲۷ھ میں جب بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان تخت پر آیا تو اس نے حفص کے بجائے عثان بن یحیٰ کو بھیجا۔ اہل مصر راضی نہیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم کو حفص کے بدلہ میں کسی امیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر خلیفہ مجبور کرے گا تو ہم اس کی بیعت توڑ دیں گے۔ اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ دوسرے سال خلیفہ نے حوثرہ بن سہل کو والی بنا کر بھیجا۔ مصریوں نے چاہا کہ اس کو روکیں مگر اس کے ساتھ فوج زیادہ تھی۔ سنہ ۱۳۱ھ میں حوثرہ کی جگہ مغیرہ بن عبداللہ آیا۔ چند مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ بھی معزول کر دیا گیا۔ اور عبدالملک بن موسیٰ جو حضرموت کا متعین تھا کل مصر کا والی قرار پایا۔

مصر میں بنی امیہ کا سب سے آخری نائب یہی تھا۔ کیونکہ اس کے بعد کوفہ میں عباسی خلافت قائم ہو گئی۔ اور بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان بھاگ کر مصر آیا جس کے تعاقب میں صالح بن علی فوجیں لئے ہوئے پہنچا اور مقام بوصیر میں گرفتار کر کے ۲۷ رجادی الثانی سنہ ۱۳۲ھ کو قتل کر ڈالا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

دولتِ عباسیہ اولیٰ

۱۳۲ھ سے ۲۵۶ھ تک

اوّلین خلیفہ عباسی سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو جس نے مروان کو قتل کیا تھا مصر کی ولایت دی۔ اس نے مصریوں سے بیعت لی اور بنی امیہ کے حامیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا۔ اسی سال دربارِ خلافت سے اس کے پاس فلسطین کی امارت کا فرمان پہنچا۔ وہ ابوعون بن عبدالملک بن یزید جرجانی کو اپنی جگہ پر مصر میں چھوڑ کر فلسطین کو چلا گیا۔

۱۳۶ھ میں سفاح کا انتقال ہو گیا اور ابوجعفر منصور خلیفہ ہوا اس کے حکم سے ابوعون نے وہ نہر جو عمرو بن عاص نے نکالی تھی بند کر دی۔ منصور چونکہ نہایت متلوّن طبع تھا اس وجہ سے ذرا سے وہم پر بھی والیوں کو نکال دیتا تھا چنانچہ پہلے سات سال میں یکے بعد دیگرے چھ والیوں کو مقرر اور معزول کیا۔ ۱۴۳ھ میں یزید بن حاتم مہلبی کو بھیجا۔ یہ آٹھ سال مصر کا امیر رہا۔ اس کے عہد میں مصر میں مخفی طور پر لوگ اہلِ بیت

Marfat.com

با امامت کی بیعت کرنے لگے۔ منصور نے ذی حجہ ۱۴۵ھ میں ابراہیم بن عبداللہ نفس زکیہ کے بھائی کا جنہوں نے بصرہ میں خروج کیا تھا سر کٹوا کر مصر بھیجا خضر نے اس کو منبروں پر رکھ کر لوگوں کو بغاوت کا نتیجہ دکھلایا۔

اس سال میں بنی حسن کے خروج کی وجہ سے حجاز میں اضطراب تھا اس وجہ سے یزید نے مصریوں کو حج میں آنے سے روک دیا۔ ۱۴۸ھ میں سب سے پہلے آئی برقہ کو مصر کے ساتھ ملحق کیا۔

۱۵۲ھ میں یزید نے وفات پائی۔ جس کے بعد منصور نے پے بہ پے بعد دیگرے والیوں کا عزل و نصب شروع کیا۔ اس وجہ سے مصر میں کوئی پائیدار انتظام نہ ہوسکا اور دن بدن حالت خراب ہوتی گئی۔ کیونکہ جو والی آتا وہ یقین کے ساتھ آتا کہ بہت جلد معزول کر دیا جائے گا۔ اس لئے مصالح ملکی کی بہ نسبت اپنے ذاتی مصالح کا زیادہ خیال رکھتا۔ انتظامی ابتری کی وجہ سے رعایا زیادہ خستہ حال ہوگئی اور پیداوار کی کمی اور حکام کی سختی کی وجہ سے بہت سے باشندے ہجرت کر گئے

۱۵۸ھ میں منصور کے بعد مہدی خلیفہ ہوا اس کے عہد میں بھی یہی صورت قائم رہی۔ بلکہ ایک ایک سال میں دو دو اور تین تین والی بدلتے رہتے۔ جس سے ملکی نظام ایسا درہم برہم ہوگیا کہ چوری۔ رہزنی اور بد امنی عام ہوگئی۔ اس وجہ سے ذی حجہ ۱۶۲ھ میں اس نے ابو صالح یحییٰ بن داؤد کو جو نہایت مہیب اور رعب دار شخص تھا مصر کی ولایت پر بھیجا۔ اس کی سخت گیری کی وجہ سے امن قائم ہوا۔ اس نے

Marfat.com

اعلان کرا دیا تھا کہ کوئی شخص رات کو نہ اپنے مکان کا دروازہ بند رکھے نہ دُکان کا۔ جو مال چوری جائے گا وہ میں ادا کروں گا۔

دو سال کے بعد وہ بھی الگ کر دیا گیا اور سوارہ تمیمی آیا۔ دوسرے سال صالح بن علی کا بیٹا ابراہیم بھیجا گیا۔ اس کے زمانہ میں وحیہ بن مصعب جو بقایائے بنی اُمیہ میں سے تھا بالائے مصر میں اپنی خلافت کا دعوےٰ لے کر کھڑا ہوا۔ ابراہیم نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارے سواحلی علاقہ پر قابض ہو گیا۔ مہدی کو جب یہ اطلاع پہنچی تو اس نے نہایت تحقیر کے ساتھ ابراہیم کو نالائق قرار دے کر برطرف کیا۔ اور موسیٰ بن مصعب کو بھیجا اُس نے آتے ہی اراضی کی لگان دوگنی کر دی۔ اور دوکانوں اور مویشیوں پر بھی محصول لگا دیا۔ اس سے اہل مصر اس کے خلاف ہو گئے اور جس وقت وہ ان کو لے کر وحیہ کے مقابل میں گیا اس وقت اس کو موت کے مُنہ میں تنہا چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

وحیہ کی شوکت اب بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ امراء اس کے مقابلہ میں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ آخر میں ۱۶۹ھ میں فضل بن صالح نے آکر اس کو شکست دی۔ اور اس کا سر کاٹ کر مہدی کے پاس بھیجا۔

اسی سال مہدی گذر گیا اور ہادی تخت پر آیا۔ اس نے فضل کو واپس بلا کر علی بن سلیمان کو امارت پر بھیجا۔ دوسرے سال ہادی کے بعد ہارون رشید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن سلیمان کو بدستور رہنے دیا۔

Marfat.com

ابن سلیمان نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سختی سے کام لیا۔ نصاریٰ
فسطاط اور جیزہ میں بعض جدید کنیسے جو تیار کئے تھے ان کو گرانے کا حکم دیا۔ انہوں نے
اس ہزار دینار پیش کئے کہ باز رہے لیکن نہیں قبول کیا۔ اس کے عدل کی وجہ سے
ہر طرف خوشحالی ہوگئی۔ اہل مصر نے چاہا کہ اسی کو پھر خلیفہ بنالیں۔ یہ خبر سن کر ہارون نے
۱۷۱ھ میں اس کو معزول کر دیا۔ اور موسیٰ بن عیسیٰ علوی کو امارت کا فرمان دیکر
بھیجا۔ اس نے عیسائیوں سے رشوت لے کر کنیسوں کی تعمیر کی پھر اجازت دے دی۔

ہارون نے ۱۷۶ھ میں مصر کی ولایت جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کی۔ اس
کی طرف سے عمران بن مہران کو بھیجا جو نہایت حقیر صورت تھا جس وقت مصر میں پہنچا
موسیٰ کے دربار میں صف پائیں جا کر بیٹھ گیا۔ جب خلق اٹھ گئی تو موسیٰ نے اس سے
پوچھا کہ کوئی کام ہے؟ بولا کہ ہاں اور وہ فرمان اس کے ہاتھ میں دے دیا اس نے
جب پڑھا تو کہا کہ امیر عمران بن مہران کب تشریف لائیں گے۔ جواب دیا کہ وہ میں
ہی ہوں۔ موسیٰ نے کہا اللہ کی لعنت کم بخت فرعون پر جو اسی مصر کی سلطنت پر
خدائی کا دعوےٰ رکھتا تھا۔

ابن مہران نے عدل و تقویٰ کے ساتھ امارت کی۔ اس کے زمانہ میں مصر کی
ساقدر وصولی بھی بیباق ہوتی رہی۔ یہ ان تمام تحفوں اور ہدیوں کو بھی جو لوگ دیتے
مہران کی لگان میں مجرا کر دیتا تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ صرف امیر خراج تھا۔ ولایت مصر مسلمہ بن یحییٰ

Marfat.com

کے ہاتھ میں تھی جس کی معزولی کے بعد محمد بن زہیر آیا۔ وہ ایک سال بھی نہ رہنے پایا تھا کہ داؤد بن یزید مقرر ہوا۔ وہ بھی الگ کیا گیا اور دوبارہ موسیٰ بن عیسیٰ بھیجا گیا۔ چند مہینے بعد کے بعد ابراہیم بن صالح کو امارت کا فرمان ملا جو مہدی کے زمانہ میں والی رہ چکا تھا۔ پھر ولایت عبداللہ بن مسیب کے سپرد کی گئی۔ اس نے محصول میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ رعایا ادا نہ کرسکی۔ اور حوف کے باشندے مقابلہ کر بیٹھے جن میں بہت سے سرکاری آدمی مارے گئے۔ خلیفہ نے ہرثمہ بن اعین کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اس نے یہ بغاوت فرو کی۔

اسی طرح سلسلہ وار ولاۃ تبدیل ہوتے رہے اور انتظام کوئی مستقل صورت اختیار نہ کرسکا جس کی وجہ سے فساد بڑھا، اور خوں ریزی ہونے لگی۔ خاص کر اہل حوف سے تو بلا فوجی قوت کے خراج کی وصولی نہیں ہوتی تھی

ہارون کے آخری زمانہ میں خصیب بن عبدالحمید امیر خراج تھا جس کے نام سے قصبہ منیہ خصیب آباد ہے۔ یہ ایک عاقل شخص تھا نہ کہ سعدی[1] کے بیان کے مطابق

[1] شیخ سعدی نے گلستاں میں لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے قسم کھائی تھی کہ حکومت مصر جس کے گھمنڈ پر فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا میں اپنے ادنیٰ ترین غلام کو دوں گا۔ چنانچہ ایک حبشی خصیب نامی کو وہاں کا حاکم بنا کر بھیجا جس کی عقل کا یہ حال تھا کہ اہل مصر نے اس سے درخواست کی کہ کثرت باراں سے ہماری روئی کی فصل ماری گئی۔ اس لئے خراج معاف کیا جائے۔ اس نے جواب دیا تم نے روئی کی بجائے پشم کی کاشت کیوں نہ کی۔

Marfat.com

ہارون کی وفات کے بعد جب امین اور مامون میں نزاع برپا ہوئی اس وقت مصر میں سری بن الحکم۔ مامون کی حمایت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۹۶ھ میں خلع امین اور خلافت مامون کی بیعت لی۔ مامون نے خلیفہ ہونے کے بعد اسی کو وہاں کا والی کر دیا۔

۲۰۵ھ میں سری نے فسطاط میں وفات پائی۔ اسی سال اور اسی مقام میں امام شافعی نے بھی جو وہاں سکونت گزیں ہو گئے تھے انتقال کیا۔

سری کے بعد مصری فوج نے اس کے بیٹے محمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی مرکز خلافت سے دور ہونے کی وجہ سے مصری وہاں کے احکام کی زیادہ پروا بھی نہیں کرتے تھے۔ اور ملک میں اس قدر ابتری تھی کہ کوئی نظام درست نہ تھا۔ اسی درمیان میں اسکندریہ پر اہل اسپین آکر قابض ہو گئے۔ پانچ سال کے بعد مامون نے عبداللہ بن طاہر کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے محمد کو شکست دی اہل اسپین کو نکالا اور تمام ملک میں امن وامان قائم کیا۔

۲۱۳ھ میں مامون نے اس کو واپس بلا لیا۔ اور مصر و شام کی ولایت اپنے بھائی معتصم کو دی۔ اس نے عمیر بن ولید کو اپنا نائب بنا کر مصر میں بھیجدیا۔ اہل حوف نے مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کی جگہ عیسٰی جلودی مقرر ہوا۔ اس نے بھی شکست کھائی۔ اس وجہ سے معتصم خود چار ہزار ترکوں کی فوج لے کر آیا۔ حوف کے رئیسوں کو جو بغاوت کے بانی تھے قتل کیا اور عیسٰی جلودی کو برطرف کر کے عیسٰی بن منصور کو

Marfat.com

مقرر کیا۔ اس کے پاس ایک ترکی فوج چھوڑ کر جس کا امیر افشین حیدر بن کاؤس تھا خود شام کی طرف چلا گیا۔ اہل حوف پھر مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور سلسلہ دار جنگ جاری رہی جس سے ملک کا سارا نظام ابتر ہو گیا۔ اس وجہ سے ۲۱۷ھ میں مامون رومیوں کی جنگ سے واپس ہوتے ہوئے خود مصر میں آیا۔ اس نے تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ والی مصر عیسیٰ بن منصور کو ان خرابیوں کا ذمہ دار قرار دے کر برطرف کیا اور کیدر صفدی کو معتصم کے نائب کی حیثیت سے والی بنایا۔ اسی نے مقیاس روضہ کی مرمت کرائی اور وہاں خلیفہ کے حکم سے ایک جامع بنوائی۔

۲۱۸ھ میں مامون کے بعد معتصم[1] خلیفہ ہوا۔ اس کے آٹھ سال کے عہد میں پانچ والی مصر میں تبدیل ہوئے۔ آخری ابو جعفر اشناس تھا معتصم کے بعد واثق کے عہد میں اشناس مر گیا۔ اس کی جگہ علی بن یحییٰ ارمنی آیا۔ اور وہ بھی معزول ہوا۔ اور عیسیٰ بن منصور کو دوبارہ ولایت کا فرمان دیا گیا۔

---

[1] معتصم کو مورخین نے مثمن کا لقب دیا ہے۔ کیونکہ آٹھ کا عدد اس کے مقسوم میں آیا ہے وہ آٹھواں عباسی خلیفہ ہے اس کی ولادت شعبان میں ہوئی جو قمری سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ ۲۱۸ھ میں خلیفہ ہوا جبکہ اس کی عمر ۳۸ سال ۸ مہینے کی تھی۔ ۸ سال ۸ ماہ ۸ روز حکومت کی ۸ لڑائیوں میں شریک ہوا۔ ۱۸ ربیع الاول کو ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۸ بیٹے ۸ بیٹیاں اور ۸ ہزار دینار اور ۸۰ لاکھ درہم چھوڑے

متوکل کے عہد میں ۲۳۴ھ میں جبکہ مصر کا والی حاتم بن ہرثمہ تھا اہل نوبیلنے ج کشتی کی اور کثیر تعداد میں جنگی ہاتھی لے کر آئے۔ حاتم نے گھوڑوں کی گردنوں میں ٹیاں بندھوائیں جس کی آواز سے وہ بھاگ گئے اور تھوڑی دیر میں حبشی شکست گئے۔ رئیس نوبہ نے مصالحت کی درخواست کی جس کے لئے وہ خلیفہ کے پاس بجدیا گیا۔

انتظامی ابتری کی وجہ سے سواحل مصر پر رومیوں کے حملے ہونے لگے متوکل حکم دیا کہ دمیاط۔ فرما اور تنانیس تینوں مقامات پر قلعے تعمیر کئے جائیں تا کہ ان کے لوں سے ملک کی حفاظت ہوسکے۔ ابھی یہ قلعے تعمیر بھی نہیں ہو چکے تھے کہ رومیو تین سو جنگی کشتیوں کے ذریعہ تینوں مقامات پر فوجیں اتار دیں تمام مال و متاع عورتوں بچوں کو لوٹ لے گئے اور مسجدوں میں آگ لگادی۔ والی مصر عنبسہ بن حاق نے جملہ امراء اور افواج کو محفل عید کی شرکت کے لئے فسطاط میں بلا رکھا ا۔ اس وجہ سے ان کا مقابلہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔

متوکل کے بعد منتصر اور نیز مستعین کے عہد میں بھی یزید بن عبد اللہ مصر الی رہا۔ معتز نے ۲۵۳ھ میں اس کو معزول کر کے مزاحم بن خاقان کو بھیجا۔ نے چراگاہوں اور مچھلی کے شکار پر بھی محصول لگا دیا اور مساجد میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا جو شافعیہ کا مذہب ہے بند کرادیا۔ لوگ اس کے خلاف بغاوت کے لئے تیار ہوئے مگر وہ مرگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے احمد کو مصر کی ولایت

Marfat.com

دی گئی لیکن اس نے قبول نہ کی۔ اس لئے ترکی امیر بانکباک کو سپرد کی گئی۔ ا[illegible]
نے اپنے [illegible] سے احمد بن طولون کو امیر الجیش اور احمد بن مدبر کو امیر خراج مقرر
کر کے بھیجا۔

اس زمانہ میں مرکز خلافت کی کمزوری کی وجہ سے مصر میں ایک [illegible]
نے ۔۔ جو ابن صوفی کے نام سے مشہور تھا علم امامت بلند کیا اور اقلیم اسناد پر
قابض ہو گیا۔ ابن طولون نے اس کو شکست دی جس سے وہ الواحات [illegible]
طرف بھاگ گیا۔

Marfat.com

دولتِ طولونیہ

سنہ ۲۵۷ھ سے سنہ ۲۹۲ھ تک

طولون ایک ترکی غلام تھا جس کو نوح بن اسد سامانی نے مامون کے پاس سنہ ۲۰۰ھ میں ہدیۃً بھیجا تھا۔ مامون نے اس کو دانا اور توانا دیکھ کر خدم میں داخل کر لیا اور اپنے ساتھ بغداد لایا۔

سنہ ۲۲۰ھ میں سامرا میں طولون کا بیٹا پیدا ہوا اس نے قرآن حفظ کیا اور علوم و آداب کی تکمیل کی۔ جب اس کا سن بیس سال کو پہنچا اور اس کا باپ گزر گیا اس وقت یہ امیر باکباک کی فوج میں داخل کر دیا گیا۔ سنہ ۲۵۴ھ میں جب امیر مذکور کو مصر کی ولایت ملی تو اس نے احمد بن طولون کی لیاقت اور استقلال دیکھ کر اپنی طرف سے اس کو وہاں کی فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور اپنے خاص کاتب احمد بن وسطی کو ساتھ کر دیا۔ خراج پر احمد بن مدبر کو مقرر کیا۔

ابن طولون متقی اور انصاف دوست تھا اور ابن مدبر ظالم اور بے تدبیر نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں عداوت ہو گئی اور ایک دوسرے کے خلاف بساطِ سیاست پر

Marfat.com

شطرنج بازی کرنے لگے۔ اسی درمیان میں ۲۵۸ھ میں مہتدی سریر خلافت پر آگیا اور اس نے بانکباک کو قتل کرکے مصر کی امارت امیر اماجور کو دیدی جس کی لڑکی ابن طولون کے نکاح میں تھی اس نے ابن طولون کو مصر کے سارے اختیارات سپرد کردیئے ابن طولون نے چاہا کہ ابن مدبر کو برطرف کردے۔ لیکن اس کا بھا دربار خلافت میں وزیر خزانہ تھا اس لئے صبر کیا۔

ابن مدبر نے دیکھا کہ اب وہ اپنے حریف کا مقابلہ نہیں کرسکتا اس وجہ اپنا تبادلہ ملک شام میں کرالیا۔ اور ابن طولون کے ساتھ رابطہ مؤدت پیدا کرنے کے لئے اپنی بیٹی اس کے بیٹے خمارویہ کے ساتھ بیاہ دی اور جو کچھ ملکیت مصر میں رکھتا تھا۔ اس کو ہبہ کرکے شام میں چلا گیا شقیر خادم بھی جو اس کا دست راست اور ابن طولون کا مخالف تھا مرگیا۔

حکومت مصر

اب ابن طولون کے لئے راستہ صاف تھا۔ ملک مصر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور چاہا کہ ان تمام ناروا محاصل کو موقوف کردے جو رعایا پر لگائے گئے ہیں۔ اپنے خراج ابن دسومہ کو بلاکر اپنا خیال ظاہر کیا۔ وہ ایک طماع اور دنیادار شخص تھا اس نے حساب لگاکر بتلایا کہ اس سے سالانہ ایک لاکھ دینار کا خسارہ ہوگا۔ اور نشیب و فراز سمجھاکر باز رکھنے کی کوشش کی۔ ابن طولون نے کہا کہ اچھا سوچوں گا

رات کو اپنے ایک متوفی طرسوسی دوست کو جو بڑا متقی تھا خواب میں دیکھا کہ وہ آیا ہے اور کہتا ہے کہ جو رائے تم کو دی گئی وہ صحیح نہیں ہے۔ اگر تم اللہ کے خوف سے اس ناجائز آمدنی کو چھوڑ دو گے تو وہ اس کے عوض میں تم کو بڑے بڑے خزانے دیدیگا۔

صبح کو بیدار ہوتے ہی اس نے فوراً ان محاصل کے انعام کے احکام نافذ کر دیئے۔ ابن دسومہ پھر پہنچا اور سمجھانے لگا۔ ابن طولون نے رات کا خواب اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ تعجب ہے کہ ایک مردہ کے قول پر آپ عمل کرتے ہیں اور ایک زندہ ناصح کی بات نہیں سنتے۔ بولا کہ اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔

دفینۂ غیبی

ایسا اتفاق کہ دوسرے دن وہ اپنے خدام کے ساتھ صحرا میں نکلا ان میں سے کسی کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں گھس گیا تو اندر تہ خانہ تھا جس میں سے اس قدر خزانہ برآمد ہوا کہ جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کی خبر تمام عالم اسلامی میں پھیل گئی۔ ابن طولون نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ رقم کس مصرف میں لگائی جائے اس نے لکھا کہ وجوہ خیر میں۔ چنانچہ ایک حصہ غربا اور فقرا میں تقسیم کرایا۔ بقیہ سے ایک قلعہ اور ایک مارستان بنوایا۔ اور راستوں کی مرمت کی۔

فسطاط میں یہ مارستان مصر کا سب سے پہلا شفاخانہ تھا۔ اس کے ساتھ اطبا کے لئے مکانات بھی تھے۔ بہت سی دکانیں بھی تعمیر کرائی گئیں تاکہ ان کے کرایہ سے

Marfat.com

صرفہ چلے۔ نیز نخاس کی ساری آمدنی اس پر وقف کی گئی۔ ابن طولون اکثر خود اطباء اوران کے معالجات کو دیکھنے اور مریضوں کی عیادت کو یہاں آیا کرتا تھا۔ ایک بار کسی مجنون نے اس پر ایسا حملہ کیا کہ ہلاکت سے بال بال بچا۔ لیکن پھر بھی آنا ترک نہ کیا۔

روضہ کا مقیاس خراب ہوگیا تھا۔ دس ہزار دینار لگا کر اس کو اچھی طرح کردیا۔ ملک میں متعدد پل بنوائے۔ اسکندریہ کی نہر جس میں ریت اٹ گیا تھا صاف کرائی اوراس میں جا بجا حوض اور سقائے بنوائے۔ اور منارہ کو بھی از سر نو تعمیر کرایا۔

۲۵۸ھ میں امیر اماجور نے وفات پائی۔ اس وقت سے یہ مصر کا خود مختار حکمراں ہوگیا۔ اہل مصر اس کے حسن انتظام اور پسندیدہ اخلاق سے بہت خوش تھے۔

جامع طولونی

خود مختاری کے بعد اپنی قوت بڑھانی شروع کی۔ فوج کی تعداد اس قدر ہوگئی کہ فسطاط میں گنجائش نہ رہی۔ اس وجہ سے اسی کے متصل ایک جدا چھاؤنی قطائع کے نام سے آباد کی۔ جبل مقطم پر تنور فرعون کے قریب یشکر نامی ایک ٹیکرا تھا جس کی بابت مشہور تھا کہ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے آیا کرتے تھے۔ اسی کو جامع مسجد کے لئے پسند کیا۔ بنیاد کھودتے وقت وہاں بھی ایک دفینہ ملا جو اس سے بھی زیادہ تھا جو صحرا میں ملا تھا۔

دو سال کی کوشش سے ۲۶۳ھ میں یہ جامع تیار ہوئی جس کے آثار اب تک

Marfat.com

تی ہیں۔ افتتاح کے دن امراء اور ارکان دولت کے علاوہ علماء اور فقہا بھی
بُرے گئے۔ مگر وہ اس وقت تک مسجد میں داخل نہیں ہوئے جب تک کہ ان کو
یقین نہ دلایا گیا کہ اس میں اس خزانہ کی ایک پائی بھی صرف نہیں کی گئی جو انفاقاً ملا
ہے اور جو مسلمانوں کی کمائی کا نہیں ہے۔
اسی جامع میں علامہ محمد بن ربیع نے حدیث کا درس شروع کیا۔ ابن طولون
اور اس کے بیٹے بھی معمولی طلباء کی طرح آکر شریک ہوتے تھے۔

واقعۂ عمری

ابن صوفی علوی جس کی بابت ہم لکھ چکے ہیں کہ الواحات کی طرف بھاگ گیا
تھا پھر وہاں سے ایک فوج لے کر اشمونین کی طرف آیا۔ ابن طولون نے مدافعت
کے لئے لشکر بھیجا۔ لیکن اس سے پہلے ابو عبدالرحمن نے جو حضرت عمرؓ کی اولاد میں
سے تھے ایک جماعت کے ساتھ اس کو وہاں سے مار کر بھگا دیا۔ اس نے اصوان میں
جا کر لوٹ مار شروع کی۔ ابن طولون نے اس طرف فوج بھیجی جس کے خوف سے وہ قلزم
کی طرف آیا اور بھاگ کر مکہ پہنچا۔ والی مکہ نے گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ ابن طولون نے
کچھ دنوں قید رکھا پھر چھوڑ دیا۔ وہ مدینہ چلا آیا اور وہیں مر گیا۔
ادھر عمری کی جمعیت بڑھ گئی اور کثرت سے لوگ ان کے تابع ہو گئے۔ ابن
طولون نے شبہ بیگی کی ماتحتی میں لشکر بھیجا۔ عمری نے اس سے کہا کہ غالباً ابن طولون کو

میرا حال معلوم نہیں ہوا۔ میں بغاوت یا فساد کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ نہ مجھ سے کسی مسلمان یا ذمی کو اذیت پہونچی ہے۔ میرا مقصد صرف اہل نوبیا کے ساتھ جہاد ہے جو مسلمانوں پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ لہذا امیر کو تم میرا حال لکھ دو۔ اگر وہ تم کو واپس بلالے تو چلے جانا۔ ورنہ پھر معذور سمجھے جاؤ گے۔ اس نے یہ منظور نہ کیا اور جنگ کی آخر کار شکست کھائی۔ جب لوگوں نے ابن طولون سے یہ حقیقت بیان کی تو وہ شعبہ بیگی پر بہت برہم ہوا اور کہا کہ مجھے کیوں نہ لکھا۔ تمہارے اسی عناد کی وجہ سے عمری نے فتح پائی۔

اسی درمیان میں عمری کے دو غلام ان کا سر لئے ہوئے آئے۔ ابن طولون نے پوچھا کہ تم نے اپنے آقا کو کیوں قتل کر ڈالا۔ بولے کہ آپ کی خوشنودی کے لئے اس نے کہا کہ اس جرم کے ارتکاب پر تم قتل کے مستحق ہو۔ چنانچہ ان سے قصاص لیا اور سر کو غسل دے کر احترام کے ساتھ دفن کرایا۔

اس واقعہ کے دوسرے سال محمد بن فاراب فرغنی اہل برقہ کو ساتھ لے کر باغی ہو گیا۔ ابن طولون نے اپنے غلام لولو کی ماتحتی میں فوج بھیجی جس نے اس کی بغاوت فرو کی۔

موفق کی عداوت

اس زمانہ میں معتمد خلیفہ تھا اور اس کا بھائی موفق سپہ سالار جو یاد

Marfat.com

سفید کا مالک تھا۔ اس کے پاس خبریں پہنچیں کہ ابن طولون نے شاہانہ شان وشوکت پیدا کرلی ہے۔ موفق نے اس کو معزولی کی دھمکی دی۔ ابن طولون کی طرف سے بھی جواب سخت گیا۔ اس نے موسیٰ بن بغا کی سرکردگی میں فوج روانہ کی۔ ابن طولون مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔ اور ایک قلعہ بنانا شروع کیا جس میں علاوہ عملہ اور مزدوروں کے تمام فوج اور امراء اور خود بھی دن رات کام کرتا تھا۔

بغدادی فوج مقام رقعہ میں پہنچ کر رسد کی کمی سے رک گئی۔ دس مہینہ تک وہیں پڑی رہی اور آخر کار وظائف نہ ملنے کی وجہ سے واپس چلی گئی۔ جس دن یہ خبر مصر میں پہنچی اسی دن ابن طولون نے قلعہ کی تعمیر بند کردی۔ جس کو جو کچھ پیشگی دیدیا تھا سب معاف کردیا۔ اور اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے بلا جنگ نجات دیدی بہت کچھ صدقہ اور خیرات تقسیم کیا۔

شام کی ولایت

سواحل شام پر رومیوں کے سلسلہ وار حملے ہوتے تھے۔ خلیفہ کے پاس مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ اس نے مجبوراً ۲۶۳ھ میں ابن طولون کو طرسوس کی ولایت کا فرمان بھیج کر ان کے مقابلہ کے لئے مامور فرمایا۔ اس نے جا کر سرحد کو محفوظ کیا۔ اور سارے ملک شام پر قابض ہو گیا۔ اب اس کی سلطنت برقہ سے ساحل فرات تک پہنچ گئی۔ اور خلیفہ عباسی کے پاس صرف عراق۔ جزیرہ اور اہواز تین صوبے رہ گئے۔

Marfat.com

موفق اس زمانہ میں حبشیوں کی جنگ میں مصروف تھا۔ ابن طولون نے موقع کو غنیمت سمجھ کر جہاں تک ہوسکا اپنی قوت بڑھائی۔ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ خلیفہ موفق کے استبداد سے تنگ ہے اس لیے تحفے دہدیئے بھیج کر درخواست کی کہ آپ مصر میں آجلیئے۔ وہ سامرا سے روانہ بھی ہوا لیکن موفق کو خبر لگ گئی اور اس نے روک لیا۔

اب موفق ابن طولون کے اور زیادہ خلاف ہوگیا۔ اور خلیفہ سے اس پر لعنت بھیجنے کا حکم لکھوایا۔ اس نے بادلِ ناخواستہ لکھا۔ کیونکہ وہ ابن طولون کا طرفدار تھا۔

عبّاس کی بغاوت

ابن طولون جس وقت شام کی طرف گیا تھا۔ مصر میں اپنے بیٹے عبّاس کو اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ عباس بغاوت کی تیاری میں ہے خزانہ کی کل رقم جو بیس لاکھ دینار تھی اپنے قبضہ میں کرلی ہے۔ مزید برآں تین لاکھ دینار قرض بھی لیے ہیں اور جنگ کے ارادہ سے برقہ میں جاکر فوجیں مرتب کررہا ہے ابن طولون نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ جب وہ راہ پر نہ آیا تو فوج بھیجی وہ اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے افریقہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں اغالبہ اور ان کے عمّال سے لڑائیاں کیں۔ آخر میں ہزیمتیں اٹھا کر اور مال و متاع اور فوج

کو تباہ کر کے برقہ میں آیا۔ وہاں کے والی نے گرفتار کر کے بھیج دیا۔ ابن طولون نے اس کے مشیروں کو سخت سزائیں دیں اور اس کو سو کوڑے لگوائے۔ مگر رقت اور شفقت سے آنسو خود اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ پھر قید کر دیا۔

وفات

۲۰ ذیقعدہ شب یکشنبہ کو ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون نے وفات پائی شجاعت اور عدل میں مشہور تھا۔ نہایت متواضع اور مردم شناس، علم دوست اور فیاض تھا۔ دستر خوان عام تھا۔ شکریہ اور نذر کے علاوہ روزانہ صدقے اور خیرات دیتا اور ہر ہفتہ میں تین ہزار دینار بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں کو تقسیم کراتا۔ ایک بار متولی صدقات ابراہیم نے کہا کہ بعض وقت ارباب استحقاق کا پہچاننا بہت دشوار ہوتا ہے کیونکہ برقعہ کے نیچے سے حنائی ہاتھ نکلتے ہیں جن کی کلائیوں میں زرکش آستینیں اور مرصع کنگن اور انگلیوں میں طلائی انگوٹھیاں ہوتی ہیں۔ ابن طولون نے جواب دیا کہ جو ہاتھ پھیلائے اس کو دو۔

حافظ قرآن اور خوش آواز تھا۔ تلاوت بڑے ذوق سے کرتا تھا، ۱۷ بیٹے اور ۱۳ بیٹیاں چھوڑیں۔

خمارویہ

ابن طولون کے بعد اس کا بیٹا خمارویہ تخت نشین ہوا۔ سب لوگوں نے بیعت

Marfat.com

کی مگر دمشق کے والی نے انکار کیا۔ مصری فوجوں نے جاکر اس کو شکست دی وہ شیرز کی طرف بھاگ گیا۔

خمارویہ نے سب سے پہلے اسکندریہ کے بطریرق کو قید خانہ سے رہا کیا جس کو ابن طولون نے ایک موعودہ رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے محبوس کیا تھا۔ اس کی وجہ سے مصری عیسائی اس سے بہت خوش ہو گئے۔

خلیفہ کے ساتھ اس کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ تخت پر آتے ہی اس کے لئے بیس خچر اشرفیوں سے لدے ہوئے۔ دس غلام۔ دو صندوق زیور۔ ۱۷ راس اسپ مع طلائی ساز۔ ۷ ۳ شتر جن کے جھول زربفت کے تھے۔ سواری کے پانچ خچر اور ایک زرافہ بیس سواروں کے ساتھ جن کی قبائیں ریشمی اور کمریں مرصع بجواہر تھیں بھیجا۔

مزید تقریب کے لئے اپنی بیٹی قطر الندیٰ خلیفہ معتضد کے ساتھ بیاہ دی اس کو جہیز میں اس قدر ساز و سامان دیا جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اس کے بیٹھنے کے لئے سونے کا ایک تخت بنوایا تھا جس کے چاروں گوشوں پر مرصع ستون تھے۔ ان پر جالی دار طلائی قبہ تھا۔ جس کے ہر ہر حلقہ میں ایک ایک بڑا موتی سونے کے تار میں لٹکتا تھا۔ جوڑوں کی قیمت کا اندازہ کچھ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک ہزار ازار بند ایسے دیئے تھے جن کا صرفہ ۱۲ ہزار دینار تھا۔ رخصتی کے وقت مصر سے بغداد تک ہر ہر منزل پر اپنے محل کے مشابہ ایک قصر تعمیر کرا کے آلات و فروش وغیرہ سے

Marfat.com

راستہ کرا دیا تھا۔ عروس کو نرم رفتار سے لاتے تھے اور قصر میں اتار دیتے تھے۔ اس طرح مصر سے بغداد تک گویا وہ برابر اپنے باپ ہی کے گھر میں قیام کرتی چلی آئی۔ آغاز محرم ۲۸۲ھ میں بڑی شان کے ساتھ بغداد میں اس کا داخلہ ہوا۔

خمارویہ کو درختوں اور جانوروں کا بڑا شوق تھا۔ اس نے قصر شاہی کو بڑھا کر ایک بڑا میدان اس کے اندر داخل کر لیا۔ جس میں قسم قسم کے درختوں کے تختے۔ رنگ برنگ کے پھولوں کے چمن لگائے اور طرح طرح کے خوشنما اور خوش آواز پرند مگا کر ان میں رکھے۔

اسی طرح ایک بڑے احاطہ میں ہر قسم کے جنگلی جانور خاص کر درندے فراہم کئے۔ شیروں اور چیتوں سے اس کو ایسی دلچسپی تھی کہ دربار میں بھی ہمیشہ اپنے سامنے بندھوائے رکھتا تھا۔ ان میں سے بعض بعض اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ کھلے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے گھومتے تھے۔

محل کی دیواروں کو لاجورد محلول اور طلا اور مختلف قسم کی چوبیں تصویروں سے آراستہ کیا تھا اور اپنے سونے کے لئے ایک حوض بنوایا تھا جس میں پارہ بھر دیا تھا اس کے دونوں کناروں پر ریشم کی ڈوریاں چاندی کے کڑوں میں بندھی ہوئی تھیں جن کے اوپر چرمی گدا ہوا سے بھر کر ڈال دیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس کو کم خوابی کی شکایت تھی۔ طبیب نے تبلایا کہ چپی سے نیند آجائیگی۔ اس نے کہا کہ میری طبیعت گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی بدن پر ہاتھ رکھے۔ اس وجہ سے

Marfat.com

یہ صورت اختیار کی۔ کیونکہ پارہ برابر حرکت میں رہتا تھا جس سے نیند آجاتی تھی۔

خمارویہ ۲۸۲ھ میں مقتول ہوا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کے ایک خادم اور محل کی کسی کنیز میں اس قسم کے تعلقات کا انکشاف ہوا۔ جس سے یہ ان پر سخت برہم۔ انہوں نے اپنی جان کے خوف سے سازش کر کے رات کو سوتے میں ذبح کر ڈالا۔

جیش بن خمارویہ

خمارویہ کے بعد اس کے بیٹے ابوالعساکر جیش کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی۔ مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے حاکم شام طغج بن جف نے بیعت سے انکار کیا۔ مصری فوجیں بھی اس کے ہم خیال ہوگئیں۔ اور ہنگامہ برپا کر کے اس کو قتل کر دیا۔ محل بھی لوٹ لیا اور شہر میں آگ لگا دی۔ پھر ہارون کو تخت پر بٹھایا۔

ہارون بن خمارویہ

ہارون کو چونکہ امراء فوج نے بادشاہ بنایا تھا اس لئے وہ اس کو اپنا احسان مند سمجھتے تھے اور اس کے حکموں کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے تھے۔

خلیفہ معتضد نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر شکرکشی کی۔ جب شہر امید میں پہونچا تو وہاں کے عامل محمد بن احمد نے اطاعت قبول کر لی۔ ہارون کو خطرہ

Marfat.com

اس نے خلیفہ کو لکھا کہ میں فرمانبردار ہوں اور ولایت طرسوس بطور نذر پیش کرتا ہوں معتضد نے خوشی سے قبول کیا۔ اور طرسوس کو قبضہ میں لایا۔ پھر قنسرین اور عواصم بھی اس سے نکال لیا اور اس کی ولایت شام اور مصر پر محدود کر دی۔ وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سالانہ چار لاکھ دینار خزانہ خلافت میں بھیجا کرے۔

معتضد کے بعد مکتفی خلیفہ ہوا۔ اس نے سنہ ۲۹۲ھ میں محمد بن سلیمان کے ساتھ ایک فوج بھیجی کہ شام و مصر پر قبضہ کر لے۔ محمد نے جا کر شام پر تسلط قائم کیا۔ پھر مصر کی طرف بڑھا۔ یہاں فوجیں متحد نہ تھیں۔ اس وجہ سے ہارون مقابلہ میں ناکام رہا۔ اور ۱۸ صفر سنہ ھ کو وہ قتل کیا گیا۔

اس کے بعد بعض امیروں نے اس کے چچا شیبان بن احمد کو امیر بنایا لیکن عوام نے بیعت نہیں کی۔ اب مصر طولونی قبضہ سے جو ۳۸ سال ۷ ماہ اور ۲۰ یوم رہا نکل کر پھر عباسی خلافت کے ماتحت آ گیا۔

❖ ❖ ❖

Marfat.com

دولت عبّاسیہ ثانیہ

۲۹۲ھ سے ۳۲۳ھ تک

مکتفی نے عیسیٰ نوشری کو مصر کا امیر بنایا۔ تین سال کے بعد مقتدر خلیفہ ہوا۔ اس نے بھی عیسیٰ مذکور کو اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ ۲۹۷ھ میں عیسیٰ نے انتقال کیا اس کی جگہ پر تکین خزری مقرر ہوا۔ اس کے زمانہ میں عبید اللہ فاطمی مہدی کی طرف سے حباسہ بن یوسف نے آکر برقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ لئے ہوئے محرم ۳۰۲ھ میں اسکندریہ کی طرف بڑھا تکین کی امداد کے لئے بغداد سے فوجیں گئیں۔ سخت ہولناک جنگ ہوئی۔ جس میں فریقین کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ آخر کار حباسہ کامیاب نہ ہو سکا اور واپس چلا گیا۔

خلیفہ بغداد نے اس کے بعد تکین کی جگہ پر زکا روی کو مقرر کیا۔ اس کے عہد میں ماہ صفر ۳۰۷ھ میں فاطمی خلیفہ نے ابو القاسم کی ماتحتی میں ایک لشکر گراں۔ زکا اس اثنا میں مر گیا۔ اس لئے مقابلہ پر تکین خزری مامور ہوا۔ بغداد سے تین لاکھ فو

Marfat.com

لے کر مونس خادم بھی پہنچ گیا تھا۔ مقام الفیوم اور اسکندریہ میں سخت لڑائیاں ہوئیں اور ابوالقاسم بھی بے نیل مرام پلٹ گیا۔

دوسرے سال تکین نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا محمد بلا حکم خلافت والی بن بیٹھا۔

مقتدر کی وفات کے بعد ۳۲۱ھ میں قاہر کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اس نے محمد بن طغج کو مصر کی ولایت دی۔ مگر وہ اس وقت نہ جا سکا۔ اس ... محمد بن کیغلغ بھیجا گیا۔

۳۲۳ھ میں راضی باللہ نے پھر ابن طغج کو فرمان دیا۔ وہ مصر کی طرف آیا۔ احمد نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی اور بھاگ کر خلیفہ فاطمی کے پاس چلا گیا۔ محمد بن طغج نے مصر کی ولایت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے عہد میں فاطمی فوج نے اسکندریہ لے لیا۔

دولت عباسیہ اس وقت ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ ... شام اور ... کے ایک حصہ پر قابض ہو رہے تھے۔ سامانیوں کی ریاستیں خراسان میں مستقل ہو چکی تھیں۔ آل بویہ فارس پر متغلب تھے۔ حمدانی ... اور ... ابن طغج نے بھی مصر میں اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

دولت اخشیدی

۳۲۳ھ سے ۳۵۸ھ تک

ابوبکر محمد بن طغج ملوک فرغانہ کی نسل سے تھا۔ معتصم کے زمانہ میں جب ترکوں کی آمد شروع ہوئی تو ان کی زبانی خلیفہ کو معلوم ہوا۔ کہ ترکستان ایک رئیس جف نامی نہایت قوی اور بہادر ہے۔ معتصم نے اس کو طلب کیا جب وہ پہنچا تو نہایت اکرام کے ساتھ رکھا۔ اور جاگیر عطا کی۔

جف سامرا میں رہا۔ وہیں اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ ۲۴۷ھ میں جب متوکل مارا گیا۔ اس کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طغج بن طولون غلام لولو کے پاس آگیا جو اس وقت جزیرہ میں تھا۔ خمارویہ نے اس کو پسند اپنے حشم کا سرخیل بنایا اور طبریہ کی امارت بخشی۔ ۲۸۱ھ کے قتل ہو جانے کے طغج کو خلیفہ مکتفی نے اپنے پاس بلا لیا۔ اور خلعت و انعام سے سرفراز فر میں داخل کیا۔

اس زمانہ میں عباس بن حسین وزیر تھا طغج کے ساتھ اس کو عداوت ہوگئی
ہنے اس کو معہ اس کے بیٹے محمد کے قید کرا دیا۔ طغج قید خانہ ہی میں مر گیا
محمد کو رہائی ملی جس نے اپنے بھائی عبید اللہ کی مدد سے ۲۹۶ھ میں وزیر
سے اپنے باپ کا بدلہ لیا اور بھاگ کر بادیہ شام میں تکین خزری کے
پہلا گیا۔ وہاں بعض معرکوں میں شہرت حاصل کی۔ ۳۰۶ھ میں قافلہ حجاج
نوں کے حملے سے بچایا۔ خلیفہ مقتدر نے اس پر خوش ہو کر خلعت بھیجا۔

۳۱۶ھ میں تکین سے ناموافقت ہو جانے کے باعث رملہ میں ... یا۔
ر نے جب سنا تو ۳۱۸ھ میں رملہ کی امارت کا فرمان اس کے نام لکھ دیا۔
۳۲۲ھ میں قاہر نے اس کو مصر کی ولایت دی مگر وہ جا نہ سکا۔ دوبارہ ۳۲۳ھ
اضی باللہ نے فرمان بھیجا اس وقت وہاں پہنچا اور امارت پر قبضہ کر کے
جدا اپنے استقلال کا اعلان کر دیا۔ خلیفہ نے بھی مجبوراً اس کے استقلال کو تسلیم
۳۲۷ھ میں اس کو اخشید کا لقب دیا۔ جس کے معنی فرغانی زبان میں شاہنشاہ
یا۔

استقلال کے بعد اس نے شام پر بھی قبضہ کر لیا۔ بغداد ...
ابن رائق نے ۳۲۸ھ میں اس پر فوج کشی کی۔ پہلے شام میں ...
کو شکست دی پھر مصر کی طرف بڑھا فرما میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ بعض امراء نے
بیچ میں پڑ کر اس طرح صلح کرا دی کہ اخشید مصر سے رملہ تک قابض رہے اور دمشق

Marfat.com

سے دست بردار ہو جائے۔ جس کا دس ہزار سالانہ خراج اس کو ملتا ہے۔ دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔

۳۲۹ھ میں راضی نے انتقال کیا اور اس کا بھائی متقی خلیفہ ہوا۔ اس نے بھی اخشید کی امارت کو سابقہ قرارداد کے مطابق بحال رکھا۔ جب ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے امیر الامرائی حاصل کرنے کے خیال سے ابن رائق کو قتل کرڈالا اس وقت اخشید نے پھر دمشق پر قبضہ کر لیا۔

۳۳۳ھ میں ناصر الدولہ کے بھائی سیف الدولہ نے حلب پر چڑھائی کی جو اخشید کے زیر حکومت تھا۔ اخشید نے اپنے غلام کافور کے ساتھ فوج بھیجی مگر سیف الدولہ نے شکست دیدی اور حلب کے بعد حمص پر بھی قبضہ کر لیا اور دمشق کی جانب بڑھا۔ قنسرین میں طرفین نے صف آرائی کی۔ لیکن جنگ میں کوئی ایک دوسرے پر غالب نہ آسکا۔ آخر کار اس بات پر مصالحت ہوئی کہ دمشق تک اخشید کی حکومت رہے اور حمص و حلب وغیرہ پر حمدانی قابض ہوں۔

۳۳۴ھ میں اسال تین ماہ حکومت کرنے کے بعد محمد بن طغج اخشید نے وفات پائی۔ مدبر اور شجاع تھا۔ اور لشکر کا شیدائی۔ کم و بیش چار لاکھ فوج مرتب کی تھی۔

انوجور بن اخشید

اخشید کے بعد اس کا بیٹا انوجور تخت نشین ہوا۔ چونکہ کم سن تھا اس

مات سلطنت غلام کافور کے ہاتھ میں تھے۔ جو نہایت مدبر اور منتظم تھا۔

سیف الدولہ نے اخشید کی موت کی اطلاع پاتے ہی دمشق پر آکر قبضہ کرلیا۔ کافور نے جاکر اس کو نکالا اور بدر اخشیدی کو وہاں کا حاکم مقرر کرکے واپس آیا۔

سنہ ۳۴۴ھ میں شاہ نوبیا نے مصر پر حملہ کیا۔ کافور نے ایسی شکست دی کہ وہ وہاں سے بھاگ کر اسوان پر جاکر دم لیا۔

ذی قعدہ سنہ ۳۴۹ھ میں انوجور نے انتقال کیا۔

علی بن اخشید

انوجور کی جگہ اس کا بھائی علی بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں مصر میں سخت قحط پڑا۔ اور اندرونی نزاعات کی وجہ سے فوجی طاقت گھٹ گئی۔ سنہ ۳۵۵ھ میں وہ مرگیا۔

کافور اخشیدی

یہ ایک حبشی غلام تھا جس کو اخشید نے سنہ ۳۱۲ھ میں کسی مصری رئیس سے خریدا تھا۔ چونکہ بعض معرکوں میں اس نے شہرت حاصل کی اس وجہ سے اخشید کی اولاد کا اتالیق ہوگیا۔ علی کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پر امانت کی بیعت ہوئی۔ خلیفہ مطیع کا عہد تھا انہوں نے بھی تسلیم کرلیا۔ اس کی عظمت و شان اس قدر بڑھ گئی

کہ مصر کے علاوہ حجاز اور شام میں خطبوں میں اس کا نام بھی خلیفہ کے نام کے ساتھ لیا جانے لگا۔

دو سال ۴ ماہ حکومت کرنے کے بعد ۲ جمادی الاول ۳۵۷ھ میں گذر گیا اس کی کنیت ابو المسک تھی اور چہرہ سخت شکیں۔ غالباً یہ مصرعہ کسی فارسی شاعر نے اسی کے نام کی مناسبت سے موزوں کیا ہے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

لیکن باوجود حبشی ہونے کے نہایت رعب دار تھا اور اہلِ علم و صلاح کی توقیر کرتا تھا۔

ابو جعفر مسلم بن عبداللہ بن طاہر علوی کا بیان ہے کہ ایک بار کافور کے ساتھ ہم چند آدمی سوار ہو کر سیر کو نکلے۔ راستہ میں کوڑا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ میں نے فوراً اتر کر اٹھا لیا اور اس کو دے دیا۔ کہنے لگا۔ "اللہ اکبر" اس رتبہ پر پہونچنے کی مجھے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ میں تو ایک زرخرید غلام ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

واپسی کے بعد جب میں گھر آیا تو اس نے شکریہ میں اپنے غلاموں کے ہاتھ میرے پاس گھوڑے اور خچر مال و متاع سے لدے ہوئے بھیجے جن کی قیمت پندرہ ہزار دینار سے کم نہ تھی۔

مصر میں کسی واعظ نے اپنے وعظ میں کہا کہ دینار کی خواری دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

ہے کیسے لوگوں کو اس کا مالک بنا رکھا ہے۔ بغداد میں معزالدولہ دیلمی ہے۔ وہ
ول اور مصر میں کافور اخشیدی ہے وہ خصی۔ یہ بات کافور تک پہنچی۔ ہنسا اور
کہ اس واعظ سے میں ایک بار سختی سے پیش آیا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے ایسا
۔ پھر بلا کر اس کو ایک رقم دیدی۔ اس کے بعد میں وہ اپنے وعظ میں کہا کرتا تھا
ام کی اولاد میں سے صرف تین شخص کامل نکلے۔ لقمان حکیم۔ حضرت بلال مؤذن
ل اللہ ؐ۔ اور کافور اخشیدی خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ۔

سیف الدولہ والی موصل کا مداح خاص عرب کا مشہور شاعر متنبی
نے میں اس کے دربار سے خفا ہو کر کافور ہی کے دربار میں چلا آیا تھا۔ اور اس
مدح نیز ہجو میں متعدد قصیدے لکھے جو اس کے دیوان میں ہیں۔

حسن بن علی

کافور کے بعد اخشید کا پوتا احمد امیر بنایا گیا جس کا سن صرف اا سال
تھا۔ شامیوں نے اس کی امارت تسلیم نہیں کی اور حسن اخشیدی کے ہاتھ پر
بیعت کی۔ قرامطہ کا اس زمانہ میں زور تھا انہوں نے حسن کو شکست دے کر
شام پر قبضہ کر لیا۔ حسن اپنی فوجیں لے کر بھاگا ہوا مصر آیا کہ احمد سے امارت
چھین لے۔ یہ باہمی خلفشار دیکھ کر بعض ارکین دولت نے خلیفہ فاطمی معزالدین اللہ
کو قبضۂ مصر کی دعوت دی جو اسی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے

غلام جوہر صقلی کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس نے ۳۵۸ھ میں آکر بلا مقابلہ مصر کو لے لیا۔

* * *

Marfat.com

دولت فاطمیہ

سنہ ۳۵۸ھ سے سنہ ۵۶۷ھ تک

سنہ ۲۶۹ھ سے شمالی مغربی افریقہ میں فاطمی دعوت کا آغاز ہوا۔ اور فاس کے متصل کتامہ میں ابو محمد عبید اللہ نے اپنی مہدویت کا اعلان کیا جس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ امام جعفر صادق کے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہے۔ اور فاطمی علوی ہونے کی وجہ سے امامت کا اصلی حقدار ہے۔ رفتہ رفتہ اس نے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سنہ ۲۹۶ھ میں قیروان (مرکز افریقہ) کو بھی فتح کر لیا۔ سنہ ۲۹۵ھ میں جب اس کی قوت بڑھ گئی اس نے اپنی خلافت کا اعلان[1] کر دیا۔

---

[1] فاطمیہ کا یہ اعلان اور عباسیہ کی کمزوری دیکھ کر عبدالرحمٰن ناصر امیر اندلس نے بھی جو سنہ ۳۱۶ھ میں تخت نشین ہوا۔ اپنی خلافت کا دعویٰ کر دیا جس سے دنیائے اسلام میں تین خلافتیں ہو گئیں

(باقی صفحہ ۱۲۴ پر)

Marfat.com

مہدی کی نگاہیں مصر کے زرخیز خطہ پر لگی ہوئی تھیں جس کو وہ اپنا مرکز بنانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو لینے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اس وجہ سے قیروان کے متصل مہدیہ آباد کر کے فتح مصر تک اسی کو اپنا عارضی دارالخلافہ قرار دیا۔ ۳۰۱ھ کے آخر میں حباسہ کی قیادت میں مصر پر فوج بھیجی۔ لیکن امیر مصر تکین خزری نے جس کی امداد کے لئے خلیفہ بغداد نے فوجیں بھیجی تھیں اس کو شکست دیدی۔ ۳۰۷ھ میں پھر ابوالقاسم کی ماتحتی میں لشکر بھیجا۔ مگر وہ بھی شکست کھا کر واپس آگیا۔

۳۲۲ھ میں عبیداللہ مہدی نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد قائم بامراللہ خلیفہ ہوا۔ یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مصر کا آرزومند تھا۔ اسی سال بغداد میں راضی باللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی جس نے محمد بن طغج کو مصر کا والی بنا کر بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر احمد کیغلغ کو نکال دیا۔ وہ بھاگ کر قائم بامراللہ کے پاس پہنچا اور فتح مصر کے لئے اس کو آمادہ کیا۔ اس نے ایک لشکر گراں بھیجا۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۱۲۳)

جو ایک دوسرے کی حریف تھیں اور وہ اسلامی خلافت جس سے سارے عالم کا نظام قائم ہوتا ان قریشی خاندانوں کی دنیاوی منافست اور باہمی رقابت میں بازیچہ طفلاں بن گئی جس سے امت کا شیرازہ بکھر گیا۔

Marfat.com

ابن طغج نے ہر چند مدافعت کے لیے عربی حدود پر قلعے اور مورچے بنوائے لیکن فاطمی لشکر نے آکر اسکندریہ کو فتح کر لیا۔

(۱) معز لدین اللہ

۳۵۸ھ سے ۳۶۵ھ تک

۳۵۸ھ میں دولت اخشیدی کے خاتمہ پر قائم بامر اللہ کا بیٹا ابوتمیم معد معز لدین اللہ کے لقب سے مہدیہ میں خلیفہ تھا جو برقہ سے مراقش تک اور مالٹا سارڈینیہ۔ صقلیہ۔ نیز اکثر جزائر بحیرہ متوسط پر قابض ہو چکا تھا۔ اس نے موقع دیکھ کر اپنے غلام جوہر کو جس نے فاس اور سلجماسہ وغیرہ کی فتوحات سے بڑی عظمت حاصل کر لی تھی ایک لاکھ سوار اور بے شمار مال و متاع اور ساز و سامان دے کر فتح مصر کیلئے روانہ کیا۔

مصر اس زمانہ میں سخت قحط میں مبتلا تھا جس میں تقریباً چھ لاکھ آدمی مر گئے تھے اور کوئی طاقت بھی وہاں موجود نہ تھی۔ علاوہ بریں بہت سے امرائے مصر فاطمی قبضہ کے خواہاں تھے اس لیے کوئی مدافعت نہیں ہوئی اور جوہر آکر قابض ہو گیا ۱۲ شعبان ۳۵۸ھ کو امراء وزراء، علماء و قضاۃ نے فسطاط کے دروازہ پر اس کا استقبال کیا جمعہ کے دن اس نے جامع عمرو بن عاص میں فاطمی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ عباسی سیاہ شعار کو اٹھا کر فاطمی سفید شعار مقرر کیا۔

[1] عباسیوں کا شعار سیاہ تھا۔ فاطمیوں کا سفید۔ اور بنی امیہ کا سبز۔

Marfat.com

اور اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" پکارنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد بغداد کے نقشہ پر قاہرہ[1] کی داغ بیل ڈالی۔ وسط میں خلیفہ کے لیئے وہ عظیم الشان قصر بنوائے اور جامع ازہر[2] تعمیر کرائی۔

---

[1] اس شہر کی تاسیس کے دن جوہر نے نجومی کو ایک بلند مقام پر کھڑا کیا اور داغ بیل پر ہر طرف رسیاں بندھوا کر ان میں گھنٹیاں لٹکا دیں۔ تاکہ جب وہ نیک ساعت آئے جو نجومی نے تجویز کی ہے اس وقت وہ رسی ہلا دے اور بنیادیں ڈال دی جائیں۔ اتفاق سے رسی میں اڑتا ہوا کوئی کوا الجھ گیا اور گھنٹیاں بج گئیں جس سے بنیادیں ڈال دی گئیں۔ نجومی یہ دیکھ کر چلایا کہ القاہر۔ القاہر یعنی مریخ ستارہ سامنے ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اسی نام سے یہ شہر مشہور ہو گیا۔

[2] اس جامع میں علوم و فنون کا درس بھی شروع ہوا۔ عزیز کے عہد میں اس میں علمی کتابوں کا بھی ایک ذخیرہ جمع کیا گیا۔ اس مدرسے نے زمانہ مابعد میں بہت ترقی کی۔ اور اسلامی علوم اور عربی زبان کی گراں قدر خدمت انجام دی۔ سلاطین اور امراء نے اس پر بڑے بڑے اوقاف کئے آج تک یہ جامع قائم ہے اور دنیا کی سب سے قدیم اور غالباً سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ آج طلباء کی تعداد کم و بیش پندرہ بیس ہزار رہتی ہے جس میں ہر ملک اور ہر قوم کے مسلمان ہوتے ہیں۔ اساتذہ پانچ اور چھ سو کے درمیان ہیں جن میں سے کسی کی تنخواہ چھ گنی مصری سے کم نہیں۔ اور شیخ کی تنخواہ اس قدر ہے کہ کسی ملک کے وزیر اعظم کی بھی نہ ہوگی۔

Marfat.com

جب مصر پر تسلط ہو گیا تو جعفر بن فلاح کتامی کو فوج دے کر شام کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں قبضہ کر کے سب سے فاطمی خلافت کی بیعت لی۔ جو لوگ مخالف تھے ان کو گرفتار کر کے مصر بھیجدیا۔

ان فتوحات کے بعد جوہر نے معز کو مصر میں آنے کی دعوت دی۔ وہ ۵ ربیع صفر ۳۶۲ھ میں مہدیہ سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں قیام و شکار و سیر و تفریح کرتا ہوا ۲۴ شعبان کو اسکندریہ میں داخل ہوا۔ جہاں جملہ طبقات کے لوگ اس کے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ مجمع کے سامنے ایک طویل تقریر کی جس میں یہ کہا کہ مصر کے قبضہ سے زیادتی مال یا توسیع ملک ہم کو مقصود نہیں ہے بلکہ اقامت حق اور جہاد فی سبیل اللہ نظر ہے۔

معز اسکندریہ سے جیزہ میں آیا جہاں جوہر نے مع فوج کے سلامی ادا کی۔ ۵ رمضان کو قاہرہ میں داخل ہوا۔ اور قصر کبیر میں ایک عام جشن کیا جس میں لوگوں نے جمع ہو کر خوشی منائی۔ اور اس کو مبارکباد دی۔ اس وقت سے قاہرہ کو دار الخلافہ قرار دیا۔

قصر کبیر کا ایک حصہ گورستان کے لئے مخصوص کر کے اس میں اپنے آباء واجداد کو دفن کرایا جن کی نعشوں کے تابوت اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کے بعد سے خاندان خلافت کے جملہ اموات اسی میں دفن ہوتے رہے اور یہ قبرستان تربت زعفران کے نام سے مشہور رہا۔

Marfat.com

مصر میں سب سے پہلا مقدمہ جو اس کے سامنے پیش ہوا یہ تھا کہ کافور اخ
کی بیوی نے ایک یہودی پر دعوے کیا کہ میں نے موتی کی ایک قبا جو سونے کے
سے بنی ہوئی تھی اس کے پاس امانت رکھی تھی۔ اب یہ انکار کرتا ہے۔ معز نے حا
تلاشی کا حکم دیا۔ یہودی نے دیگ میں رکھ کر زیر زمین دفن کر دیا تھا۔ س
سپاہیوں نے برآمد کر لی۔ مل جانے کے بعد اس عورت نے وہ قبا بطور نذر کے
کے سامنے پیش کی۔ لیکن اس نے ایک بیوہ کا مال لینا گوارا نہ کیا۔...... اہ
حاضرین نے اس کے اس فعل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔

۳۶۳ھ میں قرامطہ نے حسن بن احمد کی قیادت میں مصر پر چڑھ
کی۔ معز نے ان کو لکھا کہ تم ہماری ہی امامت کی دعوت کو لے کر کھڑے ہوے
اب جب اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو پورا کر دیا۔ اور اہل بیت کو خلافت دید
بجائے حمایت کرنے کے مخالفت پر کیوں آمادہ ہو گئے۔ مگر قرامطہ نے اس
بات نہ سنی اور جنگ کے لیے بڑھے۔ حسن کا خیال یہ تھا کہ اس جدید طاقت کو
نے ابھی تک رسوخ حاصل نہیں کیا ہے نکال کر اپنی بادشاہت قائم
معز ان کی کثرت اور قوت سے سخت متردد ہوا۔ آخر وزیروں نے یہ تدبیر کی
بن جراح عربی رئیس کو جو شام کے ایک حصہ کا امیر تھا اور قرمطیوں کے
ایک قوی جمعیت لے کر آیا تھا ایک لاکھ دینار دے کر توڑ لیا۔ چنانچہ معف
دن اس نے میدان چھوڑ دیا۔ حسن کی فوج یہ دیکھ کر بددل ہو گئی اور شکست

بو محمد ابراہیم ان کے تعاقب میں بھیجا گیا جس نے بہتوں کو قتل کیا اور تقریباً ۳ ہزار کو پکڑ لایا۔ جن کی گردنیں ماری گئیں۔

مصر میں خلافت فاطمیہ کے قیام سے جو توی اور توانا دم تھی عباسی خلفاء کا رتبہ گھٹ گیا۔ اور چونکہ وہ مقابلہ سے عاجز رہے اس وجہ سے اُن کے نسب پر طعن کرنے لگے۔ تاکہ عوام میں ان کو نامقبول بنا دیں۔ علماء و اعیان و سادات کے دستخط سے ایک محضر تیار کرایا کہ یہ فاطمی نہیں ہیں۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ یہ خلافت محض نسب پر نہیں بلکہ طاقت پر قائم ہوئی تھی۔ چنانچہ جس وقت معز قاہرہ میں داخل ہوا اس وقت سر گروہ سادات عبداللہ بن طبا طبا نے اس سے اس کے نسب کی بابت سوال کیا۔ بولا کہ میں اس کا جواب مجلس عام میں دوں گا۔ جب مجلس منعقد ہوئی اور جملہ سادات و اشراف جمع ہوئے اس وقت معز نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہا کہ یہ میرا نسب ہے۔ پھر سب کے آگے اشرفیوں کے توڑے ڈال دیئے اور کہا کہ لو یہ میرا حسب ہے۔ سب یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ ہم خادم اور غلام ہیں۔

معز نے ۱۱ ربیع الثانی یوم جمعہ ۳۶۵ھ کو انتقال کیا۔ وہ ۴۶ سال کی عمر تھی۔ اسی دن اس کے بیٹے نزار بن معد ابو منصور کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ اور اس کا لقب عزیز بن اللہ رکھا گیا۔

---

(۲) عزیز بدین اللہ

۳۶۵ھ سے ۳۸۶ھ تک

اس کی ولادت ۱۴ محرم ۳۴۴ھ کو مہدیہ میں ہوئی تھی۔ ۲۱ سال کی عمر میں خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں فاطمی خلافت کا رقبہ اور بھی وسیع ہوا۔ اور مکہ تک پہنچ گیا۔ اس نے کل فوج امیر جوہر کے ہاتھ میں دیدی اور کل سلطنت یعقوب بن یوسف کے جس کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا اور خود عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

یعقوب منتظم۔ مدبر اور ذی علم تھا۔ اس نے تمام دواوین اور دفاتر بافت عمدہ مرتب کئے اور ملک کا سارا انتظام درست کر دیا۔ علماء و فضلاء کا سرپرست تھا۔ اور علوم و فنون کا مربی۔ فقہ اور قرأت میں کتابیں بھی تصنیف کی تھیں جن کو ہر جمعہ کے دن خود بیٹھ کر سناتا۔ ۳۸۰ھ میں وفات پائی۔ خلافت فاطمی میں سب سے پہلا وزیر یہی تھا۔

۳۶۴ھ میں معز کے عہد میں ہفتگین شرابی نے جو معز الدولہ احمد بن بویہ کا غلام تھا اور بغداد سے شام میں آکر حمص پر قابض تھا دمشق میں جا کر ریان خادم کو جو فاطمیہ کی طرف سے حکمران تھا نکال دیا۔ ۳۶۵ھ میں عزیز نے خلیفہ

Marfat.com

ے کے بعد جوہر کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ مگر ہفتگین نے ... کو ساتھ لیکر

کو شکست دی ... وہ بھاگ کر عسقلان کے قلعہ میں پناہ گیر ہوا اور محصور ہو گیا۔

ں مجبور ہو کر جو کچھ مال و متاع تھا سب ہفتگین کے حوالہ کر کے جان بچا کر مصر

عزیز اب خود فوج لے کر گیا۔ اور سخت جنگوں کے بعد غلبہ حاصل کیا۔ ہفتگین

... ہو گیا۔ عزیز نے اعلان کرایا کہ جو اس کو گرفتار کرائے گا اس کو ایک لاکھ

ار انعام دیا جائے گا۔ ہفتگین اپنے ایک دوست مفرج بن ... کے ہاں ...

... تھا۔ اس نے لالچ میں آکر اطلاع دی اور گرفتار کر کے انعام ... کر لیا۔

... عزیز نے بہادری کی وجہ سے ہفتگین کی قدر دانی کی اور اس کو اپنے

ساتھ مصر لایا۔ اور عزت کے ساتھ رکھا۔ وہیں ۳۷۲ھ میں اس نے وفات پائی۔

یعقوب کے بعد اس نے دو وزیر رکھے ایک عیسائی جس کا نام تھا

... نسطورس۔ دوسرا یہودی جس کو منشیا کہتے تھے۔ ان دونوں نے اپنی اپنی

... کی حمایت شروع کی اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے۔ آخر ... کیا ...

... جس سے معزول کیے گئے۔ عیسیٰ سے تین لاکھ دینار تاوان بھی وصول کیا

۲۸ رمضان ۳۸۶ھ میں عزیز نے وفات پائی۔ ...

... شعر اور ادب سے دلچسپی رکھتا تھا۔ جامع ازہر میں اس کے عہد ...

... کا تقریباً ... ہیں۔

حاکم بامراللہ

سنہ ۳۸۶ھ سے سنہ ۴۱۱ھ تک

عزیز کے بعد اس کا بیٹا ابو علی منصور حاکم بامراللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس کا سن ساڑھے گیارہ سال تھا۔ اس وجہ سے ارجوان خادم مدبر دولت قرار پایا۔ اس نے اکثر صوبوں کی امارتوں پر خدام خاص کو بھیج دیا۔ تین سال کے بعد جب وہ مقتول ہو گیا اس وقت حاکم نے عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس کی عقل میں فتور تھا۔ جو آخر دم تک رہا چنانچہ اس کے اکثر احکام و اعمال سے دماغی خلل صاف ظاہر ہوتا ہے۔

سنہ ۳۹۱ھ میں دن کو کاروبار کرنے کی ممانعت کر دی اور حکم دیا کہ رات کو دکانیں کھلیں لوگ اس کے مطابق عمل کرنے لگے۔ خود راتوں کو سڑکوں اور گلیوں میں گھوم گھوم کر دیکھتا تھا۔ ایک بار دن کو نکلا۔ دیکھا کہ ایک بڈھے نے دکان کھول رکھی ہے۔ باز پرس کی۔ اس نے جواب دیا کہ جب دن کو کاروبار ہوتا تھا تو اس وقت بھی تو بعض لوگ کبھی کبھی ضرورت کے نتیجہ پر راتوں کو جاگتے تھے

Marfat.com

یہ اسی قسم کی دن کی بیداری ہے۔ یہ سن کر مسکرایا اور چلا گیا۔

علم کی اشاعت کے لیے بہت سے مدارس قائم کیے جن کے لیے ... جاگیر
... کے لیے مقرر کیا۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد ان کو قتل کرا دیا اور مدرسے ...
...توں کے متعلق فرمان شائع کیا کہ نہ وہ باہر نکلیں نہ کھڑکیوں سے
جھانکیں نہ حماموں میں جائیں۔ اس میں ایسی سختی کی کہ جب ... ان کو ...
...کنا دروازہ چنوا دیتا اور وہ ... بچوں سمیت اسی ... پر ... کر مر جاتیں
شراب مطلقاً اٹھا دی۔ اور اس کے ظروف تڑوا دیئے۔ ... کے تمام
کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ ... گائے اور بیل کو بجز ... کے ذبح کرنا ...
قرار دیا۔ مچھلی کا شکار روک دیا۔ اور ان پھلوں اور ترکاریوں کی ...
بند کرا دی۔ جو امیر معاویہ یا خلیفہ متوکل عباسی کو پسند تھیں۔ اس ...
...نوں اہل بیت کے دشمن تھے۔ قاہرہ کے دربانوں کو حکم دیا کہ نہ ...
...نے پائے۔ نہ باب القاہرہ سے کوئی آدمی داخل ہو۔

عیسائیوں نے اس کے زمانہ میں بہت عروج پا لیا تھا اور مسلمانوں ...
...نے لگے تھے۔ جب اس کے کان میں اس کی شکایتیں پہنچیں تو ان کے ...
...رئیسوں کو قتل کرا ڈالا۔ اور کنیسے گروا دیئے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کا کنیسہ
قمامہ بھی منہدم کرا دیا۔

بعض مورخوں کا بیان ہے کہ عیسائیوں کے قتل اور کنیسوں کے ...

Marfat.com

سبب یہ تھا کہ اس زمانہ میں رومیوں نے شام پر حملے کر کے مسلمانوں کو تاخت و تاراج کیا تھا اور مسجدیں توڑ ڈالی تھیں۔ اس کے انتقام میں حاکم نے ان کے ہم مذہبوں پر سختیاں کیں۔

۳۹۵ھ میں صحابہ کرام کے نام پر گالیاں لکھوا کر مساجد مقابر اور شوارع عام پر لگوا دیں۔ اور جہاں جہاں سرحدیں تھیں بھیجیں۔ لیکن لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے زود پشیمان ہو کر اس کو بند کیا بلکہ اعلان شائع کیا کہ جو اس کا مرتکب ہوگا اس کو سزا دی جائے گی۔

اس کے زمانہ میں ایک شخص ضرار نامی ظاہر ہوا جس نے ایک جدید شریعت نکالی جس میں نہ نماز تھی نہ روزہ نہ زکوٰۃ۔ حج کے بدلے یمن میں مقام طالب کی زیارت کافی تھی۔ بہن۔ بیٹی۔ ماں وغیرہ کسی کے ساتھ نکاح حرام نہ تھا۔ ضرار کے بعد حمزہ بن احمد نے جس کا لقب ہادی تھا۔ اس کی تبلیغ شروع کی۔ حاکم اس کی نصرت وحمایت کرنے لگا۔ اس کے بعد غیب دانی کا بھی دعویٰ کیا اور کہا موسیٰ کی طرح اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی ہم کلام ہوتا ہے۔ چنانچہ روزانہ صبح کو جبل مقطم پر مناجات کے لئے جاتا تھا۔

اسی زمانہ میں کسی باطنی نے اس کو ایک کتاب لکھ کر دی جس میں یہ تھا کہ روح الٰہی حضرت آدمؑ میں آئی۔ ان سے حضرت علیؓ میں منتقل ہوئی۔ اور اس کا ظہور حاکم میں ہوا۔ اس بنیاد پر اس نے "خدائی" کا دعوے کر دیا۔ اور حکم بھیجا کہ جس وقت خطبہ میں میرا نام لیا جائے سب لوگ سجدہ میں گر جائیں

نیز راستوں اور سڑکوں پر سے گذرتا تو لوگوں سے سجدہ کراتا۔ اپنے لقب حاکم بامر اللہ کو بدل کر حاکم بامرہ کر دیا تھا۔ جہاں کی ایک جماعت نے اس عقیدہ کو تسلیم بھی کر لیا چنانچہ آج بھی دروز کے باشندے اس کی خدائی کے قائل ہیں

اہل مصر ان بے دینیوں کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ اس نے غضبناک ہو کر غلاموں کو حکم دیا کہ شہر میں آگ لگا دیں۔ انہوں نے آتش زنی اور قتل و نہب شروع کیا، باشندوں نے مصاحف لے کر مسجدوں میں پناہ لی اور اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کیا۔ آخر ایک ثلث شہر جل جانے کے بعد تیسرے دن یہ عذاب ان سے رفع ہوا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس نے یہ بھی چاہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش کو مدینہ سے قاہرہ میں منتقل کرائے تاکہ اس کا پایۂ تخت مقبول انام اور زیارت گاہ خاص و عام بن جائے اس کام کے لئے اپنے ایک امیر ابو الفتوح کو مدینہ میں بھیجا۔ اور وہاں سخت مخالفت ہوئی۔ اور اتفاق سے اسی روز ایک خوفناک آندھی بھی آئی جس کو لوگوں نے اسی ناپاک ارادہ کی نحوست قرار دیا۔ اس وجہ سے ابو الفتوح خوفزدہ ہو کر واپس چلا آیا اور حاکم کو اس کے انجام سے ڈرا کر باز رکھا۔

سنہ ۴۱۳ھ میں حجر اسود پر اس کو توڑنے کے لئے جس مصری نے وار کئے تھے وہ بھی اسی کا درباری تھا۔ اس کے کچھ ریزے ٹوٹ کر گر گئے تھے جس کے آثار اب نمایاں ہیں۔

Marfat.com

حاکم کے زمانہ میں ایک شخص ابورکوہ نے جو اپنے آپ کو بنی امیہ میں سے کہتا تھا علم بغاوت بلند کیا۔ اس کے ساتھ بڑی جمعیت ہو گئی جس نے حاکم کی فوجوں کو بار بار شکستیں دیں۔ الفیوم کے ناحیہ پر بھی قبضہ کر لیا آخر میں فضل بن صالح نے سخت لڑائیوں کے بعد اس کو گرفتار کیا۔

فضل پر از راہ قدردانی بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ وہ بیمار ہوا تو آ عیادت کو گیا۔ مگر جب شفا پائی تو قتل کر ڈالا۔

اواخر شوال ۴۱۱ھ میں حاکم مفقود ہو گیا۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ عام بیان یہ ہے کہ اس نے اپنی بہن پر تہمت لگا کر اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے پتہ پاکر پیش قدمی کی اور اپنے غلاموں سے اس کو قتل کرا دیا لیکن صحیح یہ ہے کہ بنی حسن میں سے ایک شخص نے اس کے ملحدانہ خیال دیکھ کر غیرت دینی کے جوش میں جبل مقطم پر جہاں وہ مناجات کے لئے جایا کرتا تھا پہونچ کر اس کو مارا اور وہیں پیوند زمین کر دیا۔

حاکم کی یادگار جامع حاکمی ہے جس کی بنیاد عزیز نے ڈالی تھی مگر تکمیل اس نے کرائی۔ حاکم میں باوجود اس شائبہ جنون کے علمی ذوق بھی تھا۔ چنانچہ اس نے بغداد کے بیت الحکمۃ کے مقابلہ پر اپنے قصر کے متصل دار الحکمۃ کے نام سے ایک عمارت بنوائی تھی جس میں ہر علم وفن کی کتابیں جمع کی تھیں تاکہ لوگ آکر مطالعہ کریں اور جس کتاب کی چاہیں نقل لیں۔ ناقلین کو جملہ سامان کتابت خود دار الحکمۃ سے دیا جاتا تھا۔

Marfat.com

اس عمارت کا ایک حصّہ اہل علم کے مناظرہ کے لئے مخصوص تھا۔ جس میں خود حاکم بھی شریک ہوتا۔ اور جس کی تقریر یا قابلیت اس کو پسند آتی اس کو خلعت و انعام دیتا۔

حاکم کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر تھوڑے دنوں میں نوبت جنگ و جدال تک پہنچنے لگی۔ نیز اہل بدعت اس کو اپنے خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بنانے لگے اس وجہ سے چھٹی صدی ہجری میں افضل بن امیر الجیوش نے اس کو بند کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد ابن بطائحی نے وزارت کے منصب پر پہنچ کر پھر اجازت دیدی۔ سلطان صلاح الدین نے اپنے عہد میں اس کو مدرسہ شافعیہ بنا دیا۔ اس میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔

Marfat.com

(۴) ظاہر لاعزاز دین اللہ

۴۱۱ھ سے ۴۲۷ھ تک

حاکم کے مفقود ہونے کے بعد امرار فوج نے کئی دن تک خلاف معمول جب
کو نہ دیکھا تو پانچویں روز اس کی بہن ست الملوک کے پاس پہنچے اور کیفیت دریافت
کی اس نے جواب دیا کہ خلیفہ کا رقعہ مجھے ملا ہے کہ پرسوں دربار کریں گے۔ یہ سن کر
لوگ واپس آ گئے۔

اس کے بعد ست الملوک نے ابن دواس کے ہاتھ ان لوگوں کے پاس
بڑی بڑی رقمیں پہنچا دیں۔ اور تیسرے دن حاکم کے بیٹے ابو الحسن علی کو جس کی
۱۶ سال تھی شاہی لباس پہنا کر دربار میں بٹھایا۔ ابن دواس نے اس وقت
حاکم کی موت کا اعلان کیا اور ابو الحسن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان امرار نے بھی
جن کے پاس اشرفیوں کے توڑے پہنچ چکے تھے اس کی تقلید کی پھر بیعت عام
ہوئی اور ہر ہر صوبہ میں اعلان بھیج دیا گیا۔ ابو القاسم علی بن احمد وزیر مقرر ہوا۔

ظاہر اگرچہ انصاف دوست تھا لیکن عیش پرست و ضعیف الرائے۔ آخر
... امرار نے اس پر قابو پا لیا۔ سوائے چند مخصوص ارکان دولت کے کوئی
اس سے مل نہیں سکتا تھا۔ استبداد سے مخلوق پر مظالم ہونے لگے۔ اور ملک

میں ابتری پھیل گئی اوپر سے قحط اور وبا کی بلائیں نازل ہوئیں۔ اور گرانی اور قلاشی کی وجہ سے چوری اور رہزنی عام ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا کا ایک حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔

زراعت کی ترقی کے لیے سنہ ۴۱۴ھ میں خلیفہ کی طرف سے منشور عام تمام ملک میں شائع کیا گیا کہ کوئی گائے یا بیل جو کارآمد ہو ذبح نہ کیا جائے۔

اس کے زمانہ میں عیسائیوں پر سے وہ تمام قیود اٹھا دیئے گئے جو حاکم نے لگائے تھے۔ نیز کنیسوں کی تعمیر کی بھی ان کو اجازت دی گئی۔ وسط رمضان سنہ ۴۲۷ھ میں الظاہر نے وفات پائی۔

⁂ ⁂ ⁂

مستنصر باللہ (۵)

۴۲۷ھ سے ۴۸۷ھ تک

ظاہر کے بعد اس کا بیٹا ابو تمیم معد جس کا سن سات سال کا تھا مستنصر باللہ کا لقب دے کر خلیفہ بنایا گیا۔ یہ ایک حبشی کنیز کے شکم سے تھا جس کو ظاہر نے ایک یہودی تاجر ابو سعید سہل بن ہارون تستری سے خرید اتھا۔ بیعت کے بعد اس کی ماں نے اپنے قدیم مالک ابو سعید کو بلا کر مستشار دولت اور سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔

مستنصر کی مدت خلافت جملہ خلفاء اور سلاطین اسلام سے زیادہ رہی یعنی ساٹھ سال۔ اور اس میں حوادث اور انقلابات بھی بہت پیش آئے۔

قیصر روم نے اس زمانہ میں اسلامی حدود پر پیہم حملے کر کے حلب پر قبضہ کر لیا۔ اور شام پر بھی نفوذ جمانے لگا۔ مستنصر نے ۴۲۹ھ میں اس کے ساتھ مصالحت کر لی۔ جس سے وہ حلب چھوڑ کر چلا گیا۔ اور اس دیار میں امن قائم ہوا۔

۴۳۴ھ میں مصر میں ایک شخص سکین نامی نے دعویٰ کیا کہ وہ حاکم

اللہ ہے۔ جو لوگ حاکم میں خدائی قوت مانتے اور اس کی رجعت کے قائل تھے۔ انہوں نے اس کا ساتھ دیا۔ جس کی ایک ظاہری وجہ بھی تھی کہ اس کی شکل حاکم سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اس نے اپنے اعوان و انصار کو لے کر دن دھاڑے قصر خلافت پر دھاوا لیا۔ آخر میں بڑی خوں ریزی کے بعد گرفتار ہوا اور سولی پر چڑھا دیا گیا۔

خلیفہ کی والدہ نے اس درمیان میں وزارت میں تبدیلی کی اور نظام حکومت احمد بن علی عنبری کے ہاتھ میں دی۔ پھر اس سے لے کر صدقہ فلاحی کے سپرد کی جس وہ قتل کیا گیا۔ اور حسین جرجرائی اس کی جگہ پر مقرر ہوا۔ وہ بھی معزول ہو کر نکالا گیا۔

آخر میں قاضی یازوری نے مستنصر کی رضامندی حاصل کی اور وزیر اعظم ہوا۔

معز الدولہ

اسی اثنا میں حلب میں اضطراب رونما ہوا۔ وہاں ۴۳۳ھ میں خلیفہ نے معز الدولہ کو والی بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے استقلال کا دعویٰ کر دیا۔ خلافت سے متعدد فوجیں گئیں لیکن ہزیمت اٹھاتی رہیں۔ معز الدولہ نے مصالحت کے لئے خلیفہ کے پاس اپنی ایک بیوی کو بھیجا۔ جس کے رعب حسن سے اس نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو وہ لکھوانا چاہتا تھا اور حلب کا مستقل فرماں روا اس کو تسلیم کر لیا۔

Marfat.com

افریقہ

مغرب دقیروان کا والی معز بن بادیس وزیر یازوری کی سختیوں سے تنگ آکر فاطمی خلافت سے باغی ہو گیا اور اس نے اپنے صوبہ میں عباسی خطبہ رائج کر دیا۔ قائم بامر اللہ خلیفہ بغداد نے یہ سن کر اس کے پاس امارت کا فرمان اور خلعت بھیجا۔

اس وقت ملک مصر میں دو عربی قبیلے زالج اور بنی رباح باہم برسرپیکار تھے۔ وزیر نے ان دونوں کو متفق کرا کے معز بن بادیس کے مقابلہ میں بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تم فتحیاب ہو جاؤ گے تو برقہ اور طرابلس تم کو دیا جائے گا۔ گو ان قبائل کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ مگر انہوں نے جا کر تیس ہزار قیروانی فوجوں کو شکست دی۔ معز پھر دوسری فوج لایا۔ اور سلسلہ وار چھ سال تک جنگ جاری رہی۔

مستنصر کو امن مل گیا۔ اس نے ۴۴۱ھ میں قاہرہ میں بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ جامع عمرو بن عاص کی مرمت کی اور اس میں جدید منبر اور منارے بنوائے۔

۴۴۲ھ میں خلیفہ معز کی دونوں بیٹیوں رشیدہ اور عبدہ نے انتقال کیا جن کی دولت کا خلفاء فاطمیہ کو مدت سے انتظار تھا۔ ان میں سے پہلی نے

ماکھ دینار کی ثروت اور دوسری نے بھی اس کے قریب دولت چھوڑی مستنصر لیئے غنیمت باردہ تھی۔

شرق

۴۴۸ھ میں شرق سے دو مختلف خبریں مصر میں موصول ہوئیں۔ایک یہ خلیفہ عباسی نے ایک منشور شائع کیا ہے جس میں خلفائے فاطمیہ کے نسب کو یں مانا ہے۔ دوسری یہ کہ امیر یمن علی بن محمد صالحی نے عباسی خطبہ اٹھا کر پنے یہاں فاطمی خطبہ جاری کر دیا۔ مستنصر کو اگر ایک خبر سے رنج ہوا تو دوسری سے خوشی۔ اس لئے خاموش رہا۔

۴۴۶ھ میں مصر میں سخت قحط پڑا۔ اسی کے ساتھ طاعون بھی پھیلا جو تمام بلاد بغداد تک پہنچ گیا۔ ہزار لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے۔ ادھر رومیوں سے جنگ چھڑ گئی۔ اس لئے مصریوں پر نہایت سختی گذر گئی تھی اور کتے تک کھانے کو وہ بھی پانچ پانچ اور دس دس دینار میں میسر ہونے تھے۔ وزیر کی کوششوں سے رفتہ رفتہ دوسرے صوبوں سے رسد آنے لگی جس سے یہ مصیبت کم ہوئی۔

بساسیری

۴۵۰ھ میں خلیفہ عباسی قائم بامر اللہ کے ایک فوجی امیر بساسیری نے

غلبہ اور قوت حاصل کرکے بغداد میں فاطمی خلیفہ کا خطبہ پڑھا۔ اور سیاہ عباسی علم گرا کر سفید فاطمی جھنڈا نصب کیا۔ اسی کی تقلید واسط۔ کوفہ اور دیگر شہروں میں بھی کی گئی۔ خلیفہ عباسی نے بھاگ کر عقیلی امیر قریش بن بدران عقیلی کے پاس پناہ لی۔ اور سلطان طغرل بیگ سلجوقی کو لکھا کہ آکر اس فتنہ کو رفع کرے۔ اس نے پہنچ کر ۲۶ ذیقعدہ ۴۵۱ھ کو بغداد میں پھر عباسی خطبہ جاری کیا۔

بساسیری کی مدد کے لئے مستنصر نے ۵ لاکھ دینار۔ ساز و سامان، ذخائر و اسلحہ مع ایک فوج گراں کے بھیجے تھے۔ لیکن طغرل کی خبر پا کر مزید امداد سے دستکشی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلجوقی فوجوں نے شکست دے کر اس کا سر کاٹ لیا۔ ورنہ سارا مشرق فاطمی خدمت میں آ چکا تھا۔

قضیۂ حلب

حلب میں گو معز الدولہ مستقل رئیس ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا استقلال دیر نہ رہ سکا۔ کیونکہ عربی قبائل متفق ہو کر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے متواتر حملوں سے تنگ آکر اس نے مستنصر کو لکھا کہ حلب عباسیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور مجھے اس کی بجائے کسی ایسی امارت پر بھیجا جائے جو ان عربوں کی دسترس سے باہر ہو۔ مستنصر نے اس کی درخواست منظور کر کے بیروت کی ولایت کا فرمان بھیج دیا۔ اور حلب پر اپنے ایک سپہ سالار مکین الدولہ کو مقرر کیا۔ اس نے وہاں

Marfat.com

زروں سے مصالحت کی اور امن قائم کیا۔ لیکن بنی کلاب کا رئیس محمود مخالف
اس نے مکین الدولہ کو محصور کر لیا۔ مکین الدولہ نے مستنصر سے مدد مانگی اس نے
الدولہ حمدانی کو بھیجا۔ محمود نے اس کو بھی شکست دی اور حلب پر قبضہ کر لیا۔
ستنصر نے یہی مناسب سمجھا کہ محمود کو حلب کا امیر تسلیم کر لے۔ چنانچہ امیر الامراء
باب معہ خلعت و فرمان ولایت کے اس کے پاس بھیج دیا اور ناصر الدولہ کو
ست کی تلافی کے لئے دمشق کا والی کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد برطرف
اس کی جگہ بدر جمالی کو بھیجا۔

ارت

مصر میں وزیر یازوری نے سفارش پر تشدد کیا۔ جس سے ایک شور عام
ہو گیا۔ خلیفہ نے اس کو موقوف کر کے ابو الفرج بابلی کو بلایا۔ دو مہینہ کے بعد
اللہ بن یحییٰ مقرر ہوا۔ پھر سلسلہ وار تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ
ال کے عرصہ میں ۴۵ وزیر بدلے۔ اس سے جماعتیں پیدا ہو گئیں۔
روزانہ خلیفہ کے پاس عمال کی اس قدر شکایتیں موصول ہونے لگیں کہ وہ حیران
یا۔ کاروبار تمام تر معطل ہو گئے۔ کیونکہ امراء کو ان شکایات کی جوابدہی سے
فرائض ادا کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ بہت سے لوگ مناصب چھوڑ
بیٹھے اور ترک وطن کر کے دوسرے ملکوں میں چلے گئے
مزید وضاحت کے لئے اس موقع پر ضرورت ہے کہ خلافت فاطمیہ کی فوجی

کیفیت مختصراً بیان کردی جائے۔

افواج فاطمیہ

جس طرح بنی امیہ کی خالص عربی حکومت سے غیر قومیں بیزار تھیں اور بنی عباس نے موقع دیکھ کر خراسان میں اپنی امامت کی دعوت پھیلائی اور ان کی مدد سے خلافت حاصل کی۔ اسی طرح فاطمیین نے بغداد سے فاصلہ پر افریقہ کو اپنی دعوت کا مرکز قرار دیا۔ اقوام بربر جو جنگ اور عقیدہ دونوں میں سخت تھیں۔ انکی حمایت کے لئے تیار ہوگئیں۔ کیونکہ بغدادی خلافت ان کو ہمیشہ محکوم رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں مغربی افریقہ اور ماورائے بحر کے جملہ ممالک فتح ہوئے تھے جن کی وجہ سے اُن کے حقوق بہت بڑے تھے۔

جب عبید اللہ مہدی وہاں پہنچا اور اس نے عباسیوں کے مقابلہ میں فاطمی خلافت کی دعوت شروع کی تو قبائل بربر خاص کر کتامہ صنہاجہ اور ہوارہ اس انقلاب کے لئے جس میں ان کو اپنا فائدہ نظر آتا تھا اس کی مدد کو آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ ۲۹۷ھ میں جب یہ دولت قائم ہو گئی تو مہدی مذکور نے تمام امراء اور ارکین دولت انہیں میں سے منتخب کئے۔ یہی حال اس کے بیٹے قائم بامراللہ اور پوتوں منصور بنصراللہ اور معزلدین اللہ کے عہد تک رہا۔ بربر نے نہ صرف افریقہ سے عباسی حکومت اٹھادی بلکہ سارے مغربی صوبے اور بحر متوسط کے تمام جزائر فتح کرکے فاطمی

Marfat.com

مقبوضات میں شامل کر دیئے۔ پھر معز کے عہد میں مصر اور شام کو بھی قبضہ میں لے لیا گیا۔

عزیز باللہ نے ۳۶۵ھ میں مصر میں بھی عباسیوں کی طرح ترکوں اور دیلمیوں کی ایک بڑی تعداد کو فوج میں بھرتی کیا۔ اب ان میں اور بربر میں باہمی منافقت شروع ہوئی۔

عزیز کے بعد حاکم خلیفہ ہوا۔ اس کو بھی بربر کی خیر خواہی پر زیادہ اعتماد تھا۔ اسی وجہ سے ابن عمار کتامی کو اپنا مشیر ناصح سمجھ کر حاجب خاص مقرر کیا۔ ترکوں اور دیلمیوں نے جو عزیز کے زمانہ سے محترم تھے اس کو گوارا نہ کیا۔ اور ابن عمار کی تذلیل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اپنے عہدہ سے دست بردار ہو گیا۔ اس کی جگہ ارجوان آیا جس نے محل کے اندر اور باہر سے بربر کو نکال کر ترکوں کو متعین کیا اور صوبوں کی ولایتیں بھی انہی کو دیں۔ یانس خادم کو برقہ۔ میسور خادم کو طرابلس اور یمنا خادم کو غزہ و عسقلان۔

حاکم کے مزاج کو بدلنا کیا مشکل تھا۔ اس کو بھی بربر کا دشمن بنا دیا۔ اس لئے ابن عمار اور بڑے بڑے بربری رئیسوں کو قتل کر ڈالا جس سے ان کی شوکت جاتی رہی۔ اور ترک مسلط ہو گئے۔ ظاہر کے عہد میں بھی یہی حالت رہی۔

جب مستنصر باللہ خلیفہ ہوا تو اس کی ماں نے جو حبشی تھی تمام غلام اپنی ہی قوم کے رکھے۔ اور فوج میں بھی کثرت سے انھیں کو بھرتی کرا لیا۔ اب ترکوں اور ان

Marfat.com

حبشیوں میں عداوت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئیں۔

مستنصر کا دستور تھا کہ قافلۂ حجاج کے ساتھ حج کے لئے نکلتا اور پہلی منزل برکہ عمیرہ میں پہنچ کر رات بھر شراب و کباب کی محفل گرم رکھتا۔ صبح کو اپنے ہمراہیوں سمیت واپس آجاتا تھا ۴۵۴ھ میں اسی مقام پر اس کے حشم میں سے ایک ترک نے مستی کی حالت میں تلوار کھینچ کر ایک حبشی غلام پر جو خلیفہ کے محافظوں میں سے تھا وار کیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس ترک کو قتل کر ڈالا۔ اس پر سارے ترک بگڑ بیٹھے اور جا کر مستنصر سے کہا کہ اگر یہ قتل آپ کے حکم سے ہوا ہے تو ہم مجبور ہیں ورنہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے حکم سے ہوا ہے نہ رضامندی سے۔ یہ سن کر ترک حبشیوں پر ٹوٹ پڑے۔ فریقین میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ آخر میں اس بات پر صلح ہو گئی کہ ملزم ترکوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد قاہرہ واپس آئے۔ مگر دونوں طرف کینہ دلوں میں بڑھتا رہا۔

ناصر الدولہ

شیدیوں کا پشت پناہ وزیر یازوری تھا۔ ترکوں نے اپنا رئیس ناصر الدولہ حمدانی کو بنایا جو اگرچہ عرب تھا لیکن دمشق کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد سے خلیفہ اور وزیر دونوں کا نہایت دشمن اور قاہرہ میں ان کی تاک میں یا فرصت کا منتظر

بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ چند عربی قبائل کو بھی متفق کر لیا۔ شیدیوں نے جب دیکھا کہ ترکوں کا جتھا بڑا قوی ہے اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو قاہرہ چھوڑ کر بالائی مصر کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں کے اکثر باشندوں کو اپنے ساتھ ملا لیا جس سے ان کی جمعیت پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔ اب وہ قاہرہ کی طرف پلٹے۔ ترکوں نے نکل کر مقام کوم تمریک پر کمین گاہیں بنائیں۔ اور ان میں چھپے رہے۔ جب ان کا جھنڈ سامنے آیا اس وقت نکل کر اچانک حملہ کر دیا۔ بہت سے شیدی مارے گئے اور کچھ غرق ہوئے اور جو بچے وہ بھاگ نکلے۔

مستنصر کی والدہ علی الاعلان اپنی قوم کی طرفدار تھی۔ اس پر یہ ہزیمت نہایت شاق گزری۔ اس لیے اس نے شیدیوں کو نہایت کی مدد پہنچائی۔ وہ پھر ترکوں کے مقابلہ میں آ گئے۔ مختلف مقامات پر فریقین میں لڑائیاں ہوئیں۔ آخر میں دونوں تھک کر بیٹھ رہے مگر دونوں میں عداوت بدستور مضمر رہی۔

ترکوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی۔ اکثر امارتوں پر بھی وہ قابض ہو گئے اور ان کی تنخواہیں بجائے ۲۸ ہزار کے ۴ لاکھ دینار ماہانہ تک پہنچ گئیں۔ خلیفہ ادا کرنے سے قاصر رہا۔ انہوں نے تقاضوں سے اس کا ناک میں دم کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۶۲ھ میں پیدل بھاگ کر جامع عمرو بن عاص میں پناہ لی اور ارادہ کر لیا کہ سلطنت چھوڑ دے۔ لیکن ارکان دولت سمجھا بجھا کر واپس لائے۔

۴۵۹ھ میں ترکوں کی سختیاں اور بڑھ گئیں۔ خلیفہ کی والدہ نے شیدیوں کو

Marfat.com

پھران کے مقابلہ میں اٹھایا۔ مقام جیزہ میں فریقین میں جنگ ہوئی جس کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔ آخر میں ترک غالب آ گئے۔ ناصرالدولہ ان کو لیئے ہوئے قاہرہ میں پہنچا اور خلیفہ سے سختی کے ساتھ پیش آیا۔

شیدیوں نے پھر پندرہ ہزار کی جمعیت فراہم کی اور ترکوں کے مقابلہ میں آ گئے۔ ناصرالدولہ نے نہایت غضبناک ہو کر ان پر چڑھائی کی متعدد جنگوں کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ بالائی مصر شیدیوں کے ہاتھ میں رہا اور زیریں ناصرالدولہ کے ستیتہ وزراء اور امراء کے ساتھ مل کر اپنے نفوذ اور اقتدار کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن نہ کسی کی نگاہ میں اس کی وقعت تھی نہ کوئی اس کو خلافت یا سلطنت کا اہل سمجھتا تھا۔

مرکز میں ادھر یہ خلفشار تھا ادھر بدر جمالی نے شام میں اپنے استقلال کا اعلان کر دیا۔ اور امیر یمن صالحی جس نے فاطمی خطبہ جاری کیا تھا قتل کر دیا گیا جس کے بعد یمن میں پھر عباسی خطبہ پڑھا جانے لگا۔ مستنصر نے امیر الامراء محمود دولہ حلب کو لکھا کہ آکر ترکوں کو نکال دے۔ اس نے جواب دیا کہ ترک مجھ سے زبردست ہیں وہ مجھ ہی کو نکال دیں گے۔ اس جواب سے خفا ہو کر بدر جمالی کو فرمان بھیجا کہ حلب پر قبضہ کرے اس نے یہ حکم پاتے ہی اس طرف دھاوا کر دیا۔

ناصرالدولہ شیدیوں کے مقابلہ میں بڑھا۔ انہوں نے بار بار اس کو شکستیں دیں۔ مگر آخر میں ہزیمت اٹھائی جس سے ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ ناصرالدولہ قاہرہ میں آیا اور خلیفہ اور اس کی ماں کی شیدیوں کے حامی ہونے کی وجہ سے تحقیر

شروع کی۔ ترکوں کی تنخواہیں نہیں ملی تھیں اس وجہ سے انہوں نے خلیفہ کو مجبور کیا کہ قصر کا سامان فروخت کر کے ادا کرے۔ چنانچہ سارے امتعہ و ذخائر اس کو بیچنے پڑے جس کو خود انہیں ترکوں نے سستے دام تجویز کر کے لے لیا۔ یہاں تک کہ کتب خانہ سے کتابیں اور قبرستان سے قدیم خلفاء کی یادگاریں بھی اٹھا لیگئے۔

مورخین نے ان ذخائر کی حیرت انگیز فہرستیں لکھی ہیں اور ان کی قیمتوں کا اندازہ کروڑوں دینار لگایا ہے۔

ناصر الدولہ چاہتا تھا کہ مستنصر کو تخت سے اتار دے لیکن اس کے لئے موقع نہیں پاتا تھا ۴۶۲ھ میں ایک دن ایوان وزارت سے نکلتے ہوئے کسی نے اس کو خنجر مارا۔ ضرب اوچھی پڑی تھی چند دنوں میں اچھا ہو گیا۔ اب اس نے مشہور کیا کہ یہ حملہ مستنصر کے اشارہ سے ہوا ہے اور علی الاعلان کہنے لگا کہ ایسا فاسق۔ فاجر۔ شراب خور شخص خلافت کے قابل نہیں۔

اس زمانہ میں شریف ابوطاہر علوی جس کو بدر جمالی نے شام سے نکال دیا تھا قاہرہ میں تھا۔ اس کے زہد و تقویٰ کے لوگ بہت قائل تھے۔ ناصر الدولہ نے اس کے ساتھ ساز باز کیا۔ اور کہا کہ میں تم کو خلیفہ بنا دوں گا۔ لیکن خطرہ صرف بدر جمالی سے ہے اگر تم جا کر اس کو کسی صورت سے قتل کر دو۔ تو معاملہ آسان ہے۔ شریف اس کے لئے تیار ہو گیا اور ایک شامی اور ایک عربی امیر کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا۔ ناصر الدولہ نے ان تینوں کو چالیس ہزار دینار دے کر دمشق کی طرف رخصت کیا۔

Marfat.com

وہاں جاکر انہوں نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ مگر بدر جمالی بیدار تھا نے سب کو پکڑ لیا اور شریف مذکور کی کھال کھنچوالی۔

ناصر الدولہ پھر بھی مستنصر کی معزولی کی کوشش میں لگا رہا جب اس نے کو چارۂ کار نہ دیکھا تو مقابلہ کی کوشش کی۔ اور ناصر الدولہ کو لکھا کہ ہم نے جس قدر تمہارے ساتھ احسانات کئے اسی قدر تمہاری ناشکری اور سرکشی بڑھتی گئی۔ ہماری فوجوں کو مخالف بنا دیا۔ اور ہماری عداوت اور تحقیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس لئے ہمارا شہر چھوڑ دو۔ جو کچھ مال و متاع چاہو لے کر نکل جاؤ تم کو امان ہے اور اگر نہ نکلے تو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

ایلدکز

مستنصر نے امیر ایلدکز کو جو ناصر الدولہ کا سخت دشمن تھا اپنے ساتھ شامل کر لیا اور مغاربہ۔ بربر اور بعض عربی رؤسا اور ان کے قبائل کو بھی۔ اس طرح پر اس کے پاس ایک جمعیت ہو گئی جس نے حمایت کی بیعت کی۔ ناصر الدولہ تاب مقاومت نہ دیکھ کر قاہرہ سے نکلا اور جیزہ کی طرف چلا۔ خلیفہ کے حامیوں نے اس کا گھر لوٹ لیا۔ اس کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور ہر طرف فتح کا اعلان کر دیا جس سے بقیہ تمام لوگ بیعت میں شامل ہو گئے۔ ناصر الدولہ نے اسکندریہ میں جاکر پناہ لی اور وہاں جاکر مستنصر کے خلاف نفرت پھیلانے لگا۔

اس زمانہ میں مصر سخت قحط میں مبتلا تھا اور متواتر پانچ سال سے پ

نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے قحط اور قاہرہ میں لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ ناصر الدولہ نے زیریں مصر کا سارا غلہ فراہم کر لیا اور ایک قوی جماعت لے کر قاہرہ پر چڑھ آیا [illegible] قحط سے مستنصر فوج کا سامان نہ کر سکا اور مجبور ہو گیا کہ شہر کا دروازہ کھول دے۔

ناصر الدولہ نے داخل ہو کر پھر اس کی تحقیر و تذلیل شروع کی۔ اور اپنے مطالبات کی وصولی کے لئے ایک آدمی ان کے پاس بھیجا۔ [illegible] خلیفہ کا یہ حال تھا کہ وہ کھجور کی چٹائی کے فرش پر [illegible] بیٹھا ہوا تھا۔ تین شیدی ان کی خدمت میں رہتے تھے جو تقریباً تمام [illegible] اس نے [illegible] کہا کہ کیا ناصر الدولہ کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ میں اس محل میں اس تنہائی کی حالت میں بیٹھا ہوا ہوں [illegible] رقم کہاں سے لاؤں۔ فرستادہ رو پڑا اور واپس جا کر ناصر الدولہ کو یہ کیفیت سنائی۔ [illegible] بھی ترس آ گیا اور اس نے خلیفہ کے گزارے کے لئے ایک رقم مقرر کر دی۔

۴۶۵ھ میں ایلدکز نے ناصر الدولہ کے ساتھ [illegible] باطن میں اس کے خون کا پیاسا رہا۔ چنانچہ [illegible] مکان پر گیا اور موقع پا کر اس پر تلوار کا وار کیا۔ وہ [illegible] وار کاری پڑا اور ناصر گر گیا۔ ان دونوں نے [illegible] اس کا سر کاٹ لیا [illegible] ایک آدمی کو بھیج کر اس کے بھائی فخر العرب کو [illegible] حمدانیوں کا چراغ گل ہو گیا۔ لیکن مستنصر کو اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ [illegible]

ایلدکز کا استبداد ناصر الدولہ سے بھی سخت تھا۔ اس لئے اس نے مخفی طور پر بدر جمالی والی شام کو لکھا کہ تم آکر اس مصیبت سے مجھ کو رہائی دلاؤ۔

بدر جمالی

بدر جمالی ارمنی نژاد اور امیر جمال الدولہ کا زر خرید غلام اور اسی کی طرف منسوب تھا۔ چونکہ متعدد مواقع پر اس سے شہامت اور بسالت کے جوہر کا ظہور ہوا تھا اس وجہ سے امرائے خلافت میں امتیاز رکھتا تھا۔ خلیفہ نے شام کی ولایت اس کے سپرد کی تھی جس میں اس نے اپنے استقلال کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ خط پہنچتے ہی اپنی منتخب سپاہ کو ساتھ لے کر مصر کی طرف آیا۔ ۲۹ جمادی الاولی ۴۶۷ھ کو وہاں داخل ہو کر ترکی امراء کو قتل کیا اور ان کے محلات و اموال کو قبضہ میں لایا۔ پھر اسکندریہ میں جا کر مخالفین کو فنا کیا اور جہاں جہاں وہ بھاگے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پکڑا۔ سارے ملک پر اس کا رعب غالب آگیا۔ خلیفہ نے اس کو ملکی اور فوجی دونوں وزارتوں کا عہدہ دیا اور بڑے بڑے خطابات بخشے۔

اس نے ہر طرف امن قائم کیا۔ کاشتکاروں اور فلاحوں کو جو مدت سے خستہ حال ہو رہے تھے اطمینان دلا دیا۔ جا بجا پلوں کی مرمت کرائی۔ مقیاس النیل کو درست کیا۔ تجارت کو فروغ دیا جس سے سارا ملک خوشحال ہو گیا۔

Marfat.com

اور خلیفہ کی دینی عزت اور دنیاوی سطوت پھر قائم ہوگئی۔ یہاں تک کہ اہل مکہ نے اس کی بیعت کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ حالانکہ وہاں پانچ سال سے عباسی خطبہ رائج تھا۔

دمشق سے بدر جمالی کے چلے آنے کے بعد اتسز ترکمانی نے وہاں اپنی مستقل حکومت قائم کرلی اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ بیس ہزار فوج لے کر مصر پر بھی چڑھائی کی اور قاہرہ کے متصل پہنچ گیا۔ بدر جمالی نے فوجوں کو مسلح کرکے اچانک پہنچ کر اس کو ایسی شکست دی کہ دمشق بھی ہاتھ سے چھین لیا۔

بدر جمالی کے حسن انتظام سے ملک میں آبادانی اور پیداوار میں ترقی ہوگئی ۴۸۳ھ میں اس نے بندوبست کرایا۔ باوجود شرح لگان میں کمی کردینے کے ۳۱ لاکھ سالانہ دینار وصول ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے فاطمیہ نے کبھی ۲۰ لاکھ سے زیادہ تحصیل نہیں کی تھی۔

اوائل ذی الحجہ ۴۸۷ھ میں بیس سال امارت کرنے کے بعد اس نے مصر میں وفات پائی۔ اس کی شجاعت۔ سخاوت۔ رعایا پروری۔ علم اور علماء کی قدر افزائی اور سب سے بڑھ کر بیدار مغزی اور مخلوق کی بہی خواہی کی وجہ سے سب کے دلوں میں اس کا احترام تھا۔ اور لوگ اس کو احمد بن طولون کے درجہ کا امیر سمجھتے تھے۔

اسکندریہ کی جامع عطارین اسی کی تعمیر کردہ ہے۔ قاہرہ کی فصیل بھی

Marfat.com

اس نے از سرِ نو درست کرائی تھی۔ شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ اس کے دربار
بڑے بڑے شعراء تھے۔ جن میں سے علقمہ نے خاص طور پر شہرت حاصل کی
اس کے بعد اس کا بیٹا شاہنشاہ افضل امیر الجیوش ہوا۔ اس کو بھی وہی اقدار
دیئے گئے جو اس کے باپ کے تھے۔

وفات مستنصر

بدر جمالی کے انتقال کے چند روز بعد ۱۸ ذی حجہ ۴۸۷ھ میں مستنصر نے بھی وفات پائی۔ اسی سال کے آغاز میں بغداد کے ستائیسویں عباسی خلیفہ مقتدی نے انتقال کیا تھا۔

وفات کے وقت مستنصر کی عمر ۶۷ سال تھی۔ جس میں سے پورے ۶۰ سال اس نے خلافت میں گزارے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ خلافت کی اہلیت اس میں مطلقاً نہ تھی نہ کسی کام کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس پر عیب یہ کہ کان کا کچا جو سنتا صحیح سمجھتا۔ اسی وجہ سے اس کے خیر خواہ بہت کم لوگ تھے۔

جزیرۂ صقلیہ

اسی کے عہد میں جزیرۂ صقلیہ جو سلطنت فاطمیہ کا ایک بیش قیمت اور زرخیز صوبہ تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

صقلیہ کو تیسری صدی ہجری کے آغاز میں زیادۃ اللہ اغلبی نے فتح کیا تھا ان سے فاطمیہ کو ملا۔ مرکز خلافت سے بعید ہونے کی وجہ سے جو والی وہاں

باجاتا دہ استقلال کا دعویٰ کر دیتا۔ اس جزیرہ میں فرنگی بھی تھے جو اپنے اہل
ے کو مسلمانوں کے خلاف حملوں کے لئے بلاتے رہتے تھے۔ والیوں میں اتنی
مت کی طاقت نہ ہوتی تھی۔ اس وجہ سے وہاں ہمیشہ اضطراب رہتا تھا۔ خود
لمان بھی باہم متفق نہ تھے۔ بلکہ دو متضاد گروہ تھے۔ جو ایک دوسرے سے
مر پر خاش رہتے تھے۔ ان میں سے ایک جماعت کا رئیس ابو تمامہ تھا۔ اس نے
سرے فریق سے شکست کھا کر مقام کاتان میں جس پر ۳۷۲ھ میں فرنگیوں نے
ہ کر لیا تھا پناہ لی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ وہ تو ای دل کے آرزومند
نے فوراً تیار ہو گئے۔ دوسرے گروہ نے والیٔ قیروان معز بن بادیس سے مدد
ہی۔ اس نے فوج بھیجی۔ لڑائی میں ابو تمامہ غالب آیا۔ مگر یہ غلبہ در اصل اس کے
ی فرانسیسی سپہ سالار روجر اول کا تھا جس نے سارے جزیرہ پر قبضہ کر کے
۴۸۴ھ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور اسلامی حکومت کو اٹھا دیا۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

(۶) مستعلی باللہ

۴۸۷ھ سے ۴۹۵ھ تک

مستنصر نے تین بیٹے چھوڑے تھے۔ نزار۔ احمد اور اسماعیل ان میں سے نزار جو سب سے بڑا تھا شجاع اور تنومند تھا۔ اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی تھی۔ لیکن امیر الجیوش افضل کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ ایک بار شہر کے دروازہ سے گزرتے ہوئے افضل سامنے آگیا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا کہ ارمنی گھوڑے سے اتر جا۔ اس وجہ سے افضل نے مستنصر کے مرنے کے بعد اس کے دوسرے بیٹے ابوالقاسم کو محمد کو تخت نشین کرا کے امراء سے بیعت لے لی اور اس کا لقب مستعلی باللہ رکھا۔ نزار کو بھی بلایا کہ بیعت کرے۔ اس نے مخالفت کی اور کہا کہ میرا ہاتھ بھی کاٹ لیا جائے تب بھی میں بیعت نہیں کروں گا۔ میرے پاس خلیفہ کے قلم کا لکھا ہوا ولی عہدی کا فرمان موجود ہے۔ یہ کہہ کر فرمان لینے گیا۔ اس کے اعوان و انصار نے کہا کہ اب فرمان لے جا کر دکھانے سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اور یہ

Marfat.com

ہ بلا تلوار کے نہیں کھلے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اسکندریہ نکل چلیں اور وہاں سے
مان کر کے آئیں اور خلافت کریں۔ چنانچہ وہ امیر ابن مصال کو ساتھ لیے ہوئے
یس بدل کر اسکندریہ کو نکل گیا۔ وہاں کا والی نصر الدولہ افتگین تھا اس کو
جمالی نے امارت کے رتبہ پر پہونچایا تھا۔ رات کے وقت اس کے پاس گیا
وزارت کی امید دلا کر اس کو اپنے ساتھ متفق کر لیا۔
افضل نے لشکر کشی کی۔ اسکندریہ کے باہر محرم ۴۸۸ھ میں مقابلہ ہوا۔
س ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ نزار ساحلی علاقوں پر قابض ہو گیا۔ افضل دوبارہ
حملے کر گیا اور اسکندریہ میں محصور کر لیا۔ شدت محاصرہ سے تنگ آکر ابن مصال
نہ اپنے مال ومنال کے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ نزار اور افتگین گرفتار
ہوئے اور قاہرہ میں لا کر قتل کیے گئے۔

۱۷ صفر ۴۹۵ھ میں مستعلی نے قاہرہ میں وفات پائی۔ اسی کے عہد میں
ل یورپ نے صلیبی جنگ شروع کی اور جوق جوق آکر الجزیرہ اور شام پر قابض
گئے۔ دولت فاطمیہ کے رقبہ میں بیت المقدس بھی تھا۔ ۲۲ شعبان ۴۹۲ھ
چالیس دن کے محاصرہ کے بعد اس میں بھی داخل ہو گئے اور سارے مسلمانوں
تہ تیغ کر ڈالا۔ اس کے بعد مصر کی طرف بڑھے۔ امیر الجیوش نے سعد الدولہ کی قیادت
میں ایک فوج بھیجی جس نے عسقلان کی فصیل کے نیچے شکست دے کر ان کا
رخ مصر کی طرف سے پھیر دیا۔

Marfat.com

چونکہ جنگ صلیبی کا تعلق تاریخ مصر کے ساتھ مسلسل دو سو سال تک چلا جائے گا اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر اختصار کے ساتھ ان حملوں کی تفصیل بیان کر دی جائے تاکہ آئندہ واقعات سمجھنے میں آسانی ہو۔

حروب صلیبیہ

سلجوقیوں نے جب قونیہ میں اپنی سلطنت قائم کر لی اور ارض روم سے عیسائیوں کا تسلط اٹھا دیا اس وقت ایک فرانسیسی راہب بطرس نامی نے جو مقامات مقدسہ کی زیارت کو آیا تھا۔ پاپائے روم اربانس کے پاس جا کر فریاد کی۔ اسی وجہ سے یہ لڑائیاں جیسا کہ ہم حصہ پنجم میں لکھ چکے ہیں ارض مقدس آثار مسیح کی حفاظت کے نام سے یوروپین کلیسا نے دینی عداوت اور تعصب کی بنیاد پر مسلمانوں کے ساتھ شروع کیں جن کا سلسلہ سنہ ۴۹۰ھ سے سنہ ۶۹۰ھ پورے دو سو سال تک قائم رہا۔ اس مدت میں صلیبیوں کی آٹھ یورشیں ہوئیں۔

(۱) پہلی صلیبی فوج اگست سنہ ۱۰۹۶ء مطابق سنہ ۴۸۹ھ میں یورپ سے روانہ ہوئی جا بجا لوٹ مار کرتی اور ہنگری اور بلغاریہ کے باشندوں سے لڑتی ہوئی بہزار خرابی ایشیائے کوچک میں پہنچی۔ وہاں سلطان قلیج ارسلان سلجوقی کی فوجوں نے ان سب کو ختم کر دیا۔

Marfat.com

اس کی تباہی کی خبر سے یورپ میں کہرام مچ گیا۔ پاپائے روم اور راہبوں کی کوشش سے فرانس اور اطالیہ سے امراء اور شہزادوں کی قیادت میں متعدد فوجیں روانہ ہوئیں جن کی تعداد سات لاکھ سے کم نہ تھی۔ انہوں نے آکر انطاکیہ یا در بیت المقدس کو فتح کر کے تین ریاستیں قائم کر لیں۔

(۲) دوسری یورش ۵۴۳ھ میں ہوئی جبکہ سلطان نور الدین زنگی نے صلیبیوں پر سخت حملے شروع کئے اور رہا کو جو ان کا ایک بڑا [illegible] تھا فتح کر لیا۔ صلیبیوں پر اس کا ایسا رعب غالب آگیا کہ وہ مقابلہ سے ہمت ہار بیٹھے۔ اور عیسائیوں نے پاپائے روم کے پاس فریاد کی کہ اہل یورپ کو امداد کے لئے بھیجے۔ اس نے تمام یورپین ممالک میں مذہبی جنگ کا اعلان کیا چنانچہ اطالیہ، فرانس، جرمنی، آسٹریا نیز انگلستان سے جوق جوق صلیبی فدائی جمع ہو کر روانہ ہوئے۔ شاہ فرانس لوئس سابع اور شاہ جرمنی کونراڈ بھی ساتھ تھے۔ بڑی بڑی مزاحمتوں کے بعد یہ لوگ قدس میں پہنچے اور زیارت کے بعد دمشق کی طرف چڑھائی کی لیکن سلطان نور الدین کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکے۔ اور سلسلہ وار جنگوں اور شکستوں میں مبتلا رہے۔

(۳) جب غازی نور الدین نے ۵۶۹ھ میں انتقال فرمایا اور سلطان صلاح الدین اس کی جگہ پر پوری قوت کے ساتھ صلیبیوں کے مقابلہ میں آگیا یہاں تک کہ ۵۸۳ھ میں بیت المقدس بھی لے لیا۔ اس وقت پاپائے روم اربانس

Marfat.com

ثالث نے پھر تمام یورپ میں شور مچایا اور استرداد قدس کے لیۓ مسیائیوں کو آمادہ کیا اس زمانہ میں فرانس اور انگلستان میں جنگ قائم تھی مگر اس مذہبی جنگ کے لیۓ دونوں نے باہم صلح کرلی اور بادشاہ فرانس فلپ آگسٹس اور بادشاہ انگلستان رچرڈ شیردل دونوں اپنی اپنی فوجیں لے کر بڑے ساز وسامان کے ساتھ چلے۔ اسٹریا کا بادشاہ فریڈرک بھی جو دوسری یورش میں شامل تھا اپنے امرا اور لشکر کو لے کر روانہ ہوا۔ بحری راستہ سے یہ لوگ فلسطین پہنچے لیکن صلاح الدین کا مقابلہ آسان نہ تھا۔ آخر کار مجبور ہو کر ۵۸۸ھ میں اس کے ساتھ صلح کر کے واپس گئے۔

(۴) یورپ میں جب سلطان صلاح الدین کی وفات کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنی سلطنت کو تین حصوں میں تقسیم کر گیا ہے اس وقت پاپ سلیٹینوس ثالث نے موقع دیکھ کر پھر یوروپین طاقتوں کو آمادہ کیا۔ انگلستان اور فرانس کے بادشاہ تو باہمی جنگ کی وجہ سے مستعد نہ ہوۓ لیکن شاہ اسٹریا ہنری جو فریڈرک مذکور کا بیٹا تھا فوجیں لے کر چلا۔ راستہ میں سسلی کو فتح کر کے خود وہیں رہ گیا اور لشکر قدس کی طرف بھیجدیا۔ یہاں صلاح الدین کے بیٹے ملک عزیز اور اس کے بھائی [illegible] الدین عادل نے ان کو مغلوب رکھا یہانتک کہ ۵۹۲ھ میں ہنری مذکور کی موت کی خبر آگئی اور یہ فوج واپس چلی گئی۔

(۵) ۵۹۵ھ میں اینوشانیسوس جس کی عمر ۳۳ سال تھی روم میں پاپائی لگی

Marfat.com

سند پر آیا۔ اس نے نئے سرے سے دینی جہاد کا جوش پھیلایا اور تمام ملوک یورپ
پاس قاصد بھیج کر قدس کو مسلمانوں سے واپس لینے کی ترغیب و تحریک دلائی ڈیوبلٹ
ونٹ دی ثمبانیا جو شاہ فرانس کا بھتیجا تھا اپنے ساتھ بہت سے امیروں اور فوجوں
لے کر چلا۔ راستہ میں ان لوگوں نے زارا اور قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اور رومیوں سے
تے رہے مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں پہنچ سکے جس پر کلیسا کی طرف سے مورد
ن و طعن ہوئے۔

(۷) ۶۰۶ھ میں جب شام میں صلیبیوں کا بادشاہ اموری مرگیا تو انہوں نے
شاہ فرانس فلپ آگسٹس سے امداد کی درخواست کی اس نے یوحنا بریانا کو وہاں
ا بادشاہ بنا کر بھیجا۔ اور کلیسا کے ذریعہ سے تمام یورپ میں اعلان کر کے ایک
وتمر منعقد کرائی جس میں ارض مقدس کے صلیبیوں کی امداد کی ترغیب و تحریک
لائی گئی۔ نوجوانوں کی ایک جماعت آمادہ ہوئی مگر جس وقت پاپائے روم کی
برکتیں لے کر اور سینوں پر صلیبیں لگا کر جہاز پر سوار ہوئی تو ایک ہوائی طوفان
آیا جس سے اکثر غرق ہو گئے۔ بقیہ کچھ اپنے گھروں کو واپس گئے اور کچھ اطالیہ
میں رہ گئے اور وہیں کھیتی کرنے لگے۔

۶۱۳ھ میں پھر کلیسا کی طرف سے پکار ہوئی۔ اس وقت ایک بڑی جمعیت
شاہ ہنگری اندراوس ثانی کی معیت میں ارض مقدس کی طرف چلی۔ ان کے
ساتھ ہوکز اوّل شاہ سسلی بھی فوجیں لے کر روانہ ہوئے۔

Marfat.com

ملک عادل نے ان کے مقابلہ کے لئے نابلس پر مورچہ بندی کی تھی مگر ان کی تعداد و قوت اس قدر زیادہ تھی کہ وہ مدافعت نہ کر سکا۔ انہوں نے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا۔ پھر مصر کی طرف بڑھے اور دمیاط کا محاصرہ کیا۔ ستر ہزار سوار تھے اور چار لاکھ پیدل۔ ۶ ماہ ۲۲ دن کے بعد اس میں داخل ہوئے۔

اسی دوران میں ملک عادل نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ملک کامل تخت نشین ہوا۔ اس نے دمیاط سے ان کو نکالا۔

اس اثنا میں ایوبی امراء میں باہمی نزاعیں واقع ہو گئیں جن کی وجہ سے صلیبی ۶۲۶ھ بیت المقدس پر قابض ہو گئے۔ ۶۳۷ھ میں ملک ناصر والی کرک نے آکر ان کو پھر وہاں سے نکالا۔

(۷) استرجاع قدس کی خبر سے یورپ میں پھر ہیجان پیدا ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں چنگیز خاں کے حملوں کی وجہ سے جن کے شعلے آسٹریا اور ہنگری تک پہنچ گئے تھے یوروپین سلطنتیں اپنی اپنی حفاظت میں مشغول تھیں۔ جب وہ خوف جاتا رہا تو ۶۴۶ھ میں شاہ فرانس لوئس تاسع اپنے امراء کے ساتھ ایک عظیم الشان فوج لے کر روانہ ہوا۔ قبرص ہوتے ہوئے مصر کے ساحل پر آیا اور دمیاط پر پہنچ کر اس کو فتح کر لیا۔ ملک صالح نجم الدین جو بیمار تھا مدافعت کے لئے آیا لیکن انتقال کر گیا۔ اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس کی موت کو مخفی رکھا یہاں تک کہ اس کا بیٹا ملک معظم حصن کیفا سے آکر تخت نشین ہوا۔ اس نے صلیبیوں کو

دمیاط سے نکالا۔ اس جنگ میں مالیک بحریہ نے نمایاں کام کئے۔ تیس ہزار صلیبیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور شاہ لوئس کو بھی پکڑ لیا اور قید کر دیا۔

ملک معظم کے بعد جب شجرۃ الدر تخت پر بیٹھی تو اس نے شاہ مذکور سے ۸ لاکھ دینار فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ وہ عکا میں چلا گیا

۶۴۹ھ میں ناصر الدین یوسف الیوبی والی دمشق اور معز جاشنگیر سلطان مصر میں جب صلیبیوں کے مقابلہ کے لئے باہمی اتحاد کا عہد و پیمان ہوا اس وقت لوئس مذکور نے یورپ سے کمک کی درخواست کی۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اسی اثنا میں اس کی والدہ ملکہ بلانشا جو اس کی عدم موجودگی میں فرانس کی حکمران تھی انتقال کر گئی۔ اس وجہ سے وہ فرانسیسیوں کو لے کر واپس چلا گیا تاکہ اپنے ملک کی حکومت سنبھالے۔

(۸) ۶۵۹ھ میں جب ایک طرف رومیوں نے ان صلیبیوں کو جو پانچویں یورش میں قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے تھے اپنے سردار میخائیل کی قیادت میں مار کر نکال دیا۔ اور دوسری طرف بیبرس بندقداری کے بے پناہ حملوں سے ارض مقدس کے صلیبی عاجز اور مغلوب ہو گئے اور اکثر شہر ان کے قبضہ سے نکل گئے اس وقت شاہ فرانس لوئس تاسع پھر لشکر لے کر آیا اور بجائے ارض مقدس کے افریقہ میں اتر کر تونس کا محاصرہ کر لیا۔ اسی میں وفات پا گیا۔

بادشاہ سسلی کارلوس بھی فوجیں لے کر اس کی کمک کے لئے آ گیا تھا۔

Marfat.com

سلطان تونس نے کچھ رقم دے کر ان کے ساتھ صلح کر لی جس کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے۔

شام کے صلیبی جو سلطان بیبرس کے ہاتھ سے بچ رہے تھے ان طرابلس شام والوں کو ملک منصور قلاؤن الفی نے سنہ ۶۸۸ھ میں اور آخری جماعت کو جو عکا میں رہ گئی تھی اس کے بیٹے ملک اشرف خلیل نے سنہ ۶۹۰ھ نکال دیا اور ارض مقدس کو دو سو سال کے بعد ان سے بالکل خالی کرالیا۔

⁂ ⁂ ⁂

Marfat.com

(۷) آمر باحکام اللہ

۴۹۵ سے ۵۲۴ تک

مستعلی کے بعد اس کا بیٹا ابو علی منصور آمر کے لقب سے خلیفہ ہوا اسی سال صلیبیوں نے عکا پر قبضہ کیا پھر طرابلس اور شام لے لیا۔ اس کے بعد سلسلہ وار سات سال تک یکے بعد دیگرے شام اور فلسطین کے شہروں پر قبضہ کرتے رہے۔ اور رہا۔ انطاکیہ اور بیت المقدس تین مستقل ریاستیں قائم کرلیں خلیفہ فاطمی بھی خلیفہ عباسی کی طرح خاموش بیٹھا مسلمانوں کے قتل و غارت اور تباہی و بربادی کا تماشا دیکھتا رہا۔ اور سوائے ایک دیار کے جو صرف مصر کی حفاظت کے لئے تھی کبھی ان کی مدافعت کا خیال نہ کیا۔

اواخر ۵۱۱ھ میں شاہ بالڈوین فدس سے ایک بڑی جمعیت لے کر فتح مصر کے لئے روانہ ہوا۔ اور فرما میں پہنچ کر وہاں کے باشندوں کو ذبح کر ڈالا۔ ان کے مکانات لوٹ لئے اور مسجدوں میں آگ لگا دی۔ آمر عیش پرستی میں منہمک تھا

Marfat.com

کوئی مقابلہ نہ کیا مگر بالڈوین خود بیمار ہو کر واپس چلا گیا اور راستہ ہی میں مر گیا۔

رمضان ۵۱۵ھ میں آمر نے امیر الجیوش افضل کو قتل کرا دیا۔ چالیس دن تک اس کے گھر کا مال و متاع خچروں پر خلیفہ کے محل میں منتقل ہوتا رہا اس کی اولاد بھی قید کر دی گئی۔

افضل کے بعد ابن بطائحی وزیر مقرر ہوا۔

ادھر یہ اضطرابات تھے ادھر باطنیوں نے موقع پا کر اپنی قوت بڑھا لی اور شام میں بڑے بڑے قلعے بنا لئے جو امیر یا والی ذرا بھی ان کے خلاف حرکت کرتا باطنی فدائی پہنچ کر بے دریغ اس کو قتل کر دیتے مجبوراً لوگ ان کو رضامند رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی جماعت کے ایک شخص نے ۲ ذیقعدہ ۵۲۴ھ میں آمر کو قتل کر دیا۔

آمر نہایت بد تدبیر اور عیاش تھا۔ نہ مہمات سلطنت کی اس کو خبر تھی نہ ان کو انجام دینے کی لیاقت رکھتا تھا۔ امیر افضل امیر الجیوش اگر نہ ہوتا تو صلیبی مصر کو فتح کر لیتے۔ نادانی سے اس کو بھی ندمام قصر کی شکایت پر قتل کرا دیا۔

⁂ ⁂ ⁂

Marfat.com

(۸) حافظ لدین اللہ

۵۲۴ھ سے ۵۴۴ھ تک

آمر نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی تھی۔ لیکن اس کی بیوی حاملہ تھی اس وجہ سے انتظار کیا گیا کہ شاید بیٹا ہو مگر لڑکی پیدا ہوئی اس لئے خاندان فاطمی میں سے اس کا چچازاد بھائی عبدالمجید حافظ لدین اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے افضل کے بیٹے احمد کو وزیر مقرر کیا۔ مخالفین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ایک شخص بہرام نامی وزارت پر بلایا گیا وہ بھی ۵۳۲ھ میں مقتول ہوا۔

صلیبیوں کی طرف سے اس زمانے میں اہل مصر مطمئن تھے کیونکہ ان کو سلطان رالدین زنگی کے پیہم حملوں سے مصر کی طرف نگاہ اٹھانے کی بھی فرصت نہ ملتی لیکن مغرب سے ایک اس سے بھی بڑا خطرہ رونما ہوا۔ وہ یہ تھا کہ روجر ثانی فرمانروا سسلی نے ڈھائی سو جنگی کشتیاں لے کر افریقہ پر حملہ کیا۔ چنانچہ شہر پر قبضہ کر لیا لٹا دیں وہاں مسلمانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا۔ پھر ۵۴۳ھ

Marfat.com

میں طرابلس غرب پر قابض ہوگیا۔ اس کے دو سال کے بعد مہدیہ پر جو
فاطمیہ کا مہد اور اولین مرکز تھا تسلط کر لیا۔ وہاں سے اسکندریہ کی طرف
اہل مصر نہایت خوفزدہ تھے۔ مگر خود سسلی پر رومیوں کے حملہ کی وجہ
چلا گیا۔

۵۴۴ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں حافظ لدین اللہ نے انتقال کی
سال کی عمر میں خلیفہ ہوا تھا۔ بجز دستخط کر لینے کے خلافت کی اور کوئی
اس میں نہ تھی۔

اس کو اکثر درد قولنج کا دورہ ہوا کرتا تھا موسیٰ طبیب نے سات دھا
مرکب کر کے ایک طبل تیار کیا جس پر ساتوں ستاروں کے نقوش بنا
بجانے سے ریاح خارج ہوتے اور درد جاتا رہتا۔

خزانہ خلافت میں یہ طبل محفوظ تھا۔ صلاح الدین کے زمانہ میں کسی
نے اس پر ہاتھ رکھا اور ریح خارج ہوگئی بشرما کر اس کو توڑ ڈالا۔ لوگو
جب دیکھا تو اس کے ضائع ہونے پر افسوس کیا۔ کیونکہ یہ طبل فن طب کا ا
کرشمہ سمجھا جاتا تھا۔

﷼ ﷼ ﷼

Marfat.com

(۹) ظافر بامر اللہ

۵۴۴ھ سے ۵۴۹ھ تک

حافظ کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا ابو المنصور اسماعیل ظافر بامر اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس کی عمر اس وقت ۱۷ سال تھی۔ امور سلطنت سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا اور دن رات بہیمی شہوات میں منہمک۔ آغاز عہد ہی میں وزیر بھی مر گیا اور دوسرا وزیر امراء کے باہمی اختلاف کی وجہ سے مقرر نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارا نظام ابتر ہو گیا۔

۵۴۸ھ میں صلیبیوں نے بڑھ کر عسقلان کو فتح کر لیا اور مغرب سے رو جر ثانی پھر ایک جنگی بیڑہ لے کر پہنچا۔ شہر تانیس میں آگ لگا دی۔ فرما کو تاخت و تاراج کیا۔ اور بے شمار مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس گیا۔

اب عباس وزیر مقرر کیا گیا۔ اس کا بیٹا نصر جو نہایت درجہ حسین تھا خلوت اور جلوت میں ظافر کے ساتھ رہتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اس کو متہم کرنے لگے۔

اس داغ کو مٹانے کے لئے وزیر زادہ نے اپنے باپ کے اشارہ سے مخفی ظافر کو وسط محرم ۵۴۹ھ میں اپنے گھر دعوت کے لئے بلا کر ذبح کر کے دبا کر دیا۔

عباس دوسرے دن حسب معمول خلیفہ کو سلام کرنے کے لئے قصر پہنچا۔ جب وہ نہ ملا تو تلاش شروع کی اور اس کے دونوں بھائیوں جبریل یوسف کو بلا کر پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو کچھ علم نہیں۔ عباس نے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے انہیں دونوں پر خلیفہ کے قتل کا الزام رکھ کر اسی ان دونوں کے سر کٹوا دیئے۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

(۱۰) فائز بنصر اللہ

۵۴۹ھ سے ۵۵۶ھ تک

عباس نے ظافر کے بیٹے فائز کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال سے
تھی اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور امرا اور خدام سے مخاطب ہو کر کہا کہ خلیفہ کو
کے دونوں بھائیوں نے مارا تھا جو قصاص میں قتل کئے گئے۔ اب ہمارا فرض
ہے کہ اپنے اس کم سن آقازادہ کو امام بنائیں اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت
حاضرین نے اس زور سے "سر و چشم" کا نعرہ لگایا کہ خلیفہ نے سہم کر وزیر کے
کو تنگ کر دیا۔ اس کے دل و دماغ میں بھی خلل پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے مسلسل
اختلاج کے دورے ہونے لگے۔

عباس خوش تھا کہ ایک بچہ کو تخت پر بٹھا کر وہ سلطنت کا مالک بن گیا
اہل قصر کو اس حقیقت کی خبر لگ گئی اور وہ انتقام کی فکر کرنے لگے۔

صالح طائع بن رزیک ارمنی والی منیۃ الخصیب جو نہایت غالی

Marfat.com

شیعہ اور ظافر کے خاص معتمدین میں سے تھا اس زمانہ میں نجف اور کربلا کی زیارت کو گیا ہوا تھا۔ حرم نے یہ کیفیت اس کو لکھی اور مدد چاہی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے اعراب کی ایک جمعیت ساتھ لے کر سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے مصر آیا۔ امرار سلطنت سب اس کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ عباس مع اپنے بیٹے کے عسقلان کی طرف بھاگا۔

صالح نے قاہرہ میں داخل ہو کر وزیر کے گھر میں سے ظافر اور اس کے ساتھیوں کی نعشیں نکلوائیں اور ان کو تربت زعفران میں دفن کرایا۔ اس کے بعد مسند وزارت میں بیٹھ کر ملکی انتظامات میں مصروف ہوا۔

ظافر کی بہن نے عسقلان کے صلیبیوں کو ایک کثیر رقم کا وعدہ دے کر لکھا کہ جس طرح ہو سکے عباس اور اس کے بیٹے کو پکڑ کر بھیج دیں۔ انہوں نے گھیر کر عباس کو لوٹ لیا اور قتل کر ڈالا۔ اور نصر کو پکڑ کر مصر لائے اور موعودہ رقم لیکر اس کو خدام کے حوالہ کیا۔ جنھوں نے ہر قسم کی سزائیں دے کر مار ڈالا اور جثہ کو سولی پر لٹکا دیا۔ پھر ۵۵۱ھ میں عین عاشورہ کے دن اس کی ہڈیاں جلائیں۔

فائز ۵۵۶ھ میں مرگیا۔ اس کے زمانہ میں مصر زوال و اضمحلال کی انتہائی حد پر پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ ہر سال صلیبیوں کو ایک بڑی رقم اس لئے بھیجنی پڑتی تھی کہ وہ مصر پر چڑھائی نہ کریں۔

* * *

Marfat.com

(۱۱) عاضد لدین اللہ

(۵۵۶ھ سے ۵۶۷ھ تک)

فائز کی وفات کے بعد صالح نے فاطمی خاندان کے ایک سن رسیدہ
کو خلافت کے قابل سمجھ کر اس کی بیعت کا ارادہ کیا۔ مگر کسی خیرخواہ نے
کے کان میں کہا کہ پہلے وزرا تم سے زیادہ عاقل تھے جو بچوں کو خلیفہ بنا کر
سلطنت کے متولی بن جاتے تھے۔ یہ سن کر اس نے حافظ لدین اللہ
کے نابالغ پوتے عبداللہ کو عاضد کا لقب دے کر خلیفہ بنا دیا۔ اور مہمات
سلطنت پر بلاشرکت غیرے قابض ہو گیا۔ مزید تقریب کے لئے اپنی بیٹی بھی
کے ساتھ بیاہ دی اور رخصتی کے وقت بیش قیمت جہیز اس کو دیا۔

قتل صالح

صالح کے استبداد سے لوگ تنگ آ گئے۔ خاص کر خلیفہ کی پھوپی

Marfat.com

اس لئے اس نے اپنے چند غلاموں کو بھیجا جو قصر کی دہلیز میں چھپے رہے جب وہ نکلنے لگا تو خنجر سے اس کا شکم چاک کر دیا لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گئے جہاں وہ ۱۹ رمضان ۵۵۶ھ میں مرگیا۔ مگر مرنے سے پہلے خود خلیفہ کے حکم سے اس کی پھوپی سے اپنا انتقام لے لیا۔

یہ شخص فاضل۔ شجاع۔ سخی۔ اور مدبر تھا۔ فرائض شرعیہ کا پابند لیکن تشیع میں غلو رکھتا تھا۔ حضرت علی کی خلافت بلافصل پر علماء و فقہاء سے مناظرے کئے اور ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام رکھا "الاعتماد فی الرد علی اہل العناد" شعر بھی کہتا تھا۔

مشہد حسینؓ

اسی کے زمانہ میں مشہد حسین تعمیر کیا گیا۔ صورت یہ ہوئی کہ افضل امیر الجیوش جب شام کی مہم پر گیا تھا اس کو معلوم ہوا کہ عسقلان میں امام حسینؓ کا سر مدفون ہے اس نے اس مدفن پر ایک قبہ تعمیر کرا دیا۔ صالح نے اپنے عہد میں چاہا کہ سر کو مصر میں لائے۔ اس کے لئے قاہرہ کی فصیل کے باہر ایک مدفن اور جامع تیار کرائی۔ لیکن خلیفہ نے اس اثر شریف کو شہر کے باہر رکھنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ اپنے قصر زمرد میں ایک جگہ اس کے لئے مخصوص کی۔ وہیں مشہد بنایا گیا جس میں عسقلان سے خاک منتقل کی گئی۔

Marfat.com

صالح طائع کے بعد اس کا بیٹا محی الدین وزیر ہوا۔ جس کو خلیفہ نے ملک
کا خطاب دیا مگر وہ زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکا اور اس کی جگہ شاور نے لی۔
کے پر وردوں کی ایک جماعت تھی جس کا سرغنہ ضرغام تھا اس نے اپنے
ں کو متفق کر کے چاہا کہ اس کی جگہ لے لے۔ رمضان ۵۵۹ھ میں اس کے
حملہ کیا۔ شاور کا بڑا بیٹا مارا گیا۔ مگر وہ خود بچ کر شام کی طرف نکل گیا اور
نے وزارت حاصل کر لی۔

ام

ضرغام میں عقل۔ شجاعت۔ کرم۔ شیریں بیانی اور حسن صورت جملہ
یں تھیں لیکن ایک عیب یہ تھا کہ جو شکایت کسی کی سنتا اس پر فوراً یقین
یا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد کسی کے ذریعہ اس کو یہ خبر ملی کہ امراء پھر شاور
ت پر بلانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس بنیاد پر اس نے جملہ امراء کو جن کی
د ۷۰-۶۰ تھی اپنے گھر میں بلا کر قتل کرا دیا۔ ان رجال دولت کے خاتمہ سے
ں میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔ چنانچہ د بیوں نے چڑھائی کر دی۔ ضرغام
پنے بھائی ہمام کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ شکست کھا کر بال تبار شاہرہ
آگیا۔ اور صلیبی بلبیس کے قلعہ پر قابض ہو گئے۔

سد الدین شیر کوہ

شاور ... سلطان نور الدین کے پاس پہنچا جہاں وقت صلیبیوں کے

Marfat.com

مقابلہ میں سرگرم جہاد تھا - اور جملہ سلاطین و ملوک اسلام میں قوت و شوکت میں سربلند - اور اس سے مدد کا طالب ہوا - اس نے مصر کو زیر بار احسان رکھنے کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اپنے امرا میں سے ایک خاص معتمد اسد الدین شیرکوہ کو فوج لے کر اس کے ساتھ روانہ کیا۔

شیرکوہ کرد کے قبیلہ روادیہ سے تھا جن کی سکونت دربند ناحیہ آذربیجان میں تھی۔ اس نے اور اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے سلطان نورالدین کے ہمراہ صلیبیوں کے مقابلہ میں ایسی شجاعت۔ بسالت اور جنگی لیاقت کا اظہار کیا تھا جس سے سلطان کے دل میں ان کی خاص وقعت ہو گئی تھی۔

صلاح الدین

یوسف صلاح الدین پسر نجم الدین ایوب بھی اپنے چچا کے ہمراہ چلا اس کا باپ بوجہ نو عمری کے اس کو بھیجنے پر رضامند نہ تھا لیکن تقدیر یوسف صدیقؑ کی طرح اس کو کھینچ کر لے گئی کہ عزیز مصر بنا دے۔

اس کی ولادت قلعہ تکریت میں ۵۳۲ھ میں ہوئی تھی - یہی وہ نوجوان ہے جو آگے چل کر سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح جنگ صلیبی کے لقب سے مشہور ہوا اور جس کے کارنامے اسلامی تاریخ کے اوراق کے زیب و زینت بنے۔

۲۹ رجمادی الاول ۵۵۹ھ کو یہ لوگ مصر میں داخل ہوئے۔ ضرغام مقابلہ میں مارا گیا - اور شاور پھر وزارت پر آیا - اس نے ایک ثلث مصر کا خراج

طان نورالدین کے پاس اس کے احسان کے معاوضہ میں بھیجا۔ مگر سلطان کی
ن یہ نہ تھی وہ چاہتا تھا کہ فاطمی سلطنت پر جو انتہائی ضعف کو پہونچ چکی ہے
قابض ہو جائے۔ اس بارہ میں شیرکوہ کو لکھا۔ اس نے شاور سے مشورہ کیا
دں مخفی طور پر باہم متفق ہوئے کہ سلطانی قبضہ کا اعلان کر دیں۔ لیکن پھر
ماں نے شاور کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ شیرکوہ اور اس کے ساتھی بھر سا تھیو
ے نکال سکتا ہے اور نورالدین وہاں پہنچ نہیں سکتا۔ پھر کیوں ملک
ں کے حوالہ کرے۔ یہ سوچ کر صلیبیوں کو لکھا کہ تم فوج لے کر آؤ اور شیرکوہ کو
مر سے نکالنے میں میری مدد کرو ورنہ اگر مصر نورالدین کے قبضہ میں چلا گیا تو
ہاری بھی خیر نہیں۔ اس کے علاوہ ان کو بہت کچھ مال ومتاع دینے کا بھی
دہ کیا۔

صلیبیوں نے جمعیت کثیر فراہم کر کے کوچ کیا۔ سلطان نورالدین کو جب اس
علم ہوا تو فوجیں لے کر ان کے شہروں پر حملہ آور ہوا تاکہ وہ مصر کی طرف نہ جا سکیں
ن وہ نہیں رک سکے۔ کیونکہ مصر کا نورالدین کے قبضہ میں چلا جانا ان کے لیے بہت
خطرہ تھا علاوہ بریں یہ بھی امید رکھتے تھے کہ شاید اس نادر موقع پر مصر کو فتح
ایں۔

شیرکوہ اطلاع پاکر بلبیس کے قلعہ میں جہاں سے صلیبیوں کو نکالا تھا
جاکر قلعہ گیر ہو گیا۔ شاور نے صلیبیوں کو ساتھ لے کر محاصرہ کیا۔ باوجود اس کے

Marfat.com

کہ اس کی فصیلیں بلند نہ تھیں اور روزانہ صبح وشام کو نکل کر وہ مقابلہ بھی کرتا تھا۔ مگر تین مہینے گزر گئے اور یہ لوگ اس کا کچھ نہ کر سکے۔

اس درمیان میں نورالدین نے شام میں صلیبیوں کو شکستیں دیں۔ اور قلعہ حارم پر بھی جوان کا خاص مامن تھا قبضہ کرلیا۔ جب یہ خبریں مصر پہنچیں تو صلیبیوں نے گھبرا کر اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مصر سے واپسی کا ارادہ کیا۔ شیرکوہ کو لکھا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو ہم محاصرہ اٹھالیں۔ وہ واقعات سے بے خبر اور قلت ذخیرہ سے تنگ تھا۔ راضی ہوگیا۔ اور مصر کو چھوڑ کر نورالدین کے پاس چلا آیا۔

وہاں ۵۶۲ھ تک رہا۔ لیکن مصر کا خیال اس کے دل کو چین نہ لینے دیتا تھا آخرکار اس نے منتخب بہادروں کی ایک فوج مرتب کرکے سلطان سے مصر کی اجازت چاہی۔ وہ راضی نہ تھا۔ مگر اس کے وفور شوق سے مجبور ہوکر پروانگی دی اور چند امیروں کو بھی ساتھ کر دیا۔ اس کل جماعت کی تعداد دو ہزار سوار تھی۔

شاور نے اس کی اطلاع پاکر پھر صلیبیوں کو بلایا وہ یلغار کرتے ہوئے پہونچے۔ شیرکوہ آب نیل سے اتر کر بالائی مصر میں پہنچ چکا تھا۔ اس کے پیچھے مصری اور صلیبی لشکر دریا کی طرح موجیں مارتے ہوئے چلے۔

شیرکوہ نے دیکھا کہ میری جمعیت قلیل اور غریب الدیار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے دل چھوٹ جائیں۔ اس لئے سب کے سب کو جمع کرکے مشورہ لیا۔ بعضوں نے

Marfat.com

کہاکہ یہاں اگر ہم شکست کھا گئے اور ظن غالب یہی ہے تو ہمارے لئے کوئی صورت پناہ کی نہ ہوگی اور اس ملک کے عامی اور لشکری اور بازاری وفلاح سب کے سب چن چن کر ہم کو قتل کر ڈالیں گے ایک بھی بچ کر گھر نہ جاسکے گا۔

یہ سن کر نورالدین کے ممالیک میں سے ایک شخص شرف الدین بغش نامی، اٹھا اور بولا کہ جو قتل یا قید سے ڈرتا ہے وہ فوج میں کیوں شامل ہوتا ہے چاہیئے کہ بیوی کے ساتھ گھر میں بیٹھے۔ یاد رکھئے کہ اگر یہاں سے بلا جنگ یا غلبہ حاصل کئے ہم واپس گئے تو نورالدین ہماری تنخواہیں بند اور جاگیریں ضبط کرے گا اور کہے گا کہ تم مسلمانوں کا مال کھاتے ہو اور ان نے دشمنوں سے کھا گئے ہو۔ مصر کو کیوں کفار کے حوالہ کر آئے اس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہ ہوگا۔

صلاح الدین نے بھی اس کی تائید کی۔ اور کہا کہ اب سوائے جنگ کے اور کوئی سبیل نہیں۔ شیرکوہ نے کہا یہی رائے صحیح ہے اور میں اسی پر عمل کروں گا۔ چنانچہ مقابلہ کے لئے صف آرائی کی۔ اور اپنی جنگی مہارت اس رزم گاہ میں لا کر ایسی بے جگری اور تدابیر کے ساتھ لڑا کہ ایک ساتھ دونوں فوجوں کو شکست دی اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ میمنہ پر خود تھا اور قلب میں صلاح الدین کو رکھتا تھا۔

شیرکوہ کے اس عجیب کارنامہ پر مورخین انگشت بدنداں ہیں کہ کس طرح اس نے صرف دو ہزار سواروں سے ساری مصری اور فرنگی طاقت کو چند گھنٹوں

میں توڑ دیا۔

اس فتح سے وہ صعید سے اسکندریہ تک قابض ہو گیا۔ وہاں ا
بھتیجے صلاح الدین کو متعین کیا اور خود بالائی مصر کا خراج تحصیل کرنے لگا۔

ہزیمت خوردہ جماعت نے پھر اپنا ساز و سامان درست کر کے اسکن
پر چڑھائی کی اور صلاح الدین کو محصور کر لیا۔ شدت محاصرہ اور قلت رس
وجہ سے اس پر ایسی سختی گزری جس کو وہ زندگی بھر نہیں بھولا۔

جب شیرکوہ مقابلہ کے لیے پہنچا اس وقت مصالحت کی گفتگو شر
ہوئی طے یہ پایا کہ جو کچھ اس نے وصول کر لیا ہے اس کے علاوہ پچاس ہزار د
اور لے اور اپنی فوج کو لے کر مصر سے چلا جائے۔ شیرکوہ نے منظور کیا بشرطیکہ
صلیبی یہاں سے واپس جائیں اور مصر کے ایک گاؤں پر بھی قبضہ نہ کریں۔

شیرکوہ اسکندریہ کو مصریوں کے حوالہ کر کے ذیقعدہ ۵۶۲ھ کو وا
چلا گیا۔ لیکن صلیبیوں نے قاہرہ میں اپنا شحنہ اور سواروں کا ایک دس
چھوڑا کہ اگر نورالدین کوئی فوج بھیجے تو وہ شہر کی حفاظت کر سکیں۔

اس شحنہ اور اس کی فوج نے اہل قاہرہ پر سخت ظلم و ستم ڈھائے
دو سال کے بعد جب دیکھا کہ یہاں کوئی طاقت نہیں ہے شام میں اپنے بادش
اموری کو دعوت دی کہ آ کر مصر پر قبضہ کرے۔ صلیبی امراء نے اس پر خوشی
اظہار کیا۔

Marfat.com

اموری اگرچہ دلیر اور خوں ریز تھا لیکن مدبر بھی تھا کہنے لگا کہ ہمارا مصر کی طرف چلنا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ ملک کو ہمارے حوالہ نہ کریں گے۔ اور جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیں گے بلکہ یقین ہے کہ نورالدین کو بلائیں گے اس صورت میں اگر شیرکوہ کو اس نے مصر بھیجدیا اور خود شام پر چڑھائی کی تو سوائے جلا وطنی کے ہمارے لیے کوئی سبیل نہ رہے گی۔ لیکن صلیبی امرار نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ جب تک نورالدین تیاری کرے گا اس وقت تک ہم مصر پر قبضہ کر چکیں گے۔

اسی اثنار میں مصر کے بعض ارکان دولت کے بھی اس کے پاس خطوط پہنچے کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اس وجہ سے وہ قوی دل ہو کر روانہ ہوا اور مصر پہنچ کر صفر ۵۶۴ھ میں بلبیس کو قتل و غارت سے تباہ کر ڈالا۔ پھر قاہرہ کی طرف بڑھا۔

اہل قاہرہ بلبیس کے قتل عام کو دیکھ کر ڈر گئے۔ شہر کا دروازہ بند کر لیا۔ اور پوری قوت کے ساتھ مدافعت کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین کے پاس خط بھیجا کہ آکر اس مصیبت سے مصریوں کو نجات دلائے۔ خط کے اندر حرم کے سر کے بال بھی رکھ دیئے تاکہ اس کو ترس آئے۔ اس نے فوراً شیرکوہ کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے پہنچتے ہی صلیبی خائب و خاسر شام کی طرف لوٹ گئے۔ لیکن اس ہنگامہ میں فسطاط جیسا عظیم الشان شہر بالکل ویران

Marfat.com

ہو گیا۔ جس میں مورخین کے بیان کے مطابق تین ہزار سے زائد مسجدیں بھی
شیرکوہ کے آجانے سے مصریوں کو امن مل گیا۔ انہوں نے اس کی
کی ضیافتیں کیں۔ خلیفہ نے بھی اس کو خلعت اور اس کے سپاہیوں کو ا
دیئے۔ شاور البتہ دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔ آخر میں چاہا کہ دعوت کے
بلا کر شیرکوہ کو قتل کر دے۔ لیکن اس کے بیٹے کامل نے مخالفت کی اور
کہ اگر تم نے ایسا ارادہ کیا تو میں خود اس کو مطلع کر دوں گا۔ شاور نے کہا کہ
اس کو نہ ماریں گے تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم کو مار ڈالے گا۔ کامل نے جواب دیا
سے ہم قتل ہو جائیں۔ ملک تو مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہے گا۔ یہ سمجھ ر
کہ جس دن شیرکوہ مارا گیا اسی دن صلیبی آکر سارے مصر پر قبضہ کر لیں گے۔ اس
اگر خود عاضد بھی نور الدین کے پاس جائے گا تب بھی وہ ایک سپاہی مدد کو
نہ دے گا۔ مجبوراً شاور اپنے ارادے سے باز رہا۔

صلاح الدین کو یہ اطلاع ملی کہ شاور پھر صلیبیوں کے ساتھ ساز
کر رہا ہے اس لئے جرأت کر کے اس کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ کو جب معلوم ہو
اس نے بھی قتل کا فرمان دیا۔ لوگوں نے اس کا گھر بھی لوٹ لیا۔ اسی میں
کا بیٹا کامل مارا گیا۔ شیرکوہ کو اس کے مارے جانے کا افسوس ہوا۔
کہ اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کو اس کے احسان کا کہ اپنے باپ کو میرے قتل
سے روکا تھا اچھا بدلہ دیتا۔

Marfat.com

شاور کے قتل کے بعد خلیفہ نے شیرکوہ کو بلا کر وزارت کا خلعت عطا کیا مگر وہ صرف دو مہینے پانچ دن اس منصب پر رہنے پایا تھا کہ ۲۲ر جمادی الثانی ۵۶۴ھ کو انتقال کر گیا۔

عاضد نے اس کے بعد صلاح الدین کو وزارت عطا کی۔

موتمن الخلافہ

صلاح الدین کے صفات اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے اہل مصر اس کے گرویدہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حساد کو رشک آیا جن میں سب سے مقدم موتمن الخلافہ تھا۔ یہ خصی غلام قصر خلافت کے جملہ امور کا منصرم اور خدم وحشم کا سردار تھا۔ اس نے چند مصری امراء کے ساتھ اتفاق کر کے صلیبیوں کے پاس خط لکھا کہ صلاح الدین کو مصر سے نکالنے میں ہماری مدد کرو۔ یہ خط جوتے کے تلے میں سلوا کر ایک غلام کو دیا کہ مخفی طور پر پہنچا دے۔ وہ راہ میں جوتا ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہا تھا صلاح الدین کے کسی آدمی کو شبہ ہوا۔ اس نے پکڑ لیا۔ خط برآمد ہوا۔ اور تحقیقات سے ساری کیفیت منکشف ہو گئی۔ موتمن الخلافہ نے خوف کی وجہ سے قصر سے نکلنا چھوڑ دیا۔ صلاح الدین خاموش رہا جب وہ مطمئن ہو گیا اور باہر آنے جانے لگا اس وقت اس کو قتل کرا دیا۔ سیدیوں نے غضبناک ہو کر شورش کی اور تقریباً پچاس ہزار جمع ہو کر صلاح الدین پر حملہ آور ہوئے خلیفہ نے بھی قصر کے ایک جھروکہ میں بیٹھ کر ان کی حمایت شروع کی۔ صلاح الدین نے نفط اندازوں کو حکم دیا کہ

Marfat.com

اس میں آگ لگادیں - جب خلیفہ وہاں سے بھاگا اس وقت شدید سخت
پڑ گئے۔ صلاح الدین کے بھائی شمس الدولہ نے ان سب کو شکست دے کر
تعذیب و تحریق سے فنا کر دیا۔ اس وقت سے ان کا نام و نشان مٹ گیا
اور عاضد بھی بے کس اور مخمول ہو گیا۔ لوگوں نے اس کا ذکر بھی چھوڑ دیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ فاطمیوں کے لئے مصر کو جس غلام نے فتح کیا تھا
اس کا نام بھی جوہر تھا۔ اور جس کی بدولت مصر ان کے قبضہ سے نکل گیا یعنی
موتمن الخلافہ اس کا نام بھی جوہر تھا۔

صلاح الدین نے اب اطمینان کے ساتھ ملکی انتظامات شروع کئے۔

صلیبیوں کو سخت خطرہ ہوا کہ ایک طرف نور الدین اور ایک طرف صلاح
اس لئے ۵۶۵ھ میں اموری نے ایک فوج گراں لے کر مصر پر چڑھائی کی اور
دمیاط کو محصور کر لیا۔ مگر وہاں سے بہت نقصان اٹھا کر واپس گیا۔

دوسرے سال خود صلاح الدین نے اس پر فوج کشی کی۔ شکست دی
عسقلان۔ رملہ اور پھر غزہ کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصر آیا اور کشتیاں
بنوا کر بر و بحر دونوں راستوں سے فوجیں لے گیا اور ایلہ پر قبضہ کر لیا۔

خطبۂ عباسی

جب صلاح الدین کا مصر پر پورا تسلط ہو گیا۔ یہاں تک کہ قصر خلافت
کے امور بھی اس کے ہاتھ میں آ گئے جس کا متولی امیر قراقوش کو بنا دیا۔

Marfat.com

خلیفہ عاضد بالکل بے بس اور گمنام ہو گیا۔ اس وقت سلطان نورالدین نے حکم بھیجا کہ فاطمی خطبہ موقوف کر کے وہاں عباسی خطبہ جاری کرو۔ صلاح الدین ڈرتا تھا کہ اہل قاہرہ جو فاطمیوں کے اثر سے زیادہ تر شیعہ ہو گئے ہیں مخالفت پر آمادہ ہوں گے۔ مگر ایک شرقی شخص نے جس کا نام امیر عالم تھا جرأت کر کے محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں قاہرہ کی جامع مسجد میں مستضی بامر اللہ خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ کوئی بھی مخالفت کے لئے نہیں اٹھا۔ اس وقت سے فاطمی خطبہ منقطع ہو گیا۔ اور شام و مصر کے تمام شہروں میں عباسی ہی خطبہ پڑھا جانے لگا۔

بغداد میں جس وقت یہ خبر پہنچی وہاں بڑا جشن منایا گیا۔ خلیفہ نے سلطان نورالدین کے پاس خلعت اور مصر و شام کی امارت کا فرمان بھیجا۔ نیز صلاح الدین کے لئے بھی خلعت اور سیاہ عباسی علم روانہ کئے۔

عاضد اس وقت مرض الموت میں تھا۔ صلاح الدین نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ایسی حالت میں اس کو اس خبر کی اطلاع دی جائے جو اس کے لئے رنج کا موجب ہو گی۔ چنانچہ وہ بلا اطلاع کے عاشورہ کے دن گزر گیا۔ اس کی موت پر فاطمی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

عاضد نہایت غالی شیعہ تھا اور سنیوں کے خون کو حلال سمجھتا تھا۔

Marfat.com

خلفائے فاطمیہ

خلفائے فاطمیہ کی تعداد خلفائے بنی امیہ کے برابر ہوئی۔ یعنی
جن میں سے مہدی۔ قائم اور منصور تین افریقہ میں گذرے اور بقیہ
مصر میں۔ لیکن زمانہ انہوں نے بنی امیہ سے دگنا پایا اور ۲۹۵ھ سے
۵۶۷ھ تک ۲۷۲ سال خلافت کی۔

مورخین بالعموم ان کی نسبت اچھی رائیں نہیں رکھتے کیونکہ
اور ملک داری میں یہ لوگ حصہ نہیں لیتے تھے۔ بلکہ مہمات سلطنت
کو سپرد کرکے خود حرم میں تعیشات اور تکلفات میں زندگیاں گذارا کرتے
تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ملک کی انتظامی حالت ان کے عہد میں بہ نسبت
کے خراب رہی اور مستنصر کے عہد سے تو بالکل غلاموں کے قبضہ میں پڑ
اور کسی کام کے قابل نہیں رہے۔ یہاں تک کہ جزیرہ صقلیہ بھی نکل گیا
نے آکر شام کو لے لیا۔ اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ روجر نے دو
کو تخت و تاراج کیا۔ اور اگر وہ ملک کی اندرونی شورشوں کی وجہ
واپسی پر مجبور نہ ہوا ہوتا تو پورے مصر پر قبضہ کر لیتا۔

چونکہ یہ خلافت بھی عباسی خلافت کی طرح قرابت رسولؐ کے
پر قائم ہوئی تھی اور عبید اللہ نے فاطمی اور علوی نسب کی بنیاد پر ا

بت و امامت کا علم بلند کیا تھا اس وجہ سے تشیع اس کے اصل نوام میں
بنا جس میں یہ تمام خلفاء اول سے آخر تک غلو رکھتے تھے اور عوام الناس
ہی عقائد پھیلاتے تھے۔

مصر پر قبضہ کرنے کے بعد اسماعیلیت کی تبلیغ کے لئے جس میں بنی فاطمہ
امت کا عقیدہ سب سے مقدم تھا ایک خاص مرکز قائم کیا گیا جس کے
کا لقب داعی الدعاۃ ہوتا اور اس کا درجہ قاضی القضاۃ سے بھی برتر
تا تھا۔ چنانچہ قاضی یازوری مستنصر کا مقبول ترین وزیر پہلے اسی
پر تھا۔

اس مرکز میں طریق دعوت اور اسرار امامت کی تعلیم دے کر دوسرے
لک میں مبلغ بھیجے جاتے تھے کہ مخفی طور پر لوگوں کو ان عقائد کی تلقین
یں۔

ان خلفاء کی نگاہیں ایران و خراسان پر لگی ہوئی تھیں جو شیعیت کا
ہ رہ چکے تھے۔ اس لئے ان میں کثرت کے ساتھ مبلغ بھیجے گئے جن کی
ے سلجوقی مرتب باطنی جماعت پیدا ہوئی جن کو بوجہ حشیش (بھنگ)
ستعمال کے حشیشین کہنے لگے۔ اور عراق میں قرامطہ کی شورش بڑھی
ان کی بدولت نہ صرف خلافت عباسی بلکہ تمام مشرق میں اضطراب پھیل گیا۔
باطنیہ کا سلسلہ اصفہان اور مرو تک پہنچ گیا تھا اور حسن بن صباح

Marfat.com

جس نے مصر میں اصول دعوت کی تعلیم حاصل کی تھی اور مستنصر سے مل کر مشرق میں گیا تھا ساحل بحر قزوین پر قلعہ الموت میں اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔

ان جماعتوں کے رات دن کے فتنوں۔ خلفاء۔ سلاطین۔ امراء۔ وزراء اور علماء وغیرہ کے قتل و ذبح سے ممالک مشرقیہ کمزور اور بے جان ہوگئے۔ خلفاء عباسیہ کی تو یہ نوبت پہنچ گئی کہ بساسیری نے جو خود انہیں کا غلام تھا بغداد میں فاطمی خطبہ رائج کردیا اور وہ کچھ نہ کرسکے۔ اور اگر سلجوقی حمایت کو نہ کھڑے ہوجاتے تو سارا مشرق فاطمیوں کے زیر اثر آچکا تھا۔

سنی علماء نے ان کے الحاد۔ فسق و فجور اور ظلم و ستم کے واقعات پر مفصل کتابیں لکھی ہیں جن میں سے قاضی ابوبکر باقلانی کی کشف الاسرار عبدالجبار بصری معتزلی کی تثبیت النبوۃ اور ابوشامہ اور حافظ ابن القاسم کی تاریخیں مشہور ہیں۔

خلفاء عباسیہ نے بھی ایک محضر تیار کرایا جس میں اس عہد کے شرفا اور علماء نے شہادتیں لکھیں کہ فاطمیہ کا دعوائے نسب صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ میمون بن قداح کی نسل سے ہیں۔ جو ایک شعبدہ گر ملحد مجوسی تھا۔ اور عبیداللہ مہدی کا نام سعید تھا۔ جس کا باپ سلمیہ میں آہنگری کا کام کرتا تھا۔ اسی سعید نے مغرب میں جاکر اپنا نام عبیداللہ رکھا۔ اور فاطمی اور علوی بن کر مہدویت کا مدعی ہوا۔

Marfat.com

فاطمیہ چونکہ اپنے آپ کو عباسیہ کا مدمقابل سمجھتے تھے اس وجہ
ے جاہ وجلال اور نام ونمود کے ساز وسامان میں ان سے فوقیت کی
شش کرتے تھے۔ اور مصر کی بے شمار دولت کی وجہ سے اس میں ناکام بھی
یں رہتے تھے۔ چنانچہ صلاح الدین نے جب عاضد کے قصر پر قبضہ کیا
ں وقت اس قدر آلات وفرش۔ امتعہ وذخائر اور نقود وجواہر ملے جو
شمار سے باہر تھے اور جن کے بیان سے تاریخ کے صفحات تنگ ہیں۔ مزید
ں دو لاکھ کتابیں تھیں جن میں سے بڑا حصہ قاضی فاضل کو ملا۔ بقیہ فروخت
گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں کی بہت سی کتابیں اب جرمنی کے کتب خانہ
یں موجود ہیں۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

دولت ایوبی

۵۶۷ھ سے ۶۴۸ھ تک

صلاح الدین نے قصر خلافت پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے غلاموں اور کنیزوں کو امرا میں تقسیم کردیا۔ حرم خلافت کے لئے ایک حویلی مخصوص کی اور خاندان فاطمی کے افراد کو نظربند رکھا۔ اس کے بعد رفض و شیعیت کو مٹانے اور مذہب شافعی کو فروغ دینے پر کمر باندھی۔ اذان میں حی علی خیر العمل کے بجائے حی علی الفلاح پکارنے کا حکم دیا۔ جامع ازہر میں اسماعیلیت کی تعلیم بند کردی۔ اور مذاہب اربعہ کے اساتذہ وہاں تدریس کے لئے مقرر کئے اور ملک سے جملہ شعائر اسماعیلیت کے اٹھادیئے۔ نیز جو ناجائز ٹیکس عہد فاطمی میں رعایا پر لگائے گئے تھے منسوخ کئے۔ جن پر بقایا تھا معاف کردیا۔ ملک کی ابتری کی اصلاح کی اور رعایا کی بہبود اور اراضی کی آبادی کی طرف

وجہ ہوا۔

داعی الدعاۃ اور عمارہ یمنی نے جو فاطمیہ کے پروردہ تھے۔ بہت بڑی سازش کی کہ صلاح الدین کو قتل کر ڈالیں۔ مگر راز کھل گیا۔ صلاح الدین نے سازشیوں کو سولی پر چڑھایا اور بقیہ فاطمیوں پر نگرانی زیادہ بڑھا دی۔

سلطان نورالدین محمود زنگی

صلاح الدین مصر میں اگرچہ سلطان نورالدین کے نائب کی حیثیت سے تھا لیکن اس کی نیت استقلال کی تھی اور در پردہ اسی کا سامان کر رہا تھا اور برابر اپنی مالی اور فوجی قوت بڑھانے میں مصروف تھا۔ اپنے بھائی توران شاہ کو اسوان کا امیر بنایا۔ اس نے نوبیا اور اس کے دوسرے سال یمن پر قبضہ کر لیا۔

نورالدین نے اس امر کو محسوس کر لیا۔ چاہا کہ اس کو اپنے پاس بلائے۔ لکھا کہ میں صلیبیوں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی فوجیں لے کر مصر سے آؤ اور فلاں مقام پر مجھ سے ملو۔ صلاح الدین نہیں گیا اور جواب بھیج دیا کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے مصر میں رہنا ناگزیر تھا۔ نورالدین کو اب یقین ہو گیا۔ اس نے لکھا کہ آؤ ورنہ میں خود آؤں گا۔

صلاح الدین نے اپنے حامیوں کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ اس کے

بھتیجے تقی الدین نے کہا کہ آنے دیجئے ہم مقابلہ کریں گے۔

نجم الدین ایوب

اس مجمع میں صلاح الدین کا باپ نجم الدین بھی تھا۔ بولا کہ یہ رائے غلط ہے۔ ہم سب نورالدین کے خدام اور اس کے نمک پروردہ ہیں۔ جس وقت وہ سامنے آجائے گا کون ہے جو گھوڑے سے اتر کر اس کو سلام نہ کرے۔ مناسب یہ ہے کہ تم یہ جواب لکھو کہ آپ خود یہاں آنے کی زحمت کیوں اٹھائیں اگر میری گرفتاری منظور ہے تو ایک پیادہ کو بھیج دیجئے وہ میرے گلے میں رسی ڈال کر لے جائے۔ یہاں کون ہے جو چون وچرا کر سکے۔

اس کے بعد جب سب امراء چلے گئے تو اس نے صلاح الدین کو سمجھایا کہ سلطان سے بغاوت کا اعلان نادانی ہے۔ کیونکہ پھر وہ پوری قوت سے چڑھائی کرے گا اور ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور فرماں برداری کے اظہار سے ہماری طرف سے غافل ہو کر دوسرے مہمات میں مشغول رہے گا اور تقدیر اپنا کام کرتی رہے گی۔ یہ تم یقین رکھو کہ وہ اگر یہاں سے ایک حبہ بھی لینا چاہے گا تو سب سے پہلے میں لڑوں گا۔ مگر زہر کی بہ نسبت شہد سے کام لینا زیادہ بہتر ہے۔

صلاح الدین نے اپنے باپ کی رائے کے مطابق جواب دیا۔ جس سے

Marfat.com

ان مطمئن ہوگیا۔ اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد شوال ۵۶۹ھ میں
ں میں اس کا انتقال ہوگیا۔ عمر ساٹھ سال تھی۔

ات نورالدین

سلطان نورالدین پہلے حلب کا والی تھا۔ لیکن صلیبی جنگوں میں ایسی
شان فتوحات کیں کہ اس کی بہادری کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور اس کی سلطنت
ی وسیع ہوگئی۔ مصر۔ شام۔ یمن میں بھی اس کا نام خطبوں میں لیا جانے لگا۔

نہایت متقی عالم اور علم دوست تھا۔ بیت المال میں سے کبھی ایک پائی
نے خرچ میں نہیں لایا۔ اور ہمیشہ گذرا وقات ایک جائیداد سے کی جس کو اپنی
م حلال کی کمائی سے خرید کیا تھا۔

علماء و صلحاء کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ ملک میں جا بجا مدارس۔ مساجد
ستان اور سرائیں تعمیر کرائیں اور ان پر املاک وقف کئے۔ شام کے اکثر
ہروں کی فصیلیں بنادیں کہ فرنگیوں کے حملہ سے محفوظ رہیں۔ جہاد میں خود
پاہیوں کی طرح دو دو کمانیں لے کر لڑتا تھا۔ فقیہ قطب شادی نے ایک
لہا بھی کہ آپ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں کیونکہ اگر کوئی بات ہوگئی
پھر مسلمانوں کی خیر نہیں۔ بولا کہ محمود سے پہلے مسلمانوں کا کون محافظ تھا۔
حکم اللہ کلمہ ہے اور بس۔

رات کا بڑا حصہ دعا اور عبادت میں گزارتا۔ اور عدل و انصاف میں اور بے گانہ۔ چھوٹے اور بڑے سب کو ایک ساں سمجھتا تھا۔

چوڑی پیشانی۔ مطبوع شکل اور بادامی آنکھیں تھیں۔ چہرہ سے رعب و وقار برستا تھا۔

مورخین نے شاہان اسلام میں سب سے بہتر اسی کو قرار دیا ہے۔ چونکہ اس کی سلطنت کا رقبہ بہت وسیع ہو گیا تھا اور اکثر صلیبیوں کے ساتھ جنگ و جہاد میں مصروف رہتا تھا اس وجہ سے خبر رسانی کا کام زیادہ تر نامہ کبوتروں سے لیتا تھا۔ جو سکھا کر اس کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔

اس کے جنگی کارناموں اور فتوحات پر مفصل اور مستقل کتابیں علماء نے لکھی ہیں ان کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔

سلطان صلاح الدین

نورالدین کی وفات کے بعد مصر اور شام کی مستقل حکومت صلاح الدین کے ہاتھ میں آ گئی۔ ۵۸۲ھ میں حلب۔ رہا۔ سنجار اور موصل وغیرہ بھی جو نورالدین کے بیٹے اسمٰعیل کے قبضہ میں تھے اس کو مل گئے۔ اس وقت یہ سلطان کے لقب سے مشہور ہوا۔ خلیفہ بغداد مستضی نے معز امیر المومنین کا خطاب بخشا۔ اس کے بعد ناصر لدین اللہ خلیفہ ہوا تو اس نے ملک ناصر کا خطاب دیا۔

Marfat.com

ملک ناصر کا خطاب دیا۔ لیکن صلاح الدین نے اس کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خود
خلیفہ کا لقب اپنے جیسے خادم کے لیے خلاف ادب سمجھتا ہوں۔

صلاح الدین جس زمانہ میں حلب کی طرف گیا تھا صلیبیوں نے موقع پاکر
شام کے مغربی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ اس کا بھائی تورانشاہ
مدافعت کے لیے فوجیں لے کر گیا مگر مقابلہ نہ کر سکا۔ سلطان نے اطلاع پاکر
اپنے لشکر میں سے ایک مصری فوج کمک کے لیے بھیجی جس نے صلیبیوں کو
پسپا کیا۔

جب حلب سے سیف الدین غازی اور ملک صالح وغیرہ سے معاہدہ
کرکے واپس آرہا تھا تو مقام عیراز میں دو باطنی جو اس کے مارنے کے لیے آئے تھے
پکڑے گئے ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ ۲۰ محرم ۵۷۲ھ کو مصر میں پہنچا اور اس
کا انتظام وزیر بہاء الدین اسدی کے سپرد کر کے خود صلیبی مہم پر روانہ ہوا۔

وزیر مذکور نے نہایت دیانت۔ دانشمندی اور چستی سے کام کیا۔ عہد
فاطمی میں جتنی خرابیاں پڑ گئی تھیں ان کی اصلاح کی۔ نہروں اور پلوں کی مرمت کرائی
راستے ٹھیک کیے تجارت اور زراعت کو ترقی دی جس سے ملک خوش حال
رعایا فارغ البال اور خزانہ سلطنت معمور ہو گیا۔ سلطان ہمیشہ اس کے حسن
انتظام سے خوش رہا۔

۵۷۲ھ سے صلیبیوں کے ساتھ جہاد شروع کیا۔ اور متواتر چودہ سال

Marfat.com

تک لڑکر شام کا ایک ایک شہر ان کے ہاتھوں سے نکال لیا۔ یہاں تک
بیت المقدس بھی لے لیا۔ جہاں انہوں نے اپنی پوری قوت سے جنگ کی تیا
کی تھیں ان معرکوں کی تفاصیل سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

بالآخر صلیبیوں نے مجبور ہو کر ۲۲ رشعبان ۵۸۸ھ میں حلف نامہ
مصالحت کی اس وقت لڑائی ختم ہوئی۔ طے یہ پایا کہ اسلامی اور عیسائی
ایکساں ہیں ہر شخص آزادانہ بلاخوف و خطر جہاں چاہے آئے جائے۔

اس کے بعد سلطان دمشق میں گیا جہاں اس کے اہل و عیال موجو
دہیں کرک سے اس کا بھائی ملک عادل بھی آ گیا اور سارا خاندان نہایت
آرام کے ساتھ رہنے لگا۔ سلطان کو دمشق اس قدر پسند تھا کہ مصر جانے کا خیا
بھی نہ کیا۔ آخر وہیں ۵۸۹ھ میں ۲۷ صفر کو ۵۷ سال کی عمر میں انتقال
۱۷ بیٹے چھوڑے اور صرف ایک بیٹی مونسہ خاتون۔

صفات صلاح الدین

صلاح الدین شجاعت۔ عدل۔ کرم اور تقوے میں نور الدین ثانی تھا۔
سخی اور بے انتہا رقیق القلب۔ دشمنوں پر بھی ترس کھاتا تھا۔ صلیبی جنگوں
کوئی سرہنگ فرنگی فوج میں سے ایک شیرخوار بچہ اٹھا لایا۔ اس کی ماں رنج و
سے بے قرار ہو گئی اور اپنے سرداروں کے پاس جا کر روئی۔ انہوں نے کہا کہ سل

Marfat.com

بڑا نرم دل ہے اس کی خدمت میں جا کر عرض کر۔ وہ روتی ہوئی آئی۔ اور اپنی کہانی سنائی سلطان مضطرب ہو گیا اور اسی وقت اٹھا۔ فوج میں تلاش کرایا۔ معلوم ہوا کہ بچہ بیچ دیا گیا ہے۔ دام دے کر واپس منگایا۔ جب بچہ آ گیا تو اس کی ماں کی گود میں دیا اور سوار کر کے عزت کے ساتھ پہونچا دیا۔

• جس زمانہ میں رملہ کے متصل خیمہ زن تھا یافا میں انگلستانی بادشاہ رچرڈ بیمار پڑا۔ فرانسیسی اس وقت جا چکے تھے اور رچرڈ کے پاس صرف دو تین سو سپاہی رہ گئے تھے۔ سلطان بجائے اس کے کہ کسی رئیس کو حکم دیتا کہ وہاں قبضہ کر لے روزانہ اس کے واسطے میوہ اور برف بھیجتا تھا۔ بلکہ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خود طبیب بن کر اس کو دیکھنے گیا اور علاج بھی کیا۔

بیت المقدس میں فرنگی جب اس کے محاصرہ سے تنگ آ گئے تو امان کے طالب ہوئے۔ سلطان نے کہا کہ ۴۹۲ھ میں جب تم اس میں داخل ہوئے تھے تو کسی مسلمان کو امان دی تھی؟ میں بھی امان نہیں دوں گا۔ اور وہی سلوک تمہارے ساتھ کروں گا۔ آخر میں اسقف بالیاں اور دیگر رؤسا کے کہنے سے اس شرط پر ان کو امان دی کہ فی مرد ۱۰ فی عورت ۵ اور فی طفل دو دینار دیں اور اپنا مال متاع لے کر چالیس دن کے اندر یہاں سے نکل جائیں۔ اسلامی فوج شہر میں داخل ہوئی سپاہیوں نے دیکھا کہ فرنگی اشرفیوں کے صندوق بھر بھر کے لئے جا رہے ہیں سلطان سے جا کر کہا کہ فاتح فوج ایسی غنیمت سے کیوں محروم کی جاتی ہے۔ بولا

Marfat.com

کہ بدعہدی ہمارا شیوہ نہیں ہے۔

پرنس رانولڈ دی شاتیلون والی کرک نے ایک بار معاہدہ کر لینے کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت کو بلا وجہ قتل کر ڈالا تھا اور کہا تھا کہ میرے مقابلہ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کون نصرت کر سکتا ہے!! سلطان نے سن کر یہ قسم کھائی تھی کہ وہ گرفتار ہوگا تو اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کروں گا۔ معرکہ حطین جو صلیبی لڑائیوں میں سب سے سخت تھا اور ربیع الثانی ۵۸۳ھ میں ہوا۔ اس میں ان کا سب سے بڑا بادشاہ جافرے رگوسے دی لوزینانا) مع اپنے بھائی پرنس مذکور کے گرفتار ہوا۔ جب یہ دونوں دربار میں لائے گئے اس وقت جافرے بہت پیاسا تھا۔ سلطان نے اس کے لئے برف کا شربت منگوایا۔ پینے کے بعد اس نے پرنس کو بھی پلایا۔ سلطان نے کہا کہ آپ پلا رہے ہیں میں نہیں۔ کیونکہ کھلانے یا پلانے کے بعد کسی کو قتل کرنا اس کے نزدیک سپاہیانہ روح کے منافی تھا۔ اس کے بعد تلوار لے کر اٹھا اور کہا کہ دیکھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر اب بھی تو اسلام قبول کرے تو چھوڑ دوں لیکن یہ سعادت اس کی قسمت میں نہ تھی۔ جافرے اس کے قتل سے سہم گیا۔ سلطان نے اس کو اطمینان دلایا کہ میں تم کو قتل نہیں کروں گا۔ یہ تو غدار اور بے دین تھا اور انبیاء کی شان میں زبان درازی کرتا تھا۔

علم کا ایسا قدر دان تھا کہ سینکڑوں مدرسے بنوائے۔ علماء وصلحاء کے

Marfat.com

وظائف مقرر کئے اور اپنے دونوں بیٹوں عزیز اور افضل کو ساتھ لے کر امام سلفی سے سماع حدیث کے لئے اسکندریہ کا سفر کیا۔

۵۷۳ھ میں عسقلان کی جنگ میں جب فقیہہ عیسیٰ جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے صلیبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو ان کو واپس لے کر چھین لیا اگرچہ چھ لاکھ دینار فدیہ میں دینے پڑے۔

اس کی تمام فوج مطیع و فرماں بردار اور دل سے محبت اور عزت کرتی تھی اور رعب اس قدر تھا کہ باوجود کثرت کے کبھی ان میں سے کوئی منحرف نہ ہو سکا۔

دنیا سے بے نیازی کی کیفیت یہ تھی کہ گو بے حد مال و متاع زندگی میں اس کو ملا۔ مگر مرنے کے بعد خزانۂ خاص میں صرف ایک دینار چھوڑا تھا اور ۴۷ درہم۔

مصر اور شام میں اس کی بہت سی یادگاریں ہیں۔ قاہرہ کے متصل جبل مقطم کا قلعہ اسی نے اپنی سکونت کے لئے بنوایا تھا جو اب تک موجود ہے اور مصر کے کل قلعوں سے زیادہ سنگین۔ بڑا اور موقع کے لحاظ سے بہتر ہے۔

ملک عزیز

صلاح الدین نے امرار کے مشورہ سے اپنی زندگی ہی میں سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ عماد الدین عثمان کو ملک عزیز کے لقب سے

Marfat.com

سالنہ مصر کی ولایت دی۔ نورالدین کا خطاب ملک افضل رکھا اور اس کو دمشق کا بادشاہ بنایا۔ اور غیاث الدین ابوالفتح غازی کو ملک ظاہر کا لقب دے کر عراق عجم حوالہ کیا۔ بقیہ بیٹوں کو چھوٹے چھوٹے اقطاع دیدیئے۔

عزیز فیاض اور شجاع تھا لیکن امور سلطنت میں سہل انگار۔ اس کے عہد میں وہ محاصل جن کو سلطان صلاح الدین نے شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے موقوف کر دیا تھا۔ پھر لگا دیئے گئے۔ قحط بھی پڑا۔ ۲۰ محرم ۵۹۵ھ کو اس نے وفات پائی۔

ارباب خیر و صلاح کو بہت عزیز رکھتا تھا۔

ملک منصور

عزیز کے بعد اس کا بیٹا منصور جس کا سن صرف آٹھ سال تھا مصر کے تخت پر بیٹھا۔ ملک عادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب کرک سے فوج لئے ہوئے آیا اور اس دعوے سے کہ وہ منصور کا دادا ہوتا ہے سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر شوال ۵۹۶ھ میں علماء کے فتوے کے مطابق اس نابالغ کو اتار کر خود تخت نشین ہو گیا۔

ملک عادل

عادل کے تخت پر آتے ہی دور صلاح الدین تازہ ہو گیا۔ کیونکہ اس نے

Marfat.com

نفض سے شام بھی لے لیا اور حلب کو بھی تابع کر لیا۔ اس طرح پر پوری سلطنت جو حصوں ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی تھی پھر ایک علم کے نیچے آ گئی۔

اسی کے عہد میں ۵۹۷ھ میں مصر کا وہ مشہور قحط پڑا تھا جس میں آدمی آدمیوں کو کھانے لگے تھے اور جس کی چشم دید، پُر درد کیفیت عبداللطیف بغدادی نے اپنے سفرنامہ میں لکھی ہے۔

سلطان صلاح الدین کے انتقال کے بعد صلیبیوں نے جب دیکھا کہ اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو یورپ سے مدد طلب کی اور خود بھی اپنی قوتیں بڑھانے لگے تاکہ اپنی کھوئی ہوئی شوکت پھر حاصل کر لیں۔ مگر یہ مدد اس وقت پہنچی جب ملک عادل سلطنت کو متحد کر چکا تھا۔ اس وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکے۔

۶۱۳ھ میں جب چھٹا حملہ صلیبیوں کا ہوا اس وقت بوجہ کثرت کے انہوں نے شام کے اکثر شہروں کو لے لیا۔ ۶۱۵ھ میں مصر کی طرف بڑھے اور دمیاط کو فتح کر لیا۔ اسی درمیان میں ملک عادل نے وفات پائی۔

یہ سلطان صلاح الدین کا بھائی اور اسی کی طرح شجاع۔ عاقل، حلیم، اقبال مند تھا۔ صلیبی معرکوں میں اس کا رعب اس قدر غالب تھا کہ دشمن صلاح الدین سے زیادہ اس سے ڈرتے تھے۔ رچرڈ شیر دل کوشش میں تھا کہ اپنی بہن جون کی جو سسلی کے بادشاہ کی بیوہ تھی اس کے ساتھ شادی کر دے صلیبیوں کی دونوں جماعتوں جمعیت ہیکلیں اور جمعیت ماری یوحنا کے مشورہ سے

Marfat.com

بلد بار اس کے لیئے قاصد بھیجے۔ شرط یہ تھی کہ قدس اور وہ بلاد جو مسلمانوں کے پاس ہیں جون کو ملیں۔ عادل نے اس شرط کو مسلمانوں کے لیئے مفید سمجھ کر منظور کر لیا۔ اور سلطان صلاح الدین نے بھی اجازت دیدی۔ لیکن کشیشوں اور راہبوں نے جاجا کر جون کو سمجھایا کہ اس سے تو مسیح کی نافرمانی ہو جاوے گی اور آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکے گی اس وجہ سے وہ رک گئی۔

ملک کامل

عادل کے بعد اس کا بیٹا کامل محاصرہ دمیاط ہی میں تخت نشین ہوا۔ اس نے ۹ رجب ۶۱۸ھ میں صلیبیوں کو وہاں سے نکالا۔ اس کے بعد قاہرہ میں آیا اور فتح کی خوشی میں جشن عام کیا۔

مصر میں اس کی بنائی ہوئی متعدد عمارتیں ہیں امام شافعی کی قبر پر اسی نے خوش اعتقادی سے قبہ تعمیر کرایا۔ حدیث کی تعلیم کے لیئے ایک عظیم الشان مدرسہ بنوایا۔ جس کے لیئے جائیداد وقف کی۔ زمانۂ مابعد میں یہ مدرسہ کاملیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

ایک بار شرف الدین بن عین الدولہ قاضی القضاۃ کے سامنے ایک مقدمہ میں شہادت دی۔ انہوں نے اس کو پایۂ اعتبار سے ساقط گردانا اس بنا پر کہ وہ روزانہ ایک مغنیہ عجیبہ نامی کو بلوا کر گانا سنا کرتا تھا۔ اس پر اس نے قاضی

Marfat.com

کی شان میں سخت کلمہ استعمال کیا۔ قاضی نے کہا کہ یہ مسند عدالت کی توہین ہے میں اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اسی وقت اپنی برطرفی کا اعلان کر کے گھر چلے آئے کامل نے مجبوراً جا کر ان کو راضی کیا کیونکہ اس کو اپنی بدنامی کا خوف ہوا۔

کامل ۶۳۵ھ میں دمشق میں بیمار رہا۔ اور وہیں ۲۲ رجب کو انتقال کر گیا۔ ۲۰ سال ۲ مہینے حکومت کی۔ شان و شکوہ اور ہیبت و وقار میں ممتاز تھا۔

عادل ثانی

کامل کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین ابو بکر عادل سلطان ہوا۔ لیکن ۲ سال سے زیادہ نہ رہ سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کا بھائی ملک صالح نجم الدین جزیرہ کا فرمانروا تھا اور امیر مونس شام کا۔ صالح نے امیر مذکور سے امارت کا تبادلہ کر لیا اور شام میں آگیا۔ غرض یہ تھی کہ مصر پر تغلب حاصل کرے۔ چنانچہ فوج کشی کی۔ عادل مقابلہ کے لئے چلا۔ مگر مقام بلبیس میں پہنچ کر امرا اور فوج نے خود در پردہ صالح کے حامی تھے اس کو گرفتار کر لیا۔ صالح آکر مصر پر قابض ہو گیا۔

ملک صالح

ذی حجہ ۶۳۷ھ میں اس کی سلطنت کی بیعت ہوئی اس کے بعد امیر مونس

کو جزیرہ سے معزول کر کے مصر میں طلب کیا۔ اس کو خطرہ ہوا اور اس نے صلیبیوں کے پاس پناہ لی۔ والیِ دمشق اسماعیل۔ امیر حمص ابراہیم۔ اور حاکم کرک بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ اور سب نے متفق ہو کر لشکر کشی کی۔ لوئس ہنم فرانسیسی بادشاہ بھی ان کے ساتھ آ کر شریک ہو گیا۔ ۲۲ صفر ۶۴۷ھ میں دمیاط کو لے لیا۔ پھر فارسکور کی طرف بڑھے۔ ملک صالح بیمار تھا مگر ۴ مہینے مقابلہ میں جما رہا۔ آخر اسی سال ۱۴ شعبان کو انتقال کر گیا۔ اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس کی موت کو مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا ملک معظم توران شاہ حصن کیفا سے آ کر تخت نشین ہوا اس نے صلیبیوں کو سخت شکست دے کر نکال دیا۔

قاضی عزالدین

ملک صالح کے زمانہ میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام مصر میں آئے پہلے یہ دمشق میں قاضی تھے۔ وہاں کے امیر اسمٰعیل نے جب صلیبیوں کو صیدا اور قلعۂ شقیف دینے کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ ملایا اس وقت انہوں نے اعلان کرایا کہ خطبوں میں سے اسماعیل کا نام نکال دیا جائے۔ وہ یہ سن کر نہایت غضبناک ہوا۔ اس لئے یہ دمشق چھوڑ کر مصر کی طرف چلے۔ چونکہ بہت محترم تھے اس وجہ سے امراء اور اعیان شہر نے روکنے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ ہم اسماعیل کو راضی کر لیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ چل کر صرف اس کی دست بوسی

Marfat.com

کر لیجیے۔ فرمایا کہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں ہوں کہ تمہارا امیر میری دست بوسی کرے۔ چہ جائیکہ میں خود اس کا ہاتھ چوموں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اس آفت سے مجھ کو پناہ میں رکھا ہے۔ جس میں تم لوگ مبتلا ہو۔ جاؤ تم دوسرے عالم میں ہو میں دوسرے عالم میں ہوں۔ جب مصر پہنچے تو ملک صالح نے تکریم کی اور قضاء کا عہدہ دیا۔

اس زمانہ میں سلطانی حاجب امیر فخرالدین نے جس کے ہاتھ میں سلطنت کی باگ تھی ایک مسجد کے دروازہ پر بالاخانہ بنایا تھا جس پر نوبت بجائی جاتی تھی۔ قاضی موصوف نے جب اس کو دیکھا تو فوراً توڑنے کا حکم دیا اور امیر فخرالدین کے ناقابل شہادت ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی مخالفت میں میں اپنے منصبی فرائض ادا نہ کر سکوں گا استعفاء دے کر عدالت سے چلے آئے۔ ملک صالح نے خود جا کر اس بالاخانہ کو گروا دیا اور ان کو راضی کر کے دوبارہ مسند عدالت پر لایا۔

فخرالدین اور اس کے رفقاء سمجھتے تھے کہ ان کے اعلان کا ہمارے اوپر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اسی درمیان میں سلطان نے بغداد کے خلیفہ مستعصم کے پاس کسی امر خاص کے متعلق سفارت بھیجی۔ سفیر نے وہاں پہنچ کر جب خلیفہ کو پیغام سنایا تو خلیفہ نے پوچھا کہ اس کو تم سے خود سلطان نے کہا تھا یا کسی اور نے؟ اس نے جواب دیا کہ امیر فخرالدین نے۔ خلیفہ نے کہا کہ

Marfat.com

عزالدین نے اس کو ساقط الاعتبار کر دیا ہے۔ اس لئے اس کی روایت ہم قبول نہیں کر سکتے۔ مجبوراً سفیر نے واپس آکر سلطان کی زبان سے پیغام لیا اور جبا کر جواب لایا۔

قاضی موصوف کے نزدیک یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ ممالیک بحریہ جو سلطان کے زرخرید ہیں آزاد نہیں کئے گئے ہیں اس لئے اعلان کرایا کہ ان کے جملہ تصرفات خود مختارانہ از قسم بیع و شریٰ و نکاح و طلاق وغیرہ بوجہ عدم حریت ناجائز ہیں اور حکم بھیجا کہ وہ سب کے سب حاضر آئیں میں ان کو فروخت کروں گا کیونکہ وہ بیت المال کی ملکیت ہیں۔ قاضی صاحب کو ان کے احباب نے اس کے انجام سے ڈرایا۔ مگر وہ اجرار حکم شرعی پر اڑے رہے۔

ممالیک نے جب یہ سنا تو قیامت برپا ہو گئی۔ اس لئے کہ وزارت امارت سپہ سالاری وغیرہ سلطنت کے تمام بڑے بڑے مناصب پر وہی لوگ تھے نائب السلطنت نے غضبناک ہو کر کہا کہ ہم روئے زمین کے ملوک ہیں۔ قاضی کی کیا مجال ہے کہ وہ ہمارے سامنے دم مار سکے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن ماروں گا۔ یہ کہہ کر اپنے اعوان کی ایک جماعت کو ساتھ لئے ہوئے چلا۔ سب کے سب غصہ میں بھرے ہوئے اور برہنہ تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ جب ان کے گھر کے پاس پہنچے تو شور سن کر ان کا لڑکا باہر نکل آیا۔ کیفیت دیکھ کر سہما ہوا اندر بھاگا اور باپ کو مطلع کیا۔ نہایت بے پرواہی سے

Marfat.com

بولے کہ تیرے باپ کا یہ رتبہ کہاں کہ اس کا خون راہ حق میں بہایا جائے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔

نائب السلطنت کی نگاہ جب اُن پر پڑی تو جلال حق سے کانپنے لگا تلوار ہاتھ سے گر گئی اور رو کر بولا کہ یا مولانا! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ تم لوگوں کو فروخت کروں گا۔ بولا کہ قیمت کون لے گا جواب دیا کہ میں اس کو مسلمانوں کے مصالح میں صرف کروں گا۔ چنانچہ یہی کیا۔

قاضی عزالدین کا لقب سلطان العلماء تھا۔ ... امام شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے ان کو ... لکھا ہے ان کے ستاگرد تھے۔

ملک معظم

غیاث الدین توران شاہ پسر ملک صالح نجم الدین ملک معظم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس نے جملہ امراء کو برطرف کر کے ان لوگوں ... کو جو اس کے ساتھ حصن کیفا سے آئے تھے۔ اس وجہ سے ... دو مہینے بھی نہ گزرنے پائے کہ ۲۷ محرم ... میں اس کو قتل کر ڈالا۔

شجرۃ الدّر

چونکہ معظم کے کوئی بیٹا نہ تھا اس وجہ سے امراء میں اختلاف پیدا ہوا

Marfat.com

کہ کس کو تخت پر بٹھائیں۔ قریب تھا کہ جنگ تک نوبت پہنچ جائے۔ شجرۃ الدر نے جو ایک شامی کنیز تھی اور ملک صالح نے اس کے حسن و جمال اور عقل و فہم کو دیکھ کر اپنے نکاح میں لے لیا تھا مالیک کا پلہ بھاری دیکھ کمان کے سرغنہ عزالدین ایبک کو اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ خود ۱۰ر صفر ۶۴۸ھ کو تخت سلطنت پر بیٹھ گئی۔ اور اس کو اپنا وزیر بنا لیا۔

خلیفہ بغداد مستعصم نے عورت کی سلطنت کو جائز نہیں رکھا۔ اس وجہ سے تین مہینہ کے بعد اس کو تخت چھوڑ دینا پڑا۔ عزالدین ایبک نے ملکہ مذکورہ کے ساتھ شادی کر لی اور خود تخت نشین ہو گیا۔ اس وقت سے ایوبی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

شجرۃ الدر کی ایک یادگار اب تک قائم ہے یعنی مصری محمل جو اسی کے عہد سے غلاف کعبہ لے کر مکہ کو بھیجا جاتا ہے۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

دولت ممالیک بحریہ

(سنہ ۶۴۸ھ سے سنہ ۷۸۴ھ تک)

ترکی مملوک خلیفہ معتصم اور اس کے بعد احمد بن طولون کے زمانہ سے مصر آ گئے تھے۔ پھر عہد فاطمی میں ان کی اور کثرت ہوئی۔ مگر ان ممالیک بحریہ کا مولد و منشا دوسرا تھا۔ یہ روسی ممالک دشت قبچاق، تنزوین اور کوہ قاف کے علاقوں سے تاتاری حملوں کے زمانہ میں بھاگ کر اسلامی ملکوں میں آ گئے تھے۔ لوگوں نے جا بجا سے لے جا کر ان کو مصر میں فروخت کیا۔ ملک صالح نجم الدین ایوبی نے خرید کر ان میں سے اپنے درباری اور امرار دولت منتخب کئے۔ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا اور جزیرہ روضہ کے قریب رہنے کے لئے ان کو زمین عطا کی جہاں انہوں نے عظیم الشان محلات اور قلعے تعمیر کرائے۔

چونکہ اس مقام پر دریائے نیل کی دو شاخیں ملی ہیں جن کی وجہ سے وہ بحر کے نام سے مشہور ہو گیا ہے اس لئے یہ ممالیک بحری کہلائے۔ دولت ایوبی

کی کمزوری اور اپنے استیلار کی وجہ سے آخر میں تخت سلطنت پر قابض ہو گئے

معز جاشنگیر

عزالدین ایبک جمادی الاول ۶۴۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور اپنا لقب معز جاشنگیر رکھا۔ اہل مصر مملوک ہونے کی وجہ سے اس کی حکومت سے خوش نہ تھے۔ مگر اس نے داد و دہش سے فوج کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھا۔

ناصرالدین یوسف ایوبی جو دمشق پر متغلب ہو گیا تھا ملک معظم کا انتقام لینے کے لئے صلیبیوں کے ساتھ مل کر مصر پر لشکرکشی کا ارادہ رکھتا تھا۔ معز نے بھی اطلاع پاکر صلیبیوں کو کچھ دے کر اپنے موافق کر لیا۔ ناصرالدین نے بیس ہزار فوج روانہ کی جس کو غزہ میں مصریوں نے شکست دیدی۔ اس کے بعد وہ خود ایک لشکر گراں لے کر دمشق سے آیا۔ اس کو بھی معز اور اس کے سپہ سالار فارس الدین اقطائی نے پسپا کر دیا۔

اب اسے مجبوراً مصر کو مالیک ہی کے ہاتھ میں چھوڑ دینا پڑا۔ لیکن ازراہ دانشمندی ان کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیا کہ صلیبیوں کے مقابلہ میں دونوں فریق متحد رہیں گے۔

مصالحت کے بعد قاہرہ میں پہنچ کر معز نے والی موصل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا۔ شجرۃ الدر نے اس رشک میں اپنی لونڈیوں کے ذریعہ سے

Marfat.com

ربیع الاول ۶۵۵ھ میں حمام میں اس کو قتل کرادیا۔ اس کے غلاموں نے جب سنا تو شجرۃ الدر کو بھی ملا کر فصیل کے نیچے خندق میں پھینک دیا۔

معز نے مصر قدیم میں شاطی نیل پر ایک بڑا مدرسہ ہوا یا تھا جس پر ملکیت وقف کی تھی۔

ملک منصور نور الدین

معز کے بعد امرا نے اس کے بیٹے نور الدین علی ایبک کو جس کا سن پندرہ سال تھا ملک منصور کا لقب دے کر تخت پر بٹھایا۔ اور سیف الدین محمود قطوزی بن سودود کو جو خوارزم شاہ کا بھانجا تھا اور تاتاریوں کے خوف سے مصر میں آکر معز کا معتمد خاص بن گیا تھا اتابک مقرر کیا۔ منصور کی تخت نشینی کے دوسرے سال ۶۵۶ھ میں ہلاکو نے بغداد کو تباہ کیا جس سے مصر میں بھی خوف چھا گیا قطوزی نے امرا اور علمار کو جمع کرکے کہا کہ یہ موقع اسلامی سلطنتوں کے لئے سخت خطرہ کا ہے۔ تاتاریوں نے مرکز خلافت کو غارت کر ڈالا۔ اب شام کی طرف آئے ہیں اور بالیقین مصر پر بھی حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے اس وقت کار آزمودہ اور مدبر سلطان کی ضرورت ہے۔ نہ کہ ایک نادان بچہ کی جو دن بھر غلاموں کے ساتھ بجز کبوتر اڑانے کے اور کچھ نہیں جانتا۔ لوگوں نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور ۴ ذیقعدہ ۶۵۷ھ میں منصور کو تخت سے اتار کر اسی کو بوجہ

شجاع دمدبہ ہونے کے مسند نشین کردیا۔ اور مظفر لقب رکھا۔

ملک مظفر سیف الدین

ہلاکو نے دمشق اور سواحل شام کو فتح کرکے مصر کا ارادہ کیا اور ملک مظفر کو لکھا کہ ملک بلا جنگ میرے حوالہ کردو ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو اہل بغداد کا ہوا۔

مظفر ہراساں ہوا۔ مگر مصری فوجوں نے جو صلیبیوں پر پیہم فتوحات حاصل کر چکی تھیں ہلاکو کی دھمکی کی پرواہ نہ کی اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئیں وہ ان کو لے کر مقابلہ کے لیے چلا۔

اسی درمیان میں ہلاکو کو اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہنچی اور وہ شام میں مصریوں کے مقابلہ کے لئے اپنے نائب امیر کتبغا کو چھوڑ کر خود واپس چلا گیا شوال ۶۵۸ھ میں عین جالوت پر فریقین میں معرکہ ہوا جس میں تاتاریوں نے سخت ہزیمت اٹھائی۔ کتبغا مارا گیا۔ اس کا بیٹا قید ہوا۔ اور مصریوں کو بہت مال اور ہتھیار ساز و سامان غنیمت میں ملا۔

مظفر نے بیبرس بندقداری کو تاتاریوں کے تعاقب میں بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تم ان کو شام کی سرحد سے نکال دوگے تو میں تم کو حلب کی ولایت دوں گا اس نے سارا شام تاتاریوں سے خالی کرا لیا۔ لیکن مظفر نے وعدہ نہیں پورا کیا۔ اور

والی موصل کے بیٹے علاء الدین کو حلب کا والی کر دیا۔

بیبرس نے جب یہ دیکھا تو ملوکوں کی ایک جماعت کو ملا کر واپسی میں قاہرہ کے متصل موقع پا کر مظفر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد فوراً یہ جماعت قصر سلطانی میں پہنچی وہاں فارس الدین اقطائی نے جو منصور کا اتالیق اور ممالیک کا سرغنہ تھا پوچھا کہ پہلا وار کس نے کیا تھا؟ بیبرس نے کہا میں نے۔ بولا کہ تمہیں تخت پر بیٹھ جاؤ۔ اسی وقت اس کی مسند نشینی کا اعلان ہوا۔

ملک ظاہر بیبرس

رکن الدین بیبرس بندقداری ۱۷ ذیقعدہ ۶۵۸ھ کو تخت سلطنت پر بیٹھا بہاء الدین کو وزیر اور بیلی ملک کو خزانچی مقرر کیا۔ ملک مظفر کے جتنے لوگ تھے ان کی دل جوئی کے لئے مناصب پر بحال رکھا۔

خلافت عباسی

بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم کے قتل کے بعد ۶۵۹ھ میں عباسی خاندان کا ایک شخص ابو القاسم احمد جو اپنے آپ کو ظاہر بامر اللہ خلیفہ بغداد کا بیٹا کہتا تھا مصر کی طرف پہنچا۔ بیبرس نے اس کا شاہانہ استقبال کیا اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کو قاہرہ میں لے گیا۔

Marfat.com

چونکہ مستعصم کے بعد سے ساڑھے تین سال سے منصب خلافت خالی تھا۔ اس لیئے چاہا کہ پھر اس کو قائم کرے علماء اور قضاۃ کو جمع کیا۔ احمد مذکور کا نسب ثابت کرنے کے بعد مستنصر کے لقب سے اس کو خلیفہ بنایا اور سب سے بیعت لی اس وقت سے عباسی خلافت قاہرہ میں آگئی

فتوحات

ملک کے اندرونی انتظامات کی طرف سے جب اس کو اطمینان ہو گیا تو وقت لشکر تیار کر کے صلیبیوں کے مقابلے کے لیئے بڑھا۔ پورے دو سال ۶۶۳-۶۴ھ تک لڑتا رہا اور شام کے ایک ایک شہر سے ان کو نکالا۔ پھر آرمینیہ کو فتح کرتا ہوا اناطولیہ تک پہنچ گیا۔ وہاں ہلاکو کا بیٹا ریگا خاں مقابلہ کے لیئے آیا۔ اس کو ہزیمت دی۔

۶۶۵ھ میں مصر آکر پھر ملکی انتظام کے ساتھ ساتھ جنگی تیاری شروع کی اور ۶۶۶ھ میں فلسطین کے صلیبیوں پر حملہ کیا وہاں سے انطاکیہ بلکہ اس سے بھی آگے مقام مرقیہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ ادھر سے پلٹ کر اسی سال بغداد واپس لیا۔

باطنیوں کو ہر چند ہلاکو نے غارت کر ڈالا تھا مگر ان کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ ۶۷۰ھ میں پھر ان کی شورشیں بڑھیں۔ بیبرس خود فوج لے کر گیا۔ ان کے قلعے

فتح کر لئے اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا ۔ جس کے بعد یہ جماعت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی ۔

تاتاریوں نے پھر شام پر یورش کی ۔ ان کے مقابلے کے لئے امیر قلاوون کو بھیجا ۔ جس نے شکست پر شکست دے کر ان کو وہاں سے نکالا ۔ بیبرس امیر مذکور کی بہادری سے نہایت خوش ہوا ۔ اور اپنے بیٹے کو اس کی بیٹی کے ساتھ بیاہ دیا کہ اس کا حامی رہے ۔

۶۷۳ھ میں امیر آق سنقر کو نوبیا کی طرف بھیجا ۔ اس نے وہ سارا علاقہ فتح کر لیا ۔

۶۷۵ھ میں تاتاریوں نے اباقا خان پسر ہلاکو کی قیادت میں عراق عجم پر چڑھائی کی ۔ بیبرس مقابلہ کے لئے پہنچا ۔ نہایت خوں ریز جنگ ہوئی جس میں فریقین کے قریباً ایک لاکھ آدمی مارے گئے ۔ آخر میں تاتاری ہزیمت اٹھا کر بھاگے ۔ اس کے بعد بیبرس نے قیساریہ کا رخ کیا جو صلیبیوں کے قبضہ میں تھا اور جنہوں نے تاتاریوں کی آمد کی خبر پا کر مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے تھے ۔ ان کو مغلوب کر کے شہر میں نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا ۔

فتح قیساریہ کے بعد دمشق میں آیا ۔ وہیں بیمار ہو کر ۲ محرم ۶۷۶ھ میں وفات پائی ۔

صفات بیبرس

Marfat.com

سلطان بیبرس اپنے کارناموں۔ فتوحات۔ شجاعت۔ شان و شوکت اور وسعت سلطنت کے لحاظ سے سلطان صلاح الدین سے کم نہ تھا۔ ایک طرف اس نے صلیبیوں کو سخت سے سخت شکستیں دے کر بجز عکا اور طرابلس شام کے تمام مقبوضات چھین لیئے۔ دوسری طرف بغداد واپس لیا اور تاتاریوں کو ایسی ہزیمت دیں کہ ان کا رخ شام اور مصر کی طرف سے پھیر دیا۔ اور باطنیوں کو جو مار آستین تھے ہمیشہ کے لیئے فنا کر دیا۔

کشیدہ قامت؟۔ خوش رو۔ خوش وضع۔ جاہ و جلال میں بے نظیر۔ شہسواری میں فرد۔ سپہ گری کا ایسا شائق کہ امراء۔ شہزادوں اور سپاہیوں کو لیکر میدان میں تیر اندازی۔ شمشیر زنی۔ نیزہ بازی اور سواری کی روزانہ مشق کرتا۔ اور سب کو اس کی ترغیب دلاتا۔ ہمہ تن عمل تھا۔ جہاد کا عاشق اور شرع کا پابند تمام ناجائز محاصل موقوف کر دیئے۔ مسکرات یک قلم اٹھادیں۔ فواحش کا انسداد کیا۔ اور شعائر دینی کا ہمیشہ احترام رکھا۔ اسی کے عہد سے مصر میں یہ دستور جاری ہے کہ جب محل شریف کعبہ کے لیئے روانہ ہوتا ہے تو پہلے اس کو سارے شہر میں گشت کراتے ہیں اس کے آگے غلاموں کے اکھاڑے رہتے ہیں جو جگہ جگہ ٹھہر کر نیزوں اور تلواروں کے کرتب دکھاتے ہیں۔

۶۶۷ھ میں وہ خود حج کے لیئے گیا تھا۔ خانہ کعبہ کو عرق گل سے اپنے ہاتھوں سے مل مل کر غسل دیا۔ اور دیبا کا غلاف چڑھایا۔ مدینہ میں دیکھا کہ حجرہ

قبر شریف نبوی کے قریب جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کو ادب کے خلاف سمجھ کر وہ محجر لگوا دیا جو آج تک موجود ہے۔ مسجد نبویؐ اس سے پیشتر جل گئی تھی۔ خلیفہ مستعصم نے اس کی تعمیر بھی شروع کرائی تھی لیکن اسی درمیان میں وہ تاتاریوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ بیبرس نے اس کو مکمل کرایا۔

سخاوت اور فیاضی میں بے مثل تھا۔ ہزاروں من غلہ فقراء۔ مساکین اور ارباب زوایا میں تقسیم کراتا۔ رمضان میں عطیے سے بے شمار اہل حاجت کو کھانا دیتا اور حرم میں شرفا و مجاورین کے لئے وظائف بھیجتا بے کسوں کی تجہیز و تکفین کے لئے اپنی خاص ملکیت وقف کر دی تھی

قضاۃ اربع

مصر میں علاوہ دیگر رفاہ عام کے کاموں کے اس نے ایک عظیم الشان جامع اور دار العدل تعمیر کرایا۔ ہفتہ میں ایک روز خود بھی آ کر قضاۃ کے ساتھ فیصل مقدمات کے لئے بیٹھا کرتا۔

مصر اور شام میں ابتدا سے بالعموم شافعی مذہب رائج تھا۔ اسی وجہ سے وہاں قاضی بھی ہمیشہ اسی مذہب کے مقرر ہوتے رہے۔ کبھی کبھی ضرورت پر وہ خود اپنی طرف سے دوسرے مذاہب کے علما کو اپنا نائب بنا لیتے تھے۔ فاطمیہ کے عہد میں جب شیعیت اور اسماعیلیت پھیلی اس وقت افضل

امیرالجیوش کے بیٹے احمد نے اپنی وزارت ۵۲۵ھ میں چار مذاہب کے مستقل قاضی مقرر کئے۔ سلطان بن رشا شافعی۔ ابو محمد عبدالمولیٰ مالکی۔ افضل بن ازرق اسماعیلی اور ابن ابی کامل اثنا عشری۔

فاطمیہ کے انقراض کے بعد نورالدین اور صلاح الدین وغیرہ چونکہ شافعی تھے اس وجہ سے ان ممالک میں پھر اسی مذہب کے قاضی ہونے لگے۔ بیبرس کے زمانہ میں قاہرہ میں جمعہ کی نماز مذہب شافعی کے مطابق صرف ایک ہی جگہ جامع حاکمی میں ہوتی تھی۔ بیبرس نے جامع ازہر میں چاہا کہ جمعہ ہوا کرے۔ قاضی تاج الدین نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ اس وجہ سے اس نے ایک حنفی قاضی صدرالدین سلیمان کو مقرر کر کے ان سے فتویٰ لے لیا۔ پھر مالکی قاضی شرف الدین عمر اور حنبلی شمس الدین محمد بھی مقرر کئے گئے۔ اس وقت سے وہاں مذاہب اربعہ کے قضاۃ ہونے لگے۔

امام نووی

بیبرس نے جب وہ دمشق میں تھا چاہا کہ جہاد کے صرفہ کے لئے مسلمانوں سے کچھ رقم وصول کرے۔ شامی علماء نے جواز کا فتوےٰ لکھ دیا۔ علامہ محی الدین نووی صحیح مسلم کے مشہور شارح بھی بلائے گئے اور ان سے بھی دستخط لینے کی درخواست کی گئی۔ انہوں نے انکار کیا اور سلطان سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو

Marfat.com

امیر بند قدار کا زر خرید غلام تھا اور ایک حبہ کا بھی مالک نہ تھا۔ اب اللہ نے تجھ کو سلطنت دیدی ہے اور تو نے ہزاروں غلام خریدے ہیں جن کے سارے ساز و سامان طلائی ہیں۔ نیز تیرے محل میں سو کنیزیں ہیں جو زر و جواہر سے لدی ہوئی ہیں جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ یہ سب قیمتی چیزیں اپنے غلاموں اور کنیزوں سے تو نے فوجی ضرورت کے لیے لے لی ہیں اس وقت تک میں غریب مسلمانوں کے مال لینے کا فتویٰ تیرے حق میں کیسے لکھ دوں۔

یہ سخت جواب سن کر وہ برہم ہوا اور ان کے شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنے وطن نووی میں چلے گئے۔ اس کے بعد علماء نے جا کر سلطان سے عرض کیا کہ نووی ہماری جماعت کے پیشوا اور امام ہیں ان کو یہاں سے نکال دینا مناسب نہ تھا۔ اس پر اس نے اپنے حکم کو منسوخ کیا اور ان کو دمشق میں رہنے کی اجازت دیدی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں اس وقت تک وہاں نہیں آسکتا جب تک بیبرس موجود ہے۔ اس کے دوسرے ہی مہینہ بیبرس کا انتقال ہو گیا۔

مورخین بالعموم امام نووی کے طرفدار ہیں۔ اور ان کے قول کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ لیکن جن علماء نے دستخط کئے تھے وہ سب کے سب نادان یا خوشامدی نہ تھے۔ بیش از بیں نیست کہ سلطان اگر اپنے گھر سے اس جہاد کے چندہ کو شروع نہ کرے تو قصور وار ہے۔ لیکن جواز میں کیا شبہ۔ کیونکہ یہ اس کا ذاتی کام

Marfat.com

نہیں ہے۔ بادشاہ اسلام کو مداہنت کفار کے لئے مال دے دینا اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ وہ غلبہ کر کے جان و مال دونوں پر مسلط ہو جائیں یہی وجہ تھی کہ سلطان ان سے برہم ہوا۔ ورنہ علماء کی توقیر ہمیشہ اس کا شیوہ تھا۔ چنانچہ اس کے آغاز عہد میں مصر میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام کا اثر تھا کہ جو کہتے وہی ہوتا۔ اس نے کبھی ان کے خلاف دم مارنے کی جرأت نہ کی۔ اور جب وہ انتقال کر گئے تو کہا کہ آج تک شیخ فرماں روا تھا۔ اب میری حکومت شروع ہوئی۔

ملک سعید برقہ خاں

بیبرس کے بعد اس کا بڑا بیٹا ناصرالدین برقہ خاں سریر سلطنت پر آیا اس نے اپنے باپ کے ایک زرخرید غلام بلبائی کو وزیر مقرر کیا۔ جس کے حسن انتظام سے اہل مصر خوش تھے مگر وہ بہت جلد مر گیا۔ ملک سعید نے یہ خیال کیا کہ امراء نے قصداً اس کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ اس وجہ سے ان کی طرف سے بدگمان ہو گیا بہت کچھ غور و تامل کے بعد آخر میں آق سنقر فاتح نوبیا کو وزارت پر بلایا۔ مگر اس سے خوش نہ ہوا۔ اس وجہ سے اسکندریہ کے برج میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا ارکین سلطنت اس کے خلاف ہو گئے اور سازشیں کرنے لگے۔ اسی درمیان میں مشہور ہوا کہ شرف الدین سنجر امیر دمشق نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ملک سعید خود بھی

Marfat.com

لے کر پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ یہ امراء مصر کا ایک فریب تھا۔ جس کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ واپس آکر ان کو سزا دینی چاہی۔ مگر انہوں نے جتھا باندھ کر اسی کو محصور کر لیا۔ چاہتے تھے کہ قتل کر ڈالیں لیکن خلیفہ حاکم بامر اللہ نے روکا۔ آخر میں انہوں نے اس کو تخت سے اتار کر قلعہ میں مقید کر دیا۔ اور اس کے بھائی سلامش کو ملک عادل کے لقب سے سلطان بنایا۔

ملک عادل سلامش

ربیع الاول ۶۷۸ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا سن صرف سات سال تھا۔ امیر سیف الدین قلاؤون اتابک مقرر کیا گیا۔ اس نے چھ مہینے کے بعد اس کو تخت سے اتار کر قلعۂ کرک میں بھیجدیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ملک منصور لقب دیا۔

ملک منصور قلاؤون الفی

سیف الدین قلاؤون کو آق سنقر نے ایک ہزار دینار پر خریدا کیا تھا۔ اس وجہ سے الفی کہا جاتا تھا۔ ملک صالح نے اس کی قابلیت دیکھ کر ۶۴۷ھ میں آزاد کر دیا۔ اس وقت سے اس نے عروج حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ رجب ۶۷۸ھ میں تخت سلطنت پر پہنچ گیا۔

حکومت پر آتے ہی اپنے اعوان و انصار کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا اور اپنے کاتب خاص فخر الدین کو وزارت کا قلمدان بخشا۔

شرف الدین سنجر والئ دمشق نے اب واقعی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور اپنا لقب ملک عادل رکھا۔ شامیوں نے بالعموم اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ملک منصور نے امیر طرنطائی سپہ سالار افواج مصر کو اس فتنے کے رفع کرنے کے لئے بھیجا۔ مقابلہ بہت سخت تھا۔ مگر آخر میں ملک عادل گرفتار ہو گیا۔ اس کو قاہرہ میں لائے اور سلطان کے حکم سے تاریک زندان میں قید کر دیا۔ دمشق کی امارت حسام الدین لاچین کو دی گئی۔

۶۸۰ھ میں ہلاکو کے دو بیٹوں نے شام پر فوج کشی کی اور دو لشکر لے کر آئے ایک اباقاخان کی قیادت میں تھا اور دوسرا جس میں اسی ہزار سوار تھے اس کے بھائی منجو تیمور کی۔ ملک منصور اپنی ساری فوجیں مرتب کر کے لے گیا۔ حمص کے متصل ۱۴ رجب کو صف آرائی ہوئی۔ نہایت سخت جدال و قتال کے بعد آخر میں منجو تیمور مارا گیا۔ اباقاخاں ہزیمت خوردہ فوج کو لئے ہوئے بھاگ کر ہمدان پہنچا۔ وہاں اس کے بھائی تیکو دار اوغلان نے اس کو زہر دے کر مار ڈالا اور خود حکمراں ہو گیا۔ اس کے بعد اسلام قبول کر کے اپنا نام احمد خاں رکھا اس وجہ سے تعلقات مصریوں کے ساتھ برادرانہ ہو گئے۔ اور فریقین میں باہمی مراسلا کا

Marfat.com

ہدنامہ لکھا گیا۔

تاتاریوں میں اسلام

تاتاری اگرچہ جاہل، وحشی، سفاک اور خون آشام تھے مگر ان [illegible]
ی تھیں جن میں نمایاں تر آئین و نظام کی پابندی، صداقت، باہمی محبت اور رواداری
تھی۔ ہمیشہ دوسروں کے عقائد کا احترام کرتے اور مکر و فریب سے نفرت رکھتے تھے
[illegible] انہیں خوبیوں کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے ان کے دل کو
کھول دیا۔ ورنہ یہ قیمتی دولت سب کو نہیں ملتی۔

چنگیز خان کے ساتھی تاتاری جب اسلامی ممالک میں داخل ہوئے [illegible]
مسلمانوں سے میل جول کا ان کو موقع ملا [illegible] وقت سے ان میں سے لوگ مسلمان
ہونے شروع ہو گئے۔ مگر جو اس دین کو [illegible] کرتے وہ اپنے امرا [illegible]
اسلامی ریاستوں خاص کر مصر میں چلے جاتے۔

[illegible]ھ میں جب ان کے بادشاہ احمد خاں مذکور نے اسلام [illegible]
بالعموم تاتاری مسلمان ہو گئے۔ یہاں تک کہ قوبیلای [illegible]
[illegible] سلطان نے بھی جو ختا کا حکمران تھا مع اپنی [illegible]
[illegible] واختیار کر لیا۔ اور دن رات عبادت اور تلاوت میں بسر کرنے [illegible]
[illegible] نے اس کو بلا کر سمجھانے اور باز رکھنے کی کوشش کی مگر اس [illegible]

جن سے خود اس کی اور دین اسلام کی وقعت اس کے دل میں بڑھ گئی اور
اس نے کچھ نہ کہا۔ چنانچہ ختا کے اکثر باشندے بھی مسلمان ہو گئے۔

۶۸۸ھ میں طرابلس شام کے صلیبیوں نے سر اٹھایا۔ ملک منصور نے
جا کر اس کو فتح کر لیا اور پورے ۱۸۰ سال کے بعد ان کے تغلب سے اس
خطہ کو آزادی دلائی۔ وہاں سے واپس آ کر ۱۲ ذیقعدہ ۶۸۹ھ کو قاہرہ میں انتقال
کر گیا۔

ملک منصور عاقل۔ شجاع۔ مطبوع اور کم سخن تھا۔ حسن انتظام سے اس کے
عہد میں رعایا کو کامل امن اور آرام نصیب رہا۔ اس کی یادگار جامع منصوری اور
عظیم الشان مارستان ہے۔ اس نے اپنے بیٹے علی کو جو شاہانہ اوصاف رکھتا
تھا ولیعہد بنا کر سلطنت اور جہانبانی کے طریقے سکھلائے تھے۔ مگر وہ ۶۸۷ھ
میں مر گیا۔ اس غم نے موت تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

ملک اشرف خلیل

ملک منصور کے بعد اس کا بیٹا خلیل تخت پر بیٹھا۔ صلیبیوں کی حکومت
صرف عکا میں رہ گئی تھی۔ ۶۹۰ھ میں اس نے جا کر ان کو وہاں سے بھی نکال دیا۔
اب کل ارض مقدس اسلامی قبضہ میں آ گئی۔

۶۹۱ھ میں آرمینیہ کی طرف فوج کشی کی اور ارض روم کو فتح کیا وہاں

آخر ۶۹۳ھ میں غلاموں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ملک اشرف اور نیز اس کا باپ دونوں چرکسی غلاموں کے بہت قدر دان تھے۔ ہزاروں خرید ڈالے اور وہی ان کے معتمد علیہ ہوگئے۔ ممالیک سابقہ کو رشک پیدا ہوا۔ اس وجہ سے انہوں نے اتفاق کر کے اس کو قتل کیا۔ اس سازش میں رئیس الممالیک بیدرا۔ لاجین نائب شام، قراسنقر والی حلب اور بہادر رشیدیوں کا سردار شریک تھے۔

قتل کے بعد بیدرا کے سر پر تاج رکھا گیا۔ لیکن چرکسوں نے اسی دن اس کا سر کاٹ لیا۔ اور نیزہ پر رکھ کر شہر میں تشہیر کی۔ لاجین وغیرہ خوف سے روپوش ہوگئے۔

ملک ناصر محمد بن قلاؤون (بار اول)

چرکسوں نے ملک اشرف کے دوسرے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا۔ اس کی عمر صرف نو سال تھی۔ اس وجہ سے ملک منصور کے غلاموں میں سے زین الدین کتبغا نے نیابتاً سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور علم الدین سنقر وزیر ہوا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک تخت سلطنت کا خواہاں تھا۔ اس باہمی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنقر مارا گیا۔ اب کتبغا کے لئے راستہ صاف تھا اس نے ۸ محرم ۶۹۴ھ میں ناصر کو تخت سے اتار کر قلعہ کرک میں جو سلاطین کی

Marfat.com

نظربندی کے لئے مخصوص تھا بھیجدیا۔ اور خود اس پر بیٹھ گیا۔

ملک عادل کتبغا

کتبغا کا لقب ملک عادل رکھا گیا جو بیبرس کے بیٹے سلامش کا تھا۔ اور امیر حسام الدین لاجین جو مخفی تھا بلاکر وزیر بنایا گیا۔ اس کے زمانہ میں مصر میں طاعون اور قحط دونوں ایک ساتھ پھیلے اور کثرت سے مخلوق تباہ ہوئی۔

سنہ ۶۹۵ھ میں تاتاریوں کی ایک جماعت اپنے سردار طرغائی کے ساتھ جو ہلاکو کے بیٹے منجو تیمور کا داماد تھا مصر میں آئی۔ یہ لوگ اویراتبہ قبیلہ کے تھے جو سلطان غازان محمود بن ارغون کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے۔ ملک عادل نے بوجہ ہم قوم ہونے کے ان کو اپنی حمایت میں لیا۔ سواحل پر رہنے کے لئے زمین دی اور ان کے تین سو سرداروں کو بلاکر اپنے پاس رکھا اور بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔ امراء دولت نے اس کو گوارا نہ کیا کتبغا کو تخت سے اتار دیا اور امیر لاجین کو ملک منصور کا خطاب دے کر جو اس کے آقا کا تھا سلطان بنالیا۔

ملک منصور لاجین

محرم سنہ ۶۹۶ھ میں لاجین کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی۔ اس زمانہ میں آرمینیہ کی طرف سے برابر اضطراب کی خبریں موصول ہورہی تھیں۔ اس نے

کر پورا صوبہ قابو میں کیا۔ جب واپس آیا تو چراکسہ نے بوجہ عداوت کے ۶۹۸ھ
ں قتل کر ڈالا اور اپنے آقا زادہ ملک ناصر کو جس کی عمر پندرہ سال ہو گئی تھی کرک
ے قلعہ سے لا کر تخت پر بٹھایا۔

لک ناصر (بار دوم)

لاچین کے حامیوں نے کوشش کی کہ اس کو قتل کر ڈالیں مگر ناکام رہے
ـ۶۹۹ھ میں سلطان غازان محمود مغول نے ایک فوج گراں لے کر شام پر
ڑھائی کی۔ ناصر نے جا کر اس کو شکست دی اور نکالا۔ تاتاریوں کے حملے کی
ہ سے آرمینیہ والوں نے بغاوت کر دی تھی اس کو فرو کرنے کے لئے ایبک
انندار اور بدر الدین بکتاش کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ کتبغا کو بھی جو سلطنت
سے مخلوع ہونے کے بعد حلب کی امارت پر تھا ساتھ جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں
نے جا کر وہاں امن قائم کیا۔

جزیرہ ارواد میں فرنگیوں کی ایک جماعت قلعہ گیر تھی جن کا پیشہ بحری
؛ قزاقی تھا۔ ناصر نے ۷۰۲ھ میں بحری فوج بھیجی جس نے پہونچ کر وہاں
ضہ کر لیا۔

۷۰۴ھ میں سلطان مغرب ابو یعقوب یوسف نے پانچ سو گھوڑے اور
پھر معہ طلائی ساز اور بیش قیمت ہدایا کے بھیجے جس سے دونوں ملکوں میں دوستانہ

Marfat.com

تعلقات قائم ہو گئے۔ حبش کا بادشاہ ابابی بھی قسم قسم کے جانور اور تحفے لے کر حاضر ہوا اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے امداد طلب کی۔ ناصر الدین نے ایک فوج اس کے ساتھ کر دی۔

باوجود اس عظمت کے وہ اپنے باپ کے غلاموں جاشنگیر اور سلار کے استبداد سے تنگ تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ تخت پر رہنا اس کے لئے ناگوار ہو گیا۔ اس وجہ سے ۷۰۸ھ میں حج کے بہانہ سے قلعہ کرک میں بھاگ گیا اور وہاں سے ہر حکومت اور سلطنت سے دست برداری لکھ کر بھیجدی۔ ممالیک نے رکن الدین بیبرس جاشنگیر کو ملک مظفر کے لقب سے تخت نشین کر دیا۔

ملک مظفر بیبرس

بیبرس ثانی ۲۳ شوال ۷۰۸ھ کو تخت پر بیٹھا۔ پہلے ازراہ مہربانی ناصر کو کرک کی امارت کا فرمان بھیجدیا جس سے وہ خوش ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے نام کا خطبہ کرک میں پڑھا۔ مگر اس کے بعد مظفر نے اس کے غلاموں، سواری کے گھوڑوں اور اس رقم کا بھی مطالبہ کیا جو اس کو وہاں کی اپنی ملکیت سے حاصل ہوئی تھی۔ اس سے تنگ ہو کر ناصر نے امراء شام کے پاس فریاد کی۔ انہوں نے لکھا کہ ہم حمایت کے واسطے تیار ہیں۔ ناصر نے کرک میں اپنے غلام ارغون کو چھوڑا۔ اور خود شام کی طرف گیا۔ والی شام امیر برلک جو ممالیک کا سرغنہ

ر مظفر کا دشمن تھا منتخب جماعت کو لے کر اس کے ساتھ مصر کی طرف چلا۔
جب یہ لوگ غزہ میں پہنچے اکثر امرا مصر نے آکر اطاعت کا اظہار کیا۔ مظفر کے لئے
مقابلہ کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے امان مانگی۔ ناصر نے اس کو قید کر دیا۔ اور
یں عید کے دن تخت پر بیٹھا۔

ملک ناصر (بار سوم)

ملک میں اب کوئی حریف نہ تھا۔ اس وجہ سے اطمینان ا
ساتھ انتظامات کی طرف توجہ کی۔ ناجائز محاصل وقف کئے۔ وا
کیا۔ جا بجا پل بنوائے۔ باغات لگوائے۔ قصور و محلات تعمیر کرائے
قائم کی۔ اور وسیع مارستان بنوایا۔ جس کے اخراجات کے لئے
کیں۔

اس کے عہد میں شام اور مصر میں ہر زمانہ سے زیادہ عمارات مساجد
تعمیر ہوئیں اور اب کی بار ۳۲ سال حکومت کر کے ۱۹ ذی حجہ سنہ ۷۴۱ھ میں
پائی۔

ملک ناصر جلیل القدر اور بارعب تھا۔ اس
کی وجہ سے اس کی سلطنت کی شان و شوکت بہت
تھا۔ اور قاضی القضاۃ علامہ بدر الدین کے درس

تھا۔ سیاسی سازشوں اور خطروں سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے اپنے عہد میں خلیفہ عباسی کا نام خطبوں سے نکال دیا۔

اولاد ناصر

ملک ناصر نے اپنے سب سے لائق بیٹے انوک کو سلطنت کے لیے تیار کیا تھا اور اسی کو ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن وہ اس کی زندگی ہی میں سنہ ۷۴۰ھ میں وفات پا گیا۔ ناصر اس کے غم میں گھل گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دوسرے سال انتقال کر گیا۔

اس نے آٹھ بیٹے چھوڑے تھے جو یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر آئے لیکن کچھ ایسے انقلابات رہے کہ ان میں سے کوئی زیادہ عرصہ تک نہیں رہنے پایا۔

سب سے پہلے ناصر کا بڑا بیٹا سیف الدین ابوبکر سلطان بنایا گیا۔ اور ملک منصور رابع اس کا لقب رکھا گیا۔ لیکن چالیس دن کے بعد معزول کر کے مقام قوص میں جو بالائی مصر میں ہے بھیج دیا گیا۔ وہیں سنہ ۷۴۲ھ میں مر گیا۔

اس کی جگہ علاء الدین کوچک ملک اشرف کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا اس کی عمر صرف چھ سال تھی۔ پانچ مہینہ کے بعد یہ بھی مخلوع ہوا اور شہاب الدین احمد جو کرک میں نظر بند تھا لایا گیا۔ اس کا لقب ملک ناصر ثانی ہوا۔ ۱۲ محرم سنہ ۷۴۳ھ کو ممالیک نے اس کو معزول کر کے پھر کرک میں بھیج دیا۔ اور عماد الدین اسمٰعیل

Marfat.com

کو ملک صالح کے لقب سے تخت نشین کیا۔ اس نے تین سال ڈھائی مہینے سلطنت کی اور ربیع الثانی ۷۴۶ھ کو فوت ہو گیا۔ پھر زین الدین شعبان سلطان ہوا اس کا لقب ملک کامل رکھا گیا۔ لیکن کامل بد تدبیری اور بد خلقی میں تھا۔ اس وجہ سے امراء نے اس کو اتار دیا اور زین الدین حاجی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور مظفر لقب رکھا۔ یہ اُس سے بھی زیادہ نا اہل نکلا اس وجہ سے ایک سال تین ماہ کے بعد ۷۴۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس کی جگہ حسن تخت نشین ہوا۔ اور ملک ناصر ثالث اپنا لقب رکھا ۷۵۲ھ میں اتار دیا گیا۔ پھر صلاح الدین ملک صالح ثانی آیا تین سال اور ساڑھے تین مہینے کے بعد ۲۲ شوال ۷۵۵ھ میں یہ بھی نکال دیا گیا۔ اور حسن ملک ناصر ثالث دوبارہ لایا گیا۔ یہ چھ سال ۷ ماہ تخت پر رہا۔ آخر میں اپنے مملوک یلبغا خاصکی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ملک منصور خامس

حسن کے بعد اس کا بھتیجا محمد بن حاجی ملک منصور خامس تخت پر آیا۔ وسط شعبان ۷۶۴ھ میں ممالیک نے اس کو اتار دیا۔ اور اس کے چچا زاد بھائی شعبان بن حسین بن محمد بن قلاوون کو لائے۔

ملک اشرف ثالث

شعبان مذکور کا لقب ملک اشرف ثالث ہوا۔ اس کے عہد میں فرنگیوں نے

Marfat.com

سکندریہ کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ لے گئے۔ ملک اشرف مدافعت کے لئے پہنچا۔ لیکن وہ بھاگ چکے تھے۔

اس کے باپ کے مملوک یلبغا نے جو نائب سلطنت تھا ممالیک پر سختی کی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر قصر سلطانی کی طرف بڑھے۔ لیکن فوج نے ان کو روکا اور شکست دے کر تعاقب کیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہت سے بھاگتے ہوئے دریا میں ڈوبے۔ بقیہ شہر بدر کر دیئے گئے۔

۷۷۸ھ میں ملک اشرف حج کے ارادہ سے نکلا۔ راستہ میں ممالیک کے سرغنہ طشتمر دوادار اور اس کی جماعت نے چاہا کہ قتل کر دیں۔ اس لئے بھاگ کر قاہرہ واپس آیا۔ یہاں دیکھا کہ امراء نے اس کے بیٹے علی کو ملک منصور سادس کے لقب سے سلطان بنا رکھا ہے۔ اس وجہ سے قبہ نصر میں پناہ گیر ہوا۔ ممالیک نے وہیں پہنچ کر ۵ ذی حجہ ۷۷۸ھ کو اس کا گلا گھونٹ دیا۔

ملک منصور سادس

علی کا سن سات سال کا تھا۔ امیر لاچین اتابک مقرر ہوا۔ پھر اس کی جگہ امیر قرطائی آیا۔ آخر میں برقوق نائب سلطنت ہوا۔ یہی دولت چراکسہ کا بانی ہے۔ سلطنت کا خیال اپنی امارت کے روز اول ہی سے اس کے دل میں تھا۔ لیکن آقا کی وفاداری کی وجہ سے کچھ دنوں صبر سے کام لینا مناسب سمجھا۔

Marfat.com

ملک منصور ۷۸۳ھ میں گزر گیا۔

ملک صالح حاجی

منصور کی وفات کے دن حاجی بن شعبان، سلطان ہوا۔ ڈیڑھ سال کے بعد ۱۹ رمضان ۷۸۴ھ کو برقوق اس کو تخت سے اتار کر خود اس پر بیٹھ گیا۔ ملک صالح دولت ممالیک بحری کا آخری سلطان تھا۔

Marfat.com

دولت ممالیک چرکسیہ

(برجیہ)

(سنہ ۷۸۴ھ سے سنہ ۹۲۳ھ تک)

ان ممالیک کا اصل مولد و منشا چرکس یا کرغز ہے جو نواحی سیبریا اور بحیرۂ بیکال کی طرف واقع ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں ان کے آباؤ اجداد بالائی ایشیا کی طرف آئے اور بحر قزوین کے سواحل پر سکونت گزین ہوگئے۔ انہیں کی اولاد کو ممالیک بحریہ میں منصور اور اشرف نے کثرت کے ساتھ خرید ا۔ چونکہ دماغی اور جسمانی دونوں لحاظ سے یہ لوگ بہ نسبت سابقہ ممالیک کے بہتر تھے۔ اس لئے قلعوں کی حفاظت اور فوجی امارت وغیرہ ان کے سپرد ہوئی اور محل سلطانی کے امور بھی ان کے ہاتھ میں آگئے۔

جب ان کی قوت اور تعداد بڑھ گئی اور ملک کی سیاست میں ان کا عنصر غالب ہوگیا اس وقت ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کرسی سلطنت پر جلوس

Marfat.com

فرمایئں۔ چنانچہ برقوق نے صالح کو اتار کر خود تخت پر قبضہ کرلیا۔

برقوق کا باپ انس تدبلۂ کسا کا تھا۔ سرکیشیا سے ایک تاجر اس کو قرم میں لے گیا۔ وہاں ایک مسلمان عثمان نامی نے خرید لیا۔ اور ۷۶۲ھ میں مصر میں لاکر امیر یلبغا کے ہاتھ بیچ دیا اس نے اپنے غلاموں میں شامل کرلیا۔ اس کے بیٹے برقوق میں حسن و جمال، ذہن و ذکا، عقل و فہم اور رعب و ہیبت کے آثار تھے۔ اس وجہ سے یلبغا نے اس کو مصاحب خاص بنایا۔

برقوق نے علم و ادب بھی حاصل کیا اور علوم اسلامیہ میں اچھی مہارت پیدا کرلی، جس کے باعث اس کا وقار بہت بڑھ گیا۔ یلبغا نے اس کو شیخ کہنا شروع کیا اور امارت کا عہدہ دیا۔

جب یلبغا مخالفین کے ہاتھوں سے مارا گیا اس وقت برقوق اور ایک دوسرا مملوک امیر برکہ دونوں قید خانہ میں تھے۔ وہاں سے آزادی پاکر امیر منجک والیٔ دمشق کے پاس پہونچے اور اس کی فوج میں داخل ہوگئے۔ ملک اشرف شعبان نے برقوق کو مصر میں بلالیا اور ایک ہزار سپاہیوں کا امیر بنادیا۔ اس وقت سے سلطنت کی آرزو اس کے دل میں پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سخت کوشش کرکے ..... ملک منصور کے عہد میں اتابکی کے عہدہ پر آگیا۔ آخر میں ملک صالح کے تخت نشین ہونے پر اپنی جماعت کی مدد سے سلطنت پر تغلب کرلیا۔

ملک ظاہر برقوق

برقوق نے خلیفۂ وقت سے اپنی امارت کا فرمان لکھوایا۔ قضاۃ علماء اور امراء سے بیعت لی اور مصر کے سب سے بڑے آخری سلطان رکن الدین بیبرس بندقداری کا لقب ملک ظاہر اپنے لئے منتخب کیا۔

اس نے ملک کی انتظامی حالت درست کی۔ ممالیک بحریہ کے عہد میں جو ناجائز رسوم اور محاصل تھے ان کو موقوف کیا اور رعایا کی اقتصادی اور اخلاقی اصلاح کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی۔

اس زمانہ میں تیموری حملوں سے مشرقی ممالک میں ایک ہیجان برپا تھا۔ [illegible]ھ میں تیمور شام کی طرف پہنچا جس کی وجہ سے مصر میں بھی اضطراب پیدا ہو گیا۔ برقوق نے فوجیں جمع کیں اور جا کر حدود شام سے اس کو روکا۔ لیکن ادھر مصر میں خلیفۂ متوکل نے اس کے عزل کا فتویٰ دے دیا۔ جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حالت دگرگوں ہے۔ امراء اور قضاۃ سے مل کر بڑی کوشش کے بعد آخر میں خلیفہ کو قید کیا اور اس کی جگہ عمر بن ابراہیم کو واثق باللہ کے لقب سے خلافت کی گدی پر بٹھایا۔ لیکن وہ شوال [illegible]ھ میں گزر گیا اس لئے زکریا بن ابراہیم کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ اس نے مخالفت شروع کی برقوق نے اس کو بھی معزول کر کے ۷۹۱ھ میں دوبارہ متوکل کو خلیفہ بنایا اس نے پھر اس کی معزولی کی کوشش شروع کی۔ چونکہ امیر الامراء منطاش اور دوسرے امراء بھی خلیفہ کے ساتھ سازش پر

Marfat.com

شریک تھے اس وجہ سے برقوق کا کچھ بن نہ چلا وہ قلعہ کرک میں بھیدیا گیا اور حاجی بن شعبان ملک صالح دوبارہ تخت پر لایا گیا۔ مگر ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ معزول ہوا۔ اور ۱۴ صفر ۷۹۲ھ میں برقوق پھر بلایا گیا۔ اب کے اس نے ملک صالح اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا۔

۷۹۴ھ میں قرا یوسف والی فارس نے تبریز کو بطور نذر پیش کش کیا۔ برقوق نے اس کے لئے خلعت بھیجا اور فرمان لکھا کہ سلطنت مصر کی طرف سے تبریز اور اس تمام علاقہ کی امارت تم کو دی جاتی ہے جو فتح کر سکو۔ اسی درمیان میں ادھر تیمور کا گزر ہوا۔ قرا یوسف مع اپنے ایک حلیف احمد بن یوسف کے بھاگا اور قیصر قسطنطنیہ سنوبل کے پاس پناہ لینی چاہی۔ اس نے انکار کیا۔ کیونکہ وہ ایک جدید طاقت یعنی دولت عثمانیہ سے جس کی صبح سعادت طلوع ہو رہی تھی لرزاں تھا اس لئے وہ دونوں مصر آئے۔ برقوق نے ان کو عزت کے ساتھ رکھا۔

۷۹۷ھ میں سلطان عثمانی بایزید پسر مراد نے مصر میں معاہدہ کے لئے سفیر بھیجا اور یہ بھی خواہش کی کہ خلیفہ عباسی اناطولیہ اور اس کے مفتوحہ علاقوں کی امارت کا فرمان اس کے نام لکھ دے۔ چنانچہ عہدنامہ اور فرمان دونوں لکھے گئے۔

اس کے بعد امیر تیمور کے قاصد پہنچے اور قرا یوسف کی حوالگی کا مطالبہ کیا برقوق نے نرمی کے ساتھ اس سے انکار کیا۔ قاصدوں نے سخت کلامی کی جو

Marfat.com

ان کو قتل کرادیا۔ تیمور نے برافروختہ ہو کر شام پر حملہ کر دیا اور رہا سے حلب تک خون کے دریا بہادیئے مگر وہیں تک آکر رک گیا۔

برقوق نے مصر میں افواج اور اسلحہ کی ترتیب شروع کی اور سازوسامان درست کر کے مدافعت کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن سانشہ میں ۱۰ ار شوال کو مرگی کے دورہ میں اچانک انتقال کر گیا۔

جامع برقوق اور مدرسہ ظاہریہ اس کی یادگاریں باقی ہیں۔ نہایت فیاض اور علم دوست تھا۔

ملک ناصر زین الدین

برقوق کا بڑا بیٹا زین الدین فرج باپ کی جگہ پر سریر سلطنت پر بیٹھا۔ آتابک لطمش نے نیم فرسائی نائب دمشق اور یلیغا والی حلب کو متفق کر کے بغاوت کر دی۔ ناصر نے فوج کشی کی۔ فلسطین میں فریقین کا مقابلہ ہوا جس میں باغیوں نے شکست کھائی اور اپنی سزا کو پہنچے۔

سنشہ میں تیمور ہندوستان اور ایران سے ہوتا ہوا بغداد اور ملاطیہ پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد شام کی طرف پہونچا۔

اس زمانہ میں ایشیا دو عظیم الشان فاتحوں کی جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ایک تیمور گورگانی۔ دوسرا بایزید عثمانی۔ بدقسمتی سے یہ دونوں قوتیں آپس ہی میں

Marfat.com

ٹکرا گئیں اور ۸۰۴ھ میں تیمور نے انگورہ کو فتح کر کے بایزید کو قید کر لیا۔

مصری تیمور کی طرف سے مطمئن تھے۔ مگر اب بایزید کی شکست کے بعد ان کو پھر اضطراب لاحق ہوا۔ کیونکہ ۸۰۷ھ میں تیمور نے سلطان مصر کے پاس تحفہ و ہدایا کے ساتھ جن میں ایک ہندوستانی ہاتھی بھی تھا یہ حکم بھیجا کہ ہماری سلطنت تسلیم کر لو ناصر کو مجبوراً اس کی سیادت ماننی پڑی۔ مگر اسی سال تیمور نے انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں تخت سلطنت کے لئے نزاع پڑ گئی۔ اس کی وجہ سے مصری ان کے تسلط سے آزاد ہو گئے۔

۸۰۸ھ میں متوکل کے بعد اس کا بیٹا ابوالفضل مستعین باللہ خلیفہ بنایا گیا وہ دل میں ناصر سے عداوت رکھتا تھا۔ اس نے امراء دولت کو جن میں سب سے مقدم شیخ محمودی تھا اپنے ساتھ ملا لیا اور ناصر کے خلع کا اعلان کر دیا۔ ناصر نے دیکھا کہ اس کے طرفدار کم ہیں اس وجہ سے بھاگنا چاہا مگر گرفتار ہو گیا خلیفہ مذکور نے تخت پر بیٹھ کر اس کو قتل کرا دیا۔

ملک عادل مستعین باللہ

ملک عادل کے لقب سے مستعین کے ہاتھ پر ۲۵ محرم ۸۱۵ھ میں سلطنت کی بھی بیعت ہوئی۔ اور عباسی خلیفہ کے سر پر مستعصم کے بعد ایک بار اور دینی دستار کے ساتھ دنیاوی سلطنت کا تاج بھی رکھا گیا۔ اس نے شیخ محمودی کو

وزارت سیف وقلم دونوں کے عہدے دیئے۔ لیکن اس نے دیکھا کہ خلیفہ ضعیف العقل ہے۔ اس وجہ سے درخواست کی کہ مجھ کو شریک سلطنت بنایا جائے اس نے اس کو بھی منظور کیا اور ملک مؤید کے لقب سے اس کو اپنا سہیم قرار دیا۔ مگر یہ شرکت نہ چل سکی اور ۸ ربیع الاول ۸۱۵ھ میں شیخ نے اس کو اتار کر اپنی سلطنت کا اعلان کر دیا۔

شیخ محمودی

شیخ محمودی برقوق کے غلاموں میں شجاعت اور دانائی میں ممتاز اور شہرہ آفاق میں فرد تھا۔ صاحب علم بھی تھا اور شرع کا پابند۔ اس وجہ سے لوگوں میں مقبول تھا۔

مستعین نے معزولی کے بعد اس کے خلاف سازش شروع کی اور اپنے ایک مخلص دوست نوروز کو جس کو شام کی ولایت دی تھی مخفی طور پر اپنا حال لکھ بھیجا اور مدد چاہی۔ اس نے جواب دیا کہ میں لشکر لیکر آتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے تم اپنے دینی اثر سے کام لو اور اس کی معزولی کا فتویٰ شائع کر دو۔

یہ سب کچھ ہوا مگر محمودی معزول نہ ہو سکا بلکہ اس نے خود مستعین کو خلافت کی گدی سے اتار کر اس کے بھائی داؤد کو معتضد کے لقب سے خلیفہ بنا دیا۔

محمودی منصف مزاج اور منتظم تھا۔ اس کے زمانہ میں مصریوں نے آرام

یا۔ ۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۹ محرم ۶۲۴ھ کو مر گیا۔ جامع ... اور مدرسہ
...ودی اسی نے بنائے تھے جس میں شیخ شمس بن مدبری اس زمانہ کے ممتاز
...دث درس دیتے تھے۔ محمودی معہ اپنے بیٹے ابراہیم کے ان کے درس ...
...امنر ہوتا اور ان کا فرش بچھاتا اور مسند لگاتا۔

...مد بن محمودی سیف الدین تتر۔ محمد بن تتر

محمود کے بعد ممالیک نے اس کے شیر خوار بچہ احمد کو تخت ... کیا اور
سیف الدین تتر کو اتالیق۔ اس نے شوال ۶۲۴ھ میں احمد کے سر سے تاج لیکر
...نے سر پر رکھ لیا۔ لیکن تین ہی مہینہ کے بعد گزر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد سلطان
ہوا جس کا اتابک سیف الدین برس بائے تھا سُنت جاریہ کے مطابق اس نے
...ی محمد کو تخت سے اتار دیا۔ ممالیک میں اختلاف پیدا ہوا اور لڑائیاں ہونے
لگیں۔ برس بائے خا... ...ن بیٹھا رہا۔ جب باہمی جنگوں میں ان کا زور ٹوٹ ...
...اوقت بلا کسی مزاحمت کے تخت پر آگیا۔

...اک اشرف برس بائے

برس بائے سیف الدین تتر کا زر خرید غلام تھا۔ ربیع الاول ۸۲۵ھ میں
...س کے ہاتھ پر سلطنت کی بیعت ہوئی۔

Marfat.com

اس کے عہد میں بجز ایک خفیف شورش کے جو ۸۲۷ھ میں شام کے والی نجاتی کی بغاوت کی بدولت ہو گئی تھی اور فوراً رفع کر دی گئی اور کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا نہ قحط پڑا نہ طاعون آیا۔ اس وجہ سے تمام ملک خوش حال ہو گیا۔

حسن سیاست۔ تدبیر، رعب اور وقار میں اس کا رتبہ شیخ محمودی سے فائق تر تھا۔ نہایت شجاع اور عاقل۔ مورخین لکھتے ہیں کہ آخر میں حاکم با مر اللہ طرح اس نے بھی عجیب و غریب احکام دینے شروع کئے تھے۔ قاہرہ سے تمام کتے نکلوا دیئے۔ عورتوں کا سڑکوں پر بلا اجازت نکلنا ممنوع کر دیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی غسالہ کو بلواتا تو وہ محتسب کا اجازت نامہ سر پر رکھے بغیر شاہراہ سے نہیں گزر سکتی تھی۔

۱۶ سال ۸ ماہ حکومت کر کے ۶۰ سال کی عمر میں ۱۳ ذی الحجہ ۸۴۱ھ کو انتقال کیا۔ سلاطین چراکسیہ میں کل سرسبدیہ سمجھا جاتا ہے۔

ملک عزیز یوسف

برسبائی کے بعد اس کے بیٹے جمال الدین یوسف کے ہاتھ پر بیعت ہوئی سیف الدین جقمق نائب مقرر ہوا۔ حسب دستور تین مہینہ کے بعد اس نے یوسف کو نکال کر سلطنت پر قبضہ کر لیا اور ۱۹ ربیع الاول ۸۴۲ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

ملک ظاہر چقمق

بیعت کے وقت اس کا سن ۶۹ سال کا تھا۔ اس کے زمانہ میں معتضد باللہ خلیفہ نے انتقال کیا جو بڑا متقی اور دین دار تھا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی مستکفی باللہ خلیفہ ہوا۔ وہ ۸۴۵ھ میں گزر گیا۔ پھر قائم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے چقمق کے خلاف سازش شروع کی۔

چقمق کا سن اس وقت ۸۰ سال سے متجاوز ہو چکا تھا۔ دیکھا کہ خلیفہ کے وسائس کا میں مقابلہ نہ کرسکوں گا اس سبب سے اپنے بیٹے عثمان کو تخت پر بٹھا دیا۔ کے چند روز کے بعد ۸۵۷ھ میں جس میں کہ سلطان محمد ثانی فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا انتقال کر گیا۔

چقمق منکسر المزاج۔ درویش دوست اور غریب پرور تھا۔ اس کے زمانہ میں کثرت سے مساجد اور عمارات وغیرہ تعمیر ہوئیں۔ اس کے عہد میں ۸۵۳ھ میں سخت طاعون پھیلا تھا جس سے بہت مخلوق تباہ ہوئی۔

ملک منصور عثمان

فخر الدین عثمان ابھی تخت پر متمکن ہونے بھی نہ پایا تھا کہ خلیفہ قائم نے امراء کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر اس کے عزل کا فرمان شائع کیا۔ چنانچہ

Marfat.com

یکم ربیع الاول ۸۵۷ھ میں اس کو تخت چھوڑ دینا پڑا۔

خلیفہ مذکور چاہتا تھا کہ مستعین کی طرح اپنی سلطنت قائم کرے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ ممالیک نے اپنی پارٹی سے ایک پیر کہن سال ابو نصر نیال کو تخت پر بٹھا دیا۔

ملک اشرف نیال

نیال کی تخت نشینی سے بھی خلیفہ کی امیدیں ختم نہیں ہوئیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ بڈھا عنقریب مر جائے گا۔ اس کے بعد میں تخت لے لوں گا۔ مگر ۷ سال انتظار میں گزر گئے۔ آخر میں اس نے سازش شروع کی۔ سلطان کو پتہ مل گیا معزول کر کے اسکندریہ میں بھیج دیا۔ اور اس کے بھائی یوسف کو مستنجد کے لقب سے خلافت کا منصب عطا کیا۔

نیال آٹھ سال ڈھائی مہینے سلطنت کرنے کے بعد ۵ ارجمادی الاول ۸۶۵ھ میں گزر گیا۔

ملک مؤید احمد

نیال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شہاب الدین احمد سلطان ہوا۔ یہ باپ کے وقت سے مہمات سلطنت میں دخیل تھا۔ چونکہ امراء اس سے ناراض

Marfat.com

تھے اس وجہ سے چار مہینے کے بعد معزول کر دیا گیا۔

ملک ظاہر خوش قدم

خوش قدم نسباً یونانی تھا اور ملک ظاہر کا زر خرید غلام۔ اس وجہ سے ناصری اور یونانی دونوں نسبتوں سے مشہور ہے۔ اس کے عہد میں ملک کا انتظام اچھا رہا ۱۰ ربیع الاول ۸۷۲ھ کو انتقال کر گیا۔

ملک ظاہر بلبائے۔ ملک ظاہر تمر بوغا

ابو سعید بلبائے خوش قدم کے بعد سلطان ہوا۔ لیکن ظالم اور غضبناک تھا اس لئے دو مہینے کے بعد نکال دیا گیا اور اسی لقب کے ساتھ تمر بوغا تخت پر بٹھلایا گیا یہ بھی دو مہینے کے بعد ۶ رجب کو مخلوع ہوا۔

ملک اشرف قایت بائے

قایت بائے جقمق کا آزاد کردہ غلام تھا۔ ۸۷۲ھ میں تمر بوغا کے بعد سلطنت اس کے ہاتھ میں آئی اس نے دانشمندی سے مختلف جماعتوں کو قابو میں کیا اور ملک کا انتظام بہت اچھا رکھا۔

اس زمانہ میں سلاطین عثمانیہ اپنی سلطنت کا دائرہ وسیع کر رہے تھے

ایرانیوں نے ان کے خوف سے مصریوں کے ساتھ اتحاد کا معاہدہ کر رکھا تھا جب عثمانیوں نے اوزون حسن والئ فارس کو شکست دے دی اس وقت قایت بائے کو خوف ہوا کہ وہ شام پر حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے ایک فوج گراں اس کے حدود پر بھیجدی۔ جس نے ترکی سلطنت کے دو شہر اذنہ اور ترسوس فتح کر لئے۔

عثمانی اس وقت یوروپین اقوام کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے۔ اس وجہ سے ادھر کا خیال نہ کر سکے۔ ۸۸۶ھ میں وہاں ان کو فتوحات حاصل ہوئیں مگر اسی اثنا میں سلطان محمد فاتح کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بیٹوں میں تخت سلطنت کے لئے نزاع واقع ہو گئی۔ آخری لڑائی ینی شہر میں ہوئی جس میں بایزید غالب آگیا اور اس کے بھائی جم نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔

قایت بائے نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس کو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور حمایت کی امید دلا کر عثمانیوں پر حملے بھی شروع کر دیئے۔ بایزید نے اب شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ لیکن اتمام حجت کے لئے سفیر بھیجا کہ اذنہ اور ترسوس سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور جو خسارہ ہوا ہے اس کا تاوان دو۔ قایت بائے نے سفیروں کو واپس کر دیا۔ اس وجہ سے ترکی فوجوں نے بڑھ کر اپنے مقامات واپس لے لئے۔

قایت بائے نے امیر ازبکی کو بھیجا اس نے پھر ان شہروں پر قبضہ کر لیا اور ہندوستان سے ایک سیاسی وفد بایزید کے پاس جا رہا تھا اس کو بھی پکڑ لیا

بایزید یہ سن کر غصہ میں بھر گیا۔ ۳ ربیع الاول ۸۹۳ھ کو خود آستانہ سے فوج لے کر چلا اور تہدید آمیز لہجہ میں قایتبائے کو لکھا کہ اس کش مکش سے باز آ ورنہ میں تمام آل عثمان کو جمع کر کے چڑھائی کروں گا اور مصر بھی فتح کر لوں گا۔ قایتبائے نے سلامتی اسی میں دیکھی کہ ان دونوں شہروں سے دست بردار ہو کر عثمانیوں سے صلح کر لے اس کے پانچ سال کے بعد ۲۹ سال ۴ ماہ ۲۰ روز حکومت کر کے ۹۰۱ھ میں ۲۲ ذیقعدہ کو وفات پائی۔

ملک ناصر محمد بن قایتبائے (بار اول)

قایتبائے کے بعد اس کا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا مگر چھ مہینے کے بعد اٹھارہ جمادی الاول ۹۰۲ھ کو اتار دیا گیا

ملک اشرف قانصوہ خمسمایہ

قانصوہ پانچ سو دینار پر خرید آگیا تھا۔ اسی وجہ سے خمسمایہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ محمد کے بعد امراء نے اس کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ میں سلطنت کا کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے دست بردار ہو گیا

ملک ناصر (بار دوم)

ممالیک دوبارہ محمد بن قایتبائے کو تخت پر لائے۔ لیکن وہ سنت اور شرع

اور جابل نکلا۔ ایک بار ایک نوعمر کنیز کی زندہ کھال کھینچ ڈالی۔ اس قسم کی سختیوں سے ڈیڑھ سال کے بعد ۱۶ ربیع الاول ۹۰۴ھ کو ذبح کر دیا گیا۔

ملک ظاہر قانصوہ اشرفی

ناصر کے قتل کے دوسرے دن تخت نشین ہوا۔ ایک سال ۸ ماہ کے بعد معزول کر دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ جان بلد

قانصوہ ثالث ذیقعدہ ۹۰۵ھ میں سلطان بنایا گیا۔ ۷ مہینے کے بعد ۱۸ جمادی الاول کو مخلوع ہوا۔

ملک عادل طوماں بائے اوّل

جان بلد کے بعد قایت بائے کے غلاموں میں سے طوماں بائے کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ ساڑھے چار مہینے کے بعد ذیقعدہ ۹۰۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ غوری

یہ بھی قایت بائے کے غلاموں میں سے تھا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار

اور ان تمام سیاسی جھگڑوں سے الگ جو ممالیک میں جاری تھے طومان بائے کے بعد امرا نے اسی کو منتخب کیا۔ اس نے معافی چاہی اور کہا کہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا اور کہا کہ اہل ملک کو جو اعتماد تمہارے اوپر ہے وہ تمہاری اہلیت کے لئے کافی ہے اس لئے مجبور ہو کر بادلِ ناخواستہ قبول کیا۔ مگر یہ کہا کہ میرے لئے وہ دن بڑی خوشی کا ہوگا جس دن تم لوگ اس گرفتاری سے مجھ کو آزادی کی خوشخبری دوگے اور میں تخت چھوڑ کے اپنے اس بوریا پہ آ بیٹھوں گا۔

غوری نے زمام سلطنت ہاتھ میں لے کر عدل و حسنِ انتظام کے ساتھ حکومت شروع کی۔ جس سے ملک میں اس سرے سے اس سرے تک امن وامان ہوگیا۔

پرتگالیوں نے اس زمانہ میں اپنے ہندوستانی مقبوضات سے بحری قزاقی شروع کردی تھی جس سے مصر اور ہندوستان کی تجارت بند ہوگئی تھی ایک بحری بیڑہ ان کے استیصال کے لئے روانہ کیا۔ مگر اس کو بحر احمر میں فرنگیوں نے تباہ کر ڈالا۔

۹۱۰ھ میں سلطان سلیم اوّل عثمانی کا بھائی کرکود جو اس کے ساتھ تخت وتاج کے لئے برسرپیکار تھا ہزیمت اٹھانے کے بعد بھاگ کر مصر میں آیا۔ غوری نے حمایت کے لئے جنگی کشتیاں اس کے ساتھ کردیں کہ جا کر قسطنطنیہ فتح کرے

سلطان سلیم نے مشتعل ہو کر شام پر لشکر کشی کر دی۔ مصریوں نے شاہ ایران اسمٰعیل صفوی کے ساتھ جو ترکوں کا دشمن تھا مل کر مقابلہ کیا۔ مگر ترکوں نے دونوں کو ایک ساتھ شکست دیدی۔ غوری نے مصالحت کے لئے ایلچی بھیجا۔ سلطان نے جواب دیا کہ اب میں تمہارے فریب میں نہیں آ سکتا۔

مصری فوجیں مقابلہ کے لئے بڑھیں حلب کے متصل مرج دابق میں معرکہ آرائی ہوئی۔ غوری اور اس کے سپاہیوں نے بے مثل بہادری کا اظہار کیا۔ لیکن ترکوں کی توپوں کے سامنے ان کی ساری جرأت اور دلاوری بیکار ہو گئی۔ کیونکہ وہ ابھی نیزوں اور تلواروں ہی سے لڑتے تھے اور توپیں ان کے پاس نہ تھیں۔

۲۵ رجب ۹۲۲ھ کو مصری افواج کے میمنہ اور میسرہ کے سرانِ سپاہ عثمانیوں کے ساتھ مل گئے غوری جو قلب میں تھا گھوڑے پر سے گر کر راستہ میں گرا اور ٹاپوں کے نیچے پڑ کر ہلاک ہو گیا۔

ملک اشرف طومان بائے ثانی

غوری قاہرہ میں اپنے بھتیجے طومان بائے کو نائب بنا کر چھوڑ گیا تھا لوگوں نے اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ سلطان سلیم فوجیں لئے ہوئے مصر کی طرف آیا۔ طومان بائے نے شکست کھائی اور بھاگ کر اسکندریہ کی طرف چلا۔ راستہ میں

Marfat.com

ایک دیہاتی نے پکڑ لیا اور لاکر ترکوں کے حوالہ کر دیا۔

سلطان سلیم نے دس دن تک اس کو اپنے پاس رکھا اور امور ملک میں مشورے لیتا رہا۔ جب ضرورت باقی نہ رہی تو ۱۹ ربیع الاول ۹۲۳ھ میں سولی پر چڑھا دیا۔ اس روز دولت چرکسی ختم ہو گئی۔ اور مصر سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہو گیا۔

سلطان سلیم نے اسکندریہ میں ایک فوج متعین کی اور خیر بک کو جو غوری کی فوج کا ایک امیر تھا مصر کا والی مقرر کر دیا۔ پھر متوکل سے جو اس وقت خلیفہ تھا، خلافت کا منصب بھی لے لیا۔ اور اس کو اپنے ساتھ آستانہ لیتا گیا۔ یہی سب سے آخری عباسی خلیفہ تھا جس سے عثمانیوں کو خلافت مل گئی۔

⁂

گو میں عمود تاریخ اسلام یعنی خلافت کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں۔ لیکن اس موقع پر میرا جی یہ چاہتا تھا کہ عثمانی اور خدیوی خاندانوں کے حالات بھی لکھ کر شامل کر دیتا کہ مصر کی تاریخ آغاز عہد سے آج تک کی مکمل ہو جاتی۔ مگر میں نے دیکھا کہ یہ تتمہ بجائے خود ایک مستقل حصہ کی ضخامت چاہتا ہے اس لئے سر دست اس ارادہ کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

خلفاءِ عبّاسیہ مصر

(۱) مستنصر باللہ ۶۵۹ھ

سقوطِ بغداد کے بعد عباسی خاندان کے دو شخص وہاں سے نکل بھاگے تھے ایک ابوالقاسم احمد بن ظاہر بامراللہ۔ دوسرا ابوالعباس احمد بن حسن بن علی بن ابوبکر مسترشد باللہ ابوالقاسم احمد جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں رجب ۶۵۹ھ میں مصر میں پہنچا۔ ملک ظاہر بیبرس بندقداری نے اس کے استقبال کے لئے قاہرہ کی آئینہ بندی کرائی۔ پھر عظیم الشان دربار کرکے امراء قضاۃ اور علماء کو جمع کیا۔ قاضی تاج الدین نے ثبوت لینے کے جب علیٰ رؤس الاشہاد اس کے صحیح النسب ہونے کا فیصلہ کردیا اس وقت اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اس کا لقب منتصر باللہ رکھا گیا۔

اب خلیفہ کا پہلا کام یہ تھا کہ تاتاریوں کے قبضہ سے بغداد کو نکالے۔ بیبرس نے

Marfat.com

ایک فوج گراں اس کو دی اور خود اس کے ساتھ دمشق تک آیا۔

ابوالعباس احمد حلب میں خلیفہ بنالیا گیا تھا۔ دمشق میں اس نے بھی آکر مستنصر کی اطاعت قبول کرلی اور اس کے ساتھ شامل ہوگیا۔ دیگر امراء شام وحلب بھی اس جہاد میں شریک ہوئے۔ بیبرس نے دس لاکھ دینار کے صرفہ سے سارا ساز وسامان درست کر کے ان کو روانہ کیا۔ ۳ محرم ۶۶۰ھ میں مقام ہیت سے آگے بڑھ کر تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ انہوں نے شکست دیدی۔ بہت سے مسلمان مقتول ہوئے اور غالباً مستنصر بھی مارا گیا۔ کیونکہ اس دن سے اس کا کچھ پتہ نہ ملا۔ اس کی خلافت چھ مہینے سے بھی کم رہی۔

(۲) حاکم بامراللہ اول

(۶۶۰ھ سے ۷۰۱ھ تک)

مستنصر کے بعد حلبی خلیفہ ابوالعاص احمد مصر میں بلایا گیا۔ اور ۸ محرم ۶۶۱ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ سلطان بیبرس نے اپنے قصر کبیر میں ایک محل اس کی سکونت کے لئے نامزد فرمایا۔ اور اس کی کل ضروریات کا انتظام کر دیا۔

حاکم ۴۱ سال تک اس منصب پر قائم رہا اور ۷۰۱ھ میں یوم جمعہ ۱۲ جمادی الاول کو سلطان بن محمد قلاؤون کے عہد میں انتقال کر گیا۔ سیدہ نفیسہ کے مزار کے متصل دفن ہوا۔ تمام امراء اور اعیان دولت جنازہ میں از راہ ادب ننگے پاؤں

Marfat.com

شریک تھے۔

(۳) مستکفی باللہ اوّل

(سنہ ۷۰۱ھ سے سنہ ۷۴۰ھ تک)

ابو الربیع سلیمان بن حاکم اپنے باپ کا نامزد کردہ ولیعہد تھا۔ اس کے عہد میں سنہ ۷۰۹ھ میں تاتاری بادشاہ خوبندہ نے رفض اختیار کیا اور اپنے تمام قلمرو میں حکم بھیجدیا کہ خطبوں میں سے خلفائے ثلاثہ کے نام نکال دیئے جائیں۔ اس کی وجہ سے سخت شورش برپا ہوئی۔ اسی اثنا میں وہ مرگیا۔ اور اس کی جگہ سلطان ابو سعید آخری تاتاری بادشاہ تخت نشین ہوا۔ جو سنی تھا۔ اس نے اس حکم کو منسوخ کردیا۔

مصر کے ذمیوں نے وزیر کے پاس یہ درخواست دی کہ اہل ذمہ کے اوپر جو قیود ہیں وہ اٹھادی جائیں ہم اس کے عوض میں سالانہ سات لاکھ دینار دیتے رہیں گے وزیر اور سلطان کا میلان طبع یہ تھا کہ منظور کرلیں۔ مگر امام تقی الدین احمد ابن تیمیہ نے مخالفت کی اور کہا کہ شریعت کے احکام کسی قیمت پر فروخت نہیں ہوسکتے۔ خلیفہ نے بھی ان کی تائید کی اس لئے باز رہے۔

سلطان مصر محمد بن قلاؤن اور خلیفہ میں بہت یگانگت تھی دونوں ایک ساتھ سیر و شکار اور چوگاں بازی کے لئے نکلا کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ بھائی بھائی ہیں مگر ۷۳۶ھ میں بعض دشمنوں کی دروغ اندازی سے ان میں باہم رنجش پیدا ہو گئی اس وجہ سے سلطان نے خلیفہ کو برج قصر میں نظر بند کر کے لوگوں کو اس سے ملنے سے روک دیا۔ پھر ذی الحجہ ۷۳۷ھ میں اس کو قاہرہ سے معہ اہل وعیال اور متعلقین کے جو تقریباً سو نفوس تھے مقام قوص میں بھیجدیا اور حکم دیا کہ خطبوں میں سے اس کا نام نکال دیا جائے۔ لیکن گزارہ بڑھا دیا۔

شعبان ۷۴۰ھ میں مستکفی نے قوص ہی میں انتقال کیا۔ عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مستکفی فاضل، کریم الطبع، شجاع اور سپہ گری میں کامل تھا۔ ہمیشہ علماء وفضلاء کے ساتھ مجالست رکھتا۔ اور سلوک کرتا۔ خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا۔ اسی نے بادشاہ ہند محمد تغلق کو خلعت اور امارت کا فرمان بھیجا تھا۔

(۴) واثق باللہ

(۷۴۰ھ سے ۷۴۱ھ تک)

حاکم بامراللہ نے اپنے بیٹے ابو عبداللہ محمد کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن وہ اس کی زندگی ہی میں مر گیا اس وجہ سے اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کے نام ولایت عہد لکھدی۔ مگر جب دیکھا کہ اراذل کی صحبت میں بیٹھنے سے اس کی صحبتیں خراب

ہوگئی ہیں تو اپنے دوسرے بیٹے مستکفی کو ولیعہد کیا چنانچہ اس کے خلیفہ ہوجانے پر اسی ابراہیم نے ملک ناصر محمد بن قلادؤں کو اس کا دشمن بنا دیا تھا۔

مستکفی مرتے وقت اپنے بیٹے احمد کے لئے خلافت کی وصیت کر گیا تھا مگر سلطان نے اس کی وصیت کی طرف التفات نہیں کیا اور ابراہیم کو واثق باﷲ کا لقب دے کر خلیفہ بنا دیا۔ علماء اور قضاۃ نے بوجہ اس کے ناشائستہ افعال کے سخت مخالفت کی۔ سلطان نے اس کو معزول تو نہیں کیا لیکن خطبوں سے اس کا نام نکلوا دیا۔ اور انتقال کے وقت وصیت کر گیا کہ مستکفی کے بیٹے احمد کو خلیفہ بنا لینا۔

(۵) حاکم بامر اﷲ ثانی

(۷۴۱ھ سے ۷۵۳ھ تک)

محمد بن قلادؤں کی وصیت کے مطابق اس کے بیٹے سیف الدین ابوبکر نے تخت نشین ہونے کے بعد ذی حجہ ۷۴۱ھ میں قاضی القضاۃ کو بلا کر دربار عام میں واثق کو معزول کیا اور ابوالعباس احمد بن مستکفی کو ولیعہدی کا ثبوت لینے کے بعد خلیفہ بنایا۔ چونکہ یہ دوسرے خلیفہ حاکم بامر اﷲ کا ہم نام اور ہم کنیت تھا۔ اس لئے وہی لقب بھی اس کو دیا گیا۔ ۷۵۳ھ کے وسط میں طاعون سے ہلاک ہوا۔

(٦) معتضد باللہ اوّل

(سنہ ۷۵۳ھ سے سنہ ۷۶۳ھ تک)

الفتح معتضد حاکم بامر اللہ کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ جمادی الاول سنہ ۷۶۳ھ میں گزر گیا۔ متواضع اور علم دوست تھا۔ اس کی طرف سے فیروز شاہ کے نام ہندوستان کی امارت کا فرمان سنہ ۷۵۷ھ میں آیا تھا۔

(۷) متوکل علی اللہ اوّل

(سنہ ۷۶۳ھ سے سنہ ھ تک)

ابو عبد اللہ محمد بن معتضد اپنے باپ کی وصیت کے مطابق سنہ ۷۶۳ھ میں خلیفہ ہوا۔ اس نے زمانہ بہت پایا

سنہ ۷۷۹ھ میں اشرف کے قتل کے معاملہ میں اتابک لائن اس سے کسی بات پر ناراض ہوگیا۔ اس وجہ سے قوص میں بھیجدیا۔ اور زکریا بن واثق کو معتصم کا لقب دے کر خلافت کا خلعت عطا کیا۔ لیکن نہ بیعت ہوئی نہ اجماع۔ آخر کار پندرہ روز کے بعد پھر متوکل خلافت پر بلایا گیا۔

سنہ ۷۸۵ھ میں متوکل نے برقوق کے خلع کا اعلان کیا مگر اس نے خود

متوکل کو خلافت سے برطرف کر کے عمر بن ابراہیم کو خلیفہ بنا لیا۔ ۷۸۸ھ میں جب عمر گزر گیا اس وقت امراء نے اس کو متوکل کی بیعت کا مشورہ دیا۔ مگر وہ راضی نہ ہوا۔ اور زکریا بن واثق کو جو اتابک لاشن کے عہد میں خلافت پہ آیا تھا۔ خلیفہ بنایا۔ اس نے مخالفت شروع کی اس وجہ سے مجبورًا اس کو نکال کر پھر متوکل کو بلایا۔ اس نے خلیفہ ہوتے ہی برقوق کی معزولی کی کوشش شروع کی۔ اور کامیاب ہو گیا۔

رجب ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔ کنیزوں کا عاشق تھا۔ نر و مادہ سو اولادیں چھوڑیں جن میں سے پانچ خلیفہ ہوئے۔

(۸) مستعین باللہ

(۸۰۸ھ سے ۸۱۶ھ تک)

ابوالفضل عباس بن متوکل، بائی خاتون نامی ترکی کنیز کے شکم سے تھا۔ رجب ۸۰۸ھ میں ملک ناصر پسر برقوق کے عہد میں اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا۔ جب شیخ محمودی نے ناصر کو گرفتار کیا تو مستعین نے اس کو قتل کرا کے تخت سلطنت بھی حاصل کر لیا۔

چونکہ مدت کے بعد عباسی خلیفہ کو دنیاوی اقتدار ملا تھا اس وجہ سے مسلمانوں نے اس پر شادیانے بجائے۔ لیکن یہ خوشی زیادہ عرصہ تک خاتمہ

نہ رہ سکی۔ کیونکہ شیخ محمودی نے بہت جلد اس کو خلافت اور سلطنت دونوں سے معزول کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ اور خود سلطان ہو گیا اور خلافت کی بیعت داؤد بن متوکل کے ہاتھ پر کر لی۔ اس کے بعد مستعین کو اسکندریہ بھیج دیا۔ وہاں اس نے بڑی شہرت پیدا کر لی۔ اور ۸۳۳ھ میں انتقال کیا

(۹) معتضد باللہ ثانی

(۸۱۶ھ سے ۸۴۵ھ تک)

داؤد کا لقب معتضد باللہ رکھا گیا۔ اس کی ماں کزل نامی ترکی کنیز تھی۔ اس کی بیعت ۸۱۶ھ میں ہوئی۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۴ ربیع الاول ۸۴۵ھ میں مر گیا۔ باوقار عالم اور فیاض تھا۔

(۱۰) مستکفی باللہ ثانی

(۸۴۵ھ سے ۸۵۴ھ تک)

ابو الربیع سلیمان بن متوکل، معتضد کے بعد اس کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنایا گیا۔ نہایت متقی اور عبادت گزار تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اسی کے گھر میں پرورش پائی تھی کیونکہ ان کے والد اس کے اتالیق تھے۔ ملک ظاہر چقمق اس کے ساتھ عقیدت اور اس کے حق حرمت کا بہت خیال رکھتا تھا۔

Marfat.com

۶۳ سال کی عمر میں جمعہ کے دن ۹ ذی حجہ ۸۵۴ھ میں انتقال کر گیا۔ امراء و سامانات جنازہ پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ خود جقمق نے بھی کاندھا دیا۔

(۱۱) قائم بامر اللہ

(۸۵۴ھ سے ۸۵۹ھ تک)

ابو البقا حمزہ بن متوکل، بلا ولیعہدی کے خلافت کے منصب کا متولی بنایا گیا۔ اسی کی سازشوں کے ڈر سے جقمق نے سلطنت اپنے بیٹے عثمان کے حوالہ کر دی تھی، قائم نے اس کے خلع کا اعلان کیا اور چاہا کہ مستعین کی طرح خود سلطنت پر قابض ہو جائے مگر کامیاب نہ ہو سکا اور ملک اشرف ینال تخت پر آگیا۔ اس کے خلاف بھی سازش شروع کی۔ اس وجہ سے ۸۵۹ھ میں اسکندریہ بھیج دیا گیا۔ وہیں ۸۶۳ھ میں وفات پائی اور اپنے بھائی مستعین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۱۲) مستنجد باللہ

۸۵۹ھ سے ۸۸۴ھ تک

ابو المحاسن یوسف بن متوکل ۸۵۹ھ میں منصب خلافت پر آیا۔ اس کے زمانہ میں بڑی بادشاہ گردی رہی۔ آخر میں ملک اشرف قایت بائے

Marfat.com

آکر سلطنت نے قرار لیا۔

ظاہر خوش قدم نے سازش کے خطرہ سے اس کو قلعہ میں نظربند رکھا تھا۔ وہیں ۲۴ محرم ۸۸۴ھ میں گزر گیا۔

(۱۳) متوکل علی اللہ ثانی

(۸۸۴ھ سے ۹۰۳ھ تک)

عبدالعزیز بن یعقوب بن متوکل ۱۲ محرم ۸۸۴ھ کو خلیفہ ہوا۔ دیندار اور خوش خلق تھا۔ ۳۰ صفر ۹۰۳ھ کو وفات پائی۔

(۱۴) مستمسک باللہ

(۹۰۳ھ سے ۹۲۰ھ تک)

یعقوب بن عبدالعزیز باپ کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی ۹۲۰ھ میں انتقال کر گیا۔

(۱۵) متوکل علی اللہ ثالث

(۹۲۰ھ سے ۹۲۳ھ تک)

اس کا نام محمد تھا۔ مستمسک کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ اس کے

Marfat.com

زمانہ میں ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم اول عثمانی نے مصر کو فتح کیا۔

چونکہ اصولاً منصب خلافت منصب سلطنت سے بالاتر ہے اور خلیفہ کے احکام سلطان کے لئے واجب التعمیل ہوتے ہیں۔ اس لئے سلیم نے سلطنت کے ساتھ ہی خلافت بھی لے لی۔ اور یہ اختیار دوسروں کے ہاتھ میں رکھنا پسند نہ کیا۔

اس وقت سے یہ نام کی خلافت بھی بنی عباس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

سلیم متوکل کو اپنے ساتھ آستانہ لیتا گیا۔ وہاں وظیفہ مقرر کر دیا۔ ۹۴۵ھ میں متوکل نے وہیں وفات پائی۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

خلافت عباسیہ

عباسی خلافت اگرچہ کل عالم اسلامی کی نمائندہ نہ تھی کیونکہ اس کا ایک حصہ اندلس روز اول سے اس کے تصرف سے خارج رہا اور پھر امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ اکثر اسلامی ممالک اس کے قبضے سے نکلتے گئے یہاں تک کہ دیلم اور سلجوق نے تو اس کے مرکز پر قبضہ کر لیا اور ان کے زمانوں میں اس کا دنیاوی تسلط برائے نام رہ گیا۔ لیکن پھر بھی بوجہ خلافت راشدہ اور بنو امیہ کے وارث ہونے کے بالعموم امت میں مرکزی حیثیت اس کو حاصل رہی۔ مشرق سے مغرب تک اکثر سلاطین اور ملوک اسلام خلفائے عباسیہ ہی کو جانشین رسول اور دنیائے اسلام کا مرکزی فرماں روا مانتے۔ انہیں سے اپنی امارتوں کا فرمان لکھواتے اور اپنے آپ کو ان کا نائب قرار دے کر ان کے نام کے خطبے پڑھتے اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اندلس اور مراکش کی خلافت نیز خلافت فاطمیہ کو بجز ان کے ماتحتوں اور ہم عقیدہ لوگوں کے اور کسی نے کبھی صحیح تسلیم نہیں کیا۔ اور عام طور پر امت کے نزدیک یہ خلافتیں نامقبول رہیں

Marfat.com

ناجائز رہیں۔ اس وجہ سے بغداد سے خلافت عباسیہ کے زوال کو باوجود اس کے کہ اس کے پاس تین صوبوں سے زائد نہ تھے خوارزم شاہی طویل و عریض سلطنت اور دیگر اسلامی ریاستوں کے زوال کی بہ نسبت اُمت نے زیادہ محسوس کیا کیونکہ اس سے دنیائے اسلام کی مرکزیت مٹ گئی تھی اور ایک عظیم الشان منصب جو دینی لحاظ سے دینی حیثیت اختیار کر چکا تھا امت کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اس لئے اس کا دوبارہ قائم کرنا ضروری سمجھا گیا۔

یہ احساس عوام الناس کی بہ نسبت علماء کو زیادہ تھا اور خلافت کی تاریخ کی بنا پر ان کے دلوں میں یہ بات بھی ہوئی تھی کہ اس منصب کی تولیت کے مستحق عباسی ہی خاندان کے افراد ہو سکتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ابو العباس احمد کو جو بغداد سے بھاگ کر حلب گیا تھا حاکم بامر اللہ کے لقب سے امام ابن تیمیہ کے والد بزرگوار عبد الحلیم بن تیمیہ نے خلیفہ بنایا اور سب لوگوں سے بیعت لے کر خلافت کا منصب قائم کیا۔ اور مصر میں جب ابو القاسم احمد پہنچا تو وہاں علامہ عز الدین اور قاضی تاج الدین کی کوششوں سے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور جو مرکزیت بغداد میں شکست ہوئی تھی قاہرہ میں نصب کی گئی۔

سلطان بیبرس بندقداری نے بھی عقیدتمندی اور نیز اس خیال سے کہ اس مرکزیت کی بدولت اس کی سلطنت کو قبولیت عامہ نصیب ہو گی اور اس کا اقتدار بڑھ جائے گا۔ بیعت کر لی۔ چنانچہ بیعت کے بعد جمعہ کے دن خلیفہ نے

خطبہ پڑھا اور سلطان مذکور کو قسیم امیر المومنین کا لقب اور مصر و شام وغیرہ کی امارت کا فرمان عطا فرمایا۔ اس نے خلیفہ کے لئے ایک محل مخصوص کر دیا۔ اور کاتب، حاجب، خزانچی وغیرہ متعین کر دیئے۔ غلام۔ کنیزیں خدم و حشم اور سواری کے لئے سو گھوڑے دیئے۔ نیز جملہ لوازمات اور ان کے اخراجات کا بندوبست فرمایا۔ خطبوں میں بھی اس کا نام داخل کیا اور سکوں میں بھی اور خلافت کا پورا اعزاز مرعی رکھا۔

اس میں شک نہیں کہ علماء نے نیک نیتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے خیال سے اس خلافت کا احیاء کیا تھا اور ان کا مقصد یہ تھا کہ امت کی وحدت اور مرکزیت قائم رہ جائے۔ لیکن اقوام مسلمہ کا تشتت و افتراق اس حد تک گزر چکا تھا کہ اس بوسیدہ رشتہ سے جو روحانی خلافت کی شکل میں قائم کیا گیا ہے ان کی شیرازہ بندی ہو سکتی۔ چنانچہ سیاسی حیثیت سے مفید ہونے کے بجائے خود مصر کے لئے مضر ثابت ہوا۔ کیونکہ دو مستقل اقتدار ہر وقت متصادم ہو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلاطین نے تھوڑے دنوں کے بعد خلیفہ کو قلعہ میں اپنی نظر کے سامنے رکھنا شروع کیا اور عام لوگوں کا ملنا اس سے بند کر دیا۔ اس کے بعد سکوں اور خطبوں سے بھی اس کا نام نکال ڈالا۔ اور اس کو محض ایک تبرک کی حیثیت سے رہنے دیا جو مذہبی مجالس میں شرکت کے لئے بلایا جاتا تھا اس کا لقب بھی بجائے خلیفۃ الامام

کر دیا۔ اور سیاسیات میں کسی قسم کا دخل دینے سے روک دیا۔ ان میں سے جو کسی قسم کی مخالفت کا اظہار کرتا وہ یا تو معزول ہوتا یا قید۔ مستعین باللہ نے جرأت کر کے ذرا قدم آگے بڑھایا تھا اور تخت سلطنت پر پہنچ گیا تھا جس پر علماء نے حد سے زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے جوش مسرت میں ایک قصیدہ بھی لکھ ڈالا۔ لیکن چونکہ کوئی عصبیت اس کے پاس نہ تھی اور امراء اپنی اپنی غرض کے بندے تھے اس لئے وہ چالیس دن بھی تخت پر نہ رہ سکا اور قید کر دیا گیا۔

جب خود مصر میں ان کا یہ حال تھا تو دیگر سلاطین وملوک اسلام اس تاریخی رشتہ کا کہاں تک احترام کرتے۔ بایزید عثمانی نے اگر سنت قدیم کے مطابق ان سے اپنی امارت کا فرمان لکھوایا تو آخر میں اسی خاندان کے سلطان سلیم نے ان سے خلافت بھی چھین لی جس سے نہ صرف بنی عباس اور قریش بلکہ عرب کے ہاتھوں سے یہ منصب نکل کر عجم کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

بے شک ایک دوسری حیثیت سے اس خلافت کی بدولت مصر کو فائدہ پہنچا۔ یعنی اگرچہ فتح اسلامی کے بعد ہی سے علوم اسلامیہ وہاں رائج ہو گئے تھے اور ہر قرن میں اچھے اچھے علماء اور مصنفین کی کثرت رہی۔ مگر اس خلافت کے قیام سے وہاں علم اور دین کو زیادہ ترقی ہو گئی۔ اور بجائے بغداد کے قاہرہ حضارۃ اسلامی کا مرکز ہو گیا۔

Marfat.com

سلاطین عثمانیہ خلافت اسلامیہ کو تو روم میں لے گئے مگر علوم اسلامیہ کو مصر ہی میں چھوڑ گئے۔ چنانچہ آج تک یہ اس کی مرکزیت باقی ہے اور اس کے علمی احسانات کا فیض دنیائے اسلام میں جاری ہے۔

❁ ❁ ❁

جوئے نور

سلسلۂ معارف القرآن کی دوسری کڑی

جو حضرات انبیائے کرامؑ کے تذکار جلیلہ پر مشتمل ہے
جس میں حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت شعیب علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام کا تذکرہ آگیا ہے۔

یہ کتاب محترم مصنف کی نظر ثانی کے بعد

دوسری مرتبہ شائع کی گئی ہے

۳۰۴ صفحات قیمت مجلد مع گرد پوش،

چھ روپے (علاوہ محصولڈاک)

ناظم ادارہ طلوع اسلام ـــــ کراچی

Marfat.com

سلیم کے نام

خطوط۔ از پرویز

نوجوانوں کے دل میں اسلام کے متعلق جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کا شگفتہ مدلل اور اچھوتا جواب۔

بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحات

قیمت چھ روپے

ادارۂ طلوعِ اسلام
کراچی

Marfat.com